وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَإِنِّی قَرِیبٌ

یا علی مدد

جائز یا شرک

اظہر حسین ابڑو

"[O my child, You should ask only from your Lord because in His hand is all giving and depriving. Seek good (from Allah) as much as you can. Understand my advice and do not turn away from it, because the best saying is that which benefits.]"

[Nahjul Balagha, Wasiyat to Imam Hasan, Letters 31]

BOOK NAME: YA ALI MADAD, JAIZ YA SHIRK

AUTHOR: AZHAR HUSSAIN ABRO

COMPOSING: AZHAR HUSSAIN ABRO

EDITING: AZHAR HUSSAIN ABRO

1ST EDITION: MARCH, 2023

2ND EDITION: MAY, 2023 (SHAWAL 1444)

EMAIL: ABROAZHAR@GMAIL.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصه اول

یا علی مدد – جائز یا شرک؟

مضامین	صفحه
یا علی مدد کا مطلب/ڈیفینیشن	8
1۔ شہید زندہ ہے۔	10
شہید کی زندگی کیسی ہے؟	11
شهید در تفسیر نمونه	13
زندہ کسے کہتے؟	14
ہر زندہ نبی اور زندہ امام کی ضرورت کیوں؟	17
2۔ شفاعت	18
شفاعت کا کل اختیار صرف اللہ ہی کو ہے	19
اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو	22
جب شفاعت کرنے والوں کی شفاعت قبول نہ کی گئی	25
3۔ ولایت	31
کیا اللہ نے جن کی ڈوٹیاں لگائیں، ان کو پکارنے کا حکم دیا ہے	36
جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا	40
4۔ قرآن مشکل ہے	42
5۔ قرآن vs حدیث	47
حدیث ثقلین	47
6۔ احادیث: اللہ کی مخلوق کو پکارنے، مدد مانگے کی ممانعت	51
لوگوں سے استغنا – کافی	51
تفویض الی اللہ و توکل علی اللہ - کافی	51
مخلوق سے مانگنے کی مزمت - صحیفه سجادیه	53
ائمه کی قبور کی زیارت اور دعا مانگنا	53
دعا عرفه – امام حسینؑ	54
دعا امام رضا – تعقیبات فجر	55
In Fleeing to God، صحیفه کامله، دعا 28	56
مولا علیؑ کی وصیت	57
کیا انبیاء و ائمه اللہ کی مخلوق نہیں ہیں؟	57
حضرت امام صادقؑ اور سائل شکور	58
اگر سوال کرو تو اللہ سے، اگر مدد مانگو تو اللہ سے	59
عریضه	60

7۔ محبت میں غلو	61
8۔ انبیاء کا مشن در قرآن	62
9۔ ہدایت / ھدیٰ / Guidance	70
10۔ جو قبروں میں ہیں تم انکو نہیں سنا سکتے (قرآن)	74
اللہ کا قول vs غیر اللہ کا قول	76
کیا مردے کسی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے؟ (تفسیر نمونہ)	79
11۔ سچا پکارنا صرف اللہ ہی کا ہے	82
12۔ سلونی قبل ان تفقدونی	86
13.دعا بڑی عبادت ہے	88
14۔ عرض میں نہیں طول میں (کٹ حجتیاں)	91
15۔ بھلا میں صحیح کیسے؟	93
16۔ یا علی مدد کی ابتداء	97
17۔ یا علی مدد کے معاشرتی نقصانات	99
18۔ یا علی مدد کے نفسیاتی نقصانات	102
19۔ الشرک باللہ	103
20۔ شیعہ میں خرافات	114
غیر خدا سے مدد مانگنا	116
لفظ "خدا" کا کثرت سے استعمال	116
عَلم کے آگے دعا مانگنا	116
متبرک دھاگے اور کپڑے	117
ذوالجناح/ضریح وغیرہ	117
21۔ شیعت کی اصلاح (اہلِ قرآن شیعہ)	118
22۔ قرآن سے دلائل کے جوابات	119
آیت 1: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	119
آیت 2: استعینوں بالصبر والصلوٰۃ، 2:45	122
آیت 3: اولی الامر منکم: 4:59	123
آیت 4: حالت رکوع میں زکوٰۃ، 5:55	124
آیت 5: اے نبی اگر تم بھی انکی مغفرت کی دعا کرو	124
آیت 6: استغفار کرو	124
آیت 7: حضرت یوسفؑ کی قمیص سے شفا	125
آیت 8: واعتصموا بحبل اللہ	128
آیت 9: وتعانوا علی البر والتقوی	129
آیت 10: واجعل لی وزیرا من اہلی، ہارون اخی	131

آیت 11: واجعل لی من لدنک سلطٰنا نصیرا	132
آیت 12: اللہ اسکا مولا ہے، اور جبرئیل، اور صالح مومنین	132
آیت 13: جو لو ایمان لے آئے ایک دوسرے کے مددگار ہیں	135
آیت 14: کون ہے میرا مددگار؟	135
آیت 15: فرشتے کا بیبی مریمؑ کو بیٹا عطا کرنا	136
آیت 16: اللہ اور اسکے رسول نے انکو غنی کردیا	136
آیت 17: کیا اچھا ہوتا که اللہ اور رسول کی ءاتا پر راضی رہتے	137
آیت 18: حضرت عیسیٰؑ کے معجزات	139
آیت 19: حضرت ذوالقرنین کی مدد کرنا	141
آیت 20: اللہ نے مومنوں کے ذریعے سے آپ کی تائید کی	142
آیت 21: هذا فضل ربی	142
آیت 22: وسیله	143
آیت 23: اہل ذکر سے سوال کرو	145
23۔ مدد مانگنے والی روایات	146
24۔ حرف آخر	153
Veneration of Saints	237
انسان کا عروج	239
مصادر	242

حصه دوم: انتخاب توحید عبادت (یکا پرستی)

پیش لفظ از مترجم	159
اسلام عجیب تھا!	160
ہر پیغمبر و ائمہ کا ہدف صرف و صرف "توحید" تھا	163
توحید کے دو قسم	163
توحید عبادت	165
عبادت	169
مشرکین کئی قسم کے تھے	172
منافق	174
حق متعال نے عبودیت اور بندگی کو اپنے اعلیٰ ترین بندوں اور اکملِ خلق کی صفت قرار دیا	175
شرک دو قسم کے ہیں	177
انگھوٹی، نخ، دھاگہ وغیرہ سے شفا لینا	180
حجر اسود	185
قربانی	186
قربانی در اسلام	186
نذر	189
غیر اللہ سے دعا و استغاثہ کرنا	191
شرک کی ایک قسم: تنجیم ہے	194
بدشگونی	197
انبیاء و اولیاء کے متعلق غلو کرنا	198
خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ یا واسطہ کی حقیقت	201
بادشاہ اور رعایا کی مثال	205
بادشاہ کے حضور وزیروں کا وسیلہ، تین قسموں سے باہر نہیں ہے	207
وسیلہ	209
شفاعت کسی کے لیے نافع نہیں جب تک اللہ اُس سے راضی نہ ہو	212
علت و أسباب کے حقیقت	221
بنی نوع انسان میں بت پرستی کا آغاز	224
زیارت قبور مومنین	227
بت پرستی	228
سنگ پرستی	228
درخت پرستی	228
((اجداد پرستی))	229
اسلام نے مجسمہ سازی اور نقاشی کو حرام قرار دیا ہے	230
توحید فضائل کا مبداء ہے	232
اسلام میں شرک اور توہمات کے ظہور کی وجہ	234

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ١
اللہ کےنام سے جو رحمان و رحیم ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَۙ ٢
ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِۙ ٣
رحمان اور رحیم ہے

مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِؕ ٤
روز جزاء کا مالک ہے

اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُؕ ٥
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَۙ ٦
ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ٧
جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا
راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بھکے ہوئے ہیں۔
...

الاشراک فی الناس اخفی من دبیب النمل
علی المسح الاسود فی اللیلة المظلمة

ترجمہ: لوگوں میں شرک، تاریک رات میں،
کالی چادر پر چیونٹی کے چلنے سے (زیادہ) مخفی ہے۔

(امام حسن عسکری (ع)،۔۔۔ موسوعة سیرة اہل بیتؑ، ج34، ص133)
امام صادقؑ، میزان الحکمت، حدیث# 3069)
https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:22803

عن ابي عبد الله عليه السلام قال قلت ان هٰؤلاء العوام يزعمون ان الشرك اخفي من دبيب النمل في الليلة الظلماء علي المسح الاسود فقال لا يكون العبد مشركا حتي يصلي لغير الله، او يذبح لغير الله، او يدعو لغير الله عز وجل

"I told Aba Abdullah as-Sadiq (ع), The common people think that polytheism is harder to see than the footstep of an ant on a black cloak at night. The Imam (ع) replied, One would not become a polytheist unless he prays to other than God makes an offering for other than God or prays to anyone other than the Honorable the Exalted God.

(خصال، حدیث 151)
https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:AXd1c5oGPIR-Uks7Pe97

وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ

(یوسف، 106)

اور ان میں اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے
مگر اس طرح کہ
شرک بھی کرتے ہیں۔

"یا علی مدد"

کہنا، جائز ہے یا شرک؟

"یا علی مدد" سے مراد ہر انبیاء/اوصیاء/اولیاء/غوث/مرشد/پیر/فقیر (ہر اللہ کی مخلوق) سے مدد مانگنا، جب کہ وہ "وفات" پا چکے ہوں۔ **كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ** کے تحت موت سے ہمکنار ہو چکے ہوں، دنیا سے پردہ فرما چکے ہوں۔

یعنی ان سے مدد مانگے، جیسے اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے۔ ان سے ایسے حاجات طلبی کی جائے جیسے اللہ رب العالمین سے حاجات طلبی کی جاتی ہے، ان کو پکاریں، جیسے اللہ کو پکارا جاتا۔

استثنا:

❁ یاد رہے: یہاں ہم وسیلے کی بات نہیں کر رہے، یعنی اللہ ہی کو پکارا جائے، پر وسیلے سے، یعنی اس طرح کہنا: "یا اللہ محمد و آل محمد کے واسطے میری دعا قبول کر۔" ۔

❁ یہاں زندہ کا زندہ سے مدد مانگنے کی بات بھی نہیں ہو رہی۔ زندہ کا زندہ سے اس طرح مدد مانگنا جیسے ایک انسان دوسرے زندہ انسان کی دنیاوی امور میں، ایک دوسرے کی مدد کرتے۔

❁ یہاں پر ایک انسان کا دوسرے انسان کے حق میں دعا کروانے کی درخواست کی بھی بات نہیں ہو رہی۔ یعنی ایک زندہ انسان اپنے بھائی کے حق میں دعا کرے، یا اپنے مرے ہوئے بھائی کے لیے مغفرت کی دعا کرے۔ اس کی بات نہیں ہو رہی۔

⇦ بات ہو رہی ہے، "اللہ کی مخلوقات میں، جو مرچکا ہو، فوت ہوچکا ہو، دنیا سے پردہ فرما چکا ہو، چاہے شہید ہی ہوچکا ہو۔۔ اس سے براہ راست، کسی قسم کی مدد طلب کرنا، دعا کرنا، پکارنا، حاجت طلب کرنا، مشکل کشائی کی استدعا کرنا کیسا ہے؟ "

کیا جائز ہے، ناجائز ہے، شرک ہے، شرک کی کوئی قسم ہے، وغیرہ وغیرہ۔۔۔

یا علی مدد کے ضمن میں عموماً 4 چیزیں زیر بحث ہوتی ہیں۔

1۔ شہید زندہ ہے
2۔ شفاعت
3۔ ولایت
4۔ قرآن مشکل ہے

یہ سارے ٹاپکس اپنے آپ میں بہت وسیع ہیں، جس میں ایک ایک پر الگ کتابیں لکھی جا سکتی۔
پر ہماری کوشش رہے گی، اختصار سے کام لیتے ہوئے، صرف و صرف to the point بات کریں۔

1۔ شہید زندہ ہے!

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(بقرہ، 2:154)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ، انہیں مردہ نہ کہو ، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں ، مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔ ــــ (ترجمہ فی ظلال القرآن)

۞ وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتَۢا ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

(آلعمران، 3:169)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انھیں مُردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں ۔(مودودی)

✐ اب یہ بات تو طے ہے کہ "زندہ زندہ سے مدد مانگ بھی سکتا ہے، اور زندہ زندہ کی مدد کر بھی سکتا ہے" جیسے دنیا کے سارے انسان ایک دوسرے سے مدد مانگتے بھی ہیں اور مدد کرتے بھی ہیں، اپنی جسمانی طاقت سے، اپنی مالی استطاعت سے، اپنی علم سے، اپنے مرتبہ سے---
اور تاریخ ایسے مثالوں سے بھری ہوئی کہ: زندہ لوگوں نے ہمیشہ زندہ انبیاء سے مدد مانگی، اور زندہ انبیاء نے ہمیشہ زندہ لوگوں سے مدد طلب کی۔

✐ آگے چل کر: آیت اللہ شریعت سنگلاجی کی کتاب "یکاپرستی" سے استفادہ کرتے ہوئے، انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ امت محمدی میں "امور حسی" میں ایک دوسرے کی مدد کرنے پر، اجماع ہے کہ یہ شرک نہیں ہے۔ پر "امور معنوی" میں غیر اللہ سے مدد مانگنا ضرور شرک ہے اور جائز نہیں ہے۔" (صفحہ 189)

پر "یا علی مدد" کی دلیل میں، لوگوں نے اپنی "بات" کو درست ٹھرانے کے لیے، ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے، شہید کو بالکل ویسا ہی زندہ ٹھرایا جیسے ایک زندہ زندہ۔

شھید کی زندگی کیسی ہے؟

کیا ان آیات میں شھید کی مثال، واقعی میں ایسے ہی جیسے ایک زندہ انسان کی؟
کیا شھید آپکو ویسے ہی سنتے ہیں جیسے زندہ؟
کیا شھید کا شھادت کے بعد بھی اس دنیا سے واسطہ برقرار رہتا ہے؟
کیا شھید شھادت کے بعد بھی اس دنیا کے دنیاوی امور میں ردوبدل کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟

قرآن نے ہمیں یہ تو بتا دیا شھید زندہ ہے۔ پر اُسکی کیفیت کا کچھ نہیں بتایا، کہ وہ زندہ کیسے ہیں؟ کس sense میں ہیں؟ کس کیفیت میں ہیں؟ کیس حال میں ہیں؟

بلکہ یہ ضرور اضافہ کیا کہ "تمھیں انکی زندگی کا شعور نہیں۔"

❔ شھید کو بالکل ایسے زندہ سمجھنا جیسے ہم اور آپ زندہ ہیں تو سوال پیدا ہوتا، تو پھر انکی شھادت کے بعد انکی بیوی بیواہ کیوں ہوجاتی ہے؟ وہ دوسری شادی کیوں کرتی؟ وراثت کے سارے احکام کیوں نافذ ہوتے، وہ سارے معاملات کیوں ہوتے ہیں جو مرنے والے کے ساتھ ہوتے ہیں؟

(کسی نے اس سوال کا جواب میں کہا کہ شریعت کا تعلق شعور سے ہے، جب وہ دنیا سے رخصت ہوجاتے تو شعوری طور پر انکا تعلق ٹوٹ جاتا اس وجہ سے نکاح بھی ٹوٹ جاتا، اور بیوی بیواہ ہوجاتی۔
اب اس جواب پر بھی سوال بنتا کہ، جب شعوری طور پر انکا اپنے قریبی احباب سے ہی رشتہ باقی نہ رہ سکا۔ (وہ بھی ٹوٹ گیا)، تو پھر شعوری طور پر انکا دوسرے لوگوں سے، اُس حقیقی زندہ والے سینس میں رابطہ باقی کیسے برقرار ہے؟
یعنی "شریعت کا تعلق اگر ہمارے شعور سے ہے"-- پھر جب وہ ہمارے "شعور" سے منقطع ہوگئے، تو مدد مانگنا عقلمندی کیسے ہوئی؟، بہرحال---)

جب ایک چیز "منقطع" ہوگئی، Disconnect ہوگئی۔ تو پھر شھید "اپنی دنیا" (برزخی دنیا) میں بھلے ہی زندہ کیوں نہ ہو، پر اسکا یہ مطلب نہیں کہ انکا آپ سے اب تک/ یا اپنے احباب سے ویسے ہی رابطہ برقرار ہے جیسے زندہ کا۔

📖 **"یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپؐ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ قطع ہوگیا ہے۔"**
(نہج البلاغہ، خطبہ 232)

✐ نہج البلاغه میں مولا علیؑ کا یه فرمان، اس بات کا واضح پیغام دیتا ہے که موت ایک ایسی چیز ہے جو Disconnect کردیتی۔

"آپؐ کی رحلت سے آسمانی خبروں کا سلسله منقطع ہوگیا۔"

✐ ایک نبی کی ذات ہی، وہ ہوتی ہے جو ایک طرف اللہ سے کنیکٹ ہوتی، اور دوسری طرف اللہ کی مخلوق سے۔ (تبھی وہ لفظی طور پر نبی (خبر دینے والا) یا رسول (پیغام پہنچانے والا) کہلاتے۔ کیونکه انکو ایک طرف سے پیغام ملتا، جو دوسری طرف پہنچانا ہوتا۔) پر آخری نبیﷺ کی رحلت کے بعد یه کنیکشن تا قیامت اب ڈسکنیکٹ ہوگیا/قطع ہوگیا۔۔۔ جیسا که مولا کا فرمان ہے۔ (اب آسمانی خبروں کی ہمیں کوئی خبر نہیں دینے والا)۔ یعنی اس جمله میں واضح پیغام ہے که، اللہ سے مخلوق تک جو وسیله تھا، ان کی وفات سے اب وہ منقطع ہوچکا، اب ہمیں آسمانی خبروں کے بارے میں تا قیامت کوئی خبر دینے والا نہیں۔

✐ "روح مرنے کے بعد عالم ارواح میں چلی جاتی۔" اس بات سے پتا چلتا که عالم دنیا الگ ہے، عالم ارواح یا عالم برزخ الگ ہے۔ اور دونوں عالموں کا آپس کوئی ربط نہیں ہے۔ (ہوتا تو ہم مُردوں سے باتیں کر رہے ہوتے! نہیں؟)

📖 حضرت امام جعفر صادق علیه السلام نے فرمایا: جب کوئی مومن (اِس جہاں سے رخصت ہوتا ہے تو دوسرے اہل ایمان اس سے پوچھتے ہیں که فلاں زندہ ہے یا مرگیا؟ اگر مومن کہتا ہے که وہ مر گیا اور وہ ان کے پاس نه پہنچا ہو تو اُس وقت وہ کہتے ہیں که یقیناً وہ دوزخ کے گڑھےمیں گرا ہے۔ پھر مومن ایک دوسرے سے کہتے ہیں اب اسے آرام کرنے دو، یه موت کا ذائقه چکھ کر آیا ہے۔ (تفسیر نورالثقلین، ج6، ص 101، اردو)

✐ اس روایت سے واضح پتا چلتا ہے که جو مومنین دنیا سے کوچ کر چکےانکو کچھ علم نہیں که دنیا کا حال کیا ہے، وہ تو یه تک نہیں جانتے، که فلاں مومن زندہ بھی ہے یا مرچکا۔۔۔

✐ اللہ نے یه تو کہا ہے که "شهید زندہ ہے"، پر یه تو کہیں نہیں کہا، شهید کو پکارو، شهید تمہیں سنتے ہیں، تمہاری مدد کرتے ہیں، اور اپنے پکارنے والے کے اوپر ہروقت نگھبان ہوتے ہیں، دنیا میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔ کسی جنگ کو رونما ہونے سے پہلے ہی اسے روک سکتے ہیں۔ اور اپنے حامیوں کی غیب سے مدد کر کے انکو نصرت و فتح دلا سکتے ہیں۔ (ذرا غور کریں)

شهید در تفسیر نمونہ:

"شہداء کی زندگی کیسی ہے، اس بارے میں مفسرین کے در میان اختلاف ہے۔ اس میں اختلاف یہ ہے کہ شہداء ایک طرح کی برزخی اور روحانی زندگی رکھتے ہیں کیونکہ ان کا جسم تو عموما منتشر ہوجاتاہے۔

امام صادقؑ کے ارشاد کے مطابق ان کی زندگی ایک مثالی جسم کے ساتھ ہے (وہ بدن جو عام مادے سے ماوراء ہے لیکن اس بدن کے مشابہ ہے جس کی تفصیل سورہ مومنون کی آیہ ۱۰۰ کے ذیل میں آئے گی جس میں فرمایا گیاہے: و من وراءھم برزخ الی یوم یبعثون)۔۱

بعض مفسرین اسے شہداء کے ساتھ مخصوص ایک غیبی زندگی قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس زندگی کی کیفیت اور انداز کا زیادہ علم نہیں رکھتے۔

کچھ مفسرین اس مقام پر حیات کو ہدایت اور موت کو جہالت کے معنی میں لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کا معنی ہے کہ جو شخص راہ خدا میں قتل ہوجائے اسے گمراہ نہ کہو بلکہ وہ ہدایت یافتہ ہے۔

بعض شہداء کی دائمی زندگی کا مفہوم یہ قرار دیتے ہیں کہ ان کا نام اور مقصد زندہ رہے گا۔

جو تفسیر ہم بیان کرچکے ہیں اس کی طرف نظر کرنے سے واضح ہوجاتاہے کہ ان میں سے کوئی احتمال بھی قابل قبول نہیں نہ اس کی ضرورت ہے کہ مجازی معنی میں آیت کی تفسیر کی جائے اور نہ برزخ کی زندگی کو شہداء سے مخصوص قرار دینے کی ضرورت ہے بلکہ شہداء ایک خاص قسم کی برزخی اور روحانی زندگی کے حامل ہیں انہیں رحمت پروردگار کی قربت کا امتیاز حاصل ہے اور وہ طرح طرح کی نعمات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔"

(تفسیر نمونہ، بقرہ:154) http://tafseerenamoona.net/topicResult/285

زندہ کسے کہتے؟

✎ لفظ "زندہ" کا معنیٰ و مفہوم بہت وسیع ہے۔
ایک درخت بھی زندہ ہے تو اُس درخت کا بیج بھی زندہ ہے۔ جبکہ دونوں کی کیفیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایسی ہی نباتات بھی زندہ ہیں تو تو جمادات بھی (ایک سینس میں) زندہ ہیں، جیسا کہ اللہ کا قول ہے:

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً ‌ؕ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ‌ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ‌ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ
(بقرہ، 2:74)
پھر تمہارے دل سخت ہوگئے جیسے پتھر یا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت، کہ پتھروں میں سے تو بعض سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں اور بعض پھٹ پڑتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے، اور بعض خوفِ خدا سے گرپڑتے ہیں۔ لیکن اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

یعنی، جمادات، نباتات، جانور و انسان اور فرشتے سب زندہ ہیں (جب تک موت نہیں آجاتی)، پر سب کی کیفیتِ زندگی، و حیاتِ شعوری میں زمین و آسمان جتنا فرق ہوسکتا۔ کسی بھی ایک کا اطلاق دوسرے پر نہیں کیا جا سکتا۔

ایک اور مثال: جیسے کوئی بندہ کوما میں چلا جائے، ٹیکنیکلی وہ بھی زندہ ہوتا، پر صرف زندہ بولنے سے اس سے سارے زندہ انسانوں والے امور کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ (اس سے آپ کہو پانی پلائو، تو نہیں پلا سکتا، حالانکہ زندہ تو ہے!)

اور اللہ تعالیٰ کا زندہ ہونا، **یا حی یا قیوم**، ان سب مثالوں سے الٹیمیٹلی مختلف ہے۔ تو بات یہ ہے کہ "صرف" زندہ ہونے کی مہر لگنے سے ہر زندہ کیفیت کا دوسری زندہ کیفیت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ تبھی اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بول دیا **"تمہیں انکا شعور نہیں۔"**

✎ "شہید زندہ ہے کہ نہیں،" اس پر تو بحث قطعی نہیں۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ شہید زندہ کیسے ہے؟ کس حال میں ہے؟ کس جسم کے ساتھ ہے؟ وغیرہ۔ شہید یقیناً زندہ ہے، اور اللہ کے ہاں چاہے کسی بھی حال میں ہو، **"پر ہمیں اسکا شعور نہیں"**۔ جب ہمیں انکا شعور نہیں کہ وہ زندہ کیسے ہیں تو پھر ہمیں اختیار بھی نہیں کہ ہم کوئی چیز اپنی طرف سے گھڑ لیں۔ اخذ کرلیں، یا ایک چیز کا قیاس دوسری چیز پر کریں۔ جب اللہ نے بول دیا تمہیں شعور نہیں تو کوئی کیسے کہہ سکتا ہے، وہ ایسے زندہ ہیں یا وہ ویسے زندہ ہیں۔

✎ اگر شهید کا زندہ ہونے کا وہی مفہوم لیا جائے جو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے، یعنی بھیٹے بٹھائے یا علی مدد بولو تو مدد ہوجاتی۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ کربلا کے موقع پر امام حسینؑ نے کیوں نہیں پکارا؟ جب کہ وہاں مدد کی اشد ضرورت تھی۔ یا بغیر پکارنے کے ہی وہ ہستیاں خود مدد کو کیوں نہیں آئی۔ ہماری مدد تو بھیٹے بٹھائے ہوجاتی، پر اپنے بیٹے، اپنے نواسے بلکہ پورے خانوادہ علی و رسول کی مدد کو نہ آئے؟ اور بیبی سکینہ تو قید میں رو رو کر شہید ہوگئی، انکی امداد کو تو امام حسینؑ و عباسؑ ہی آجاتے!

آپ تقدیر کا الزام یہاں نہیں لگا سکتے، ورنہ مخالفین بھی یہی کہیں گے، تقدیر کا لکھا ہوا تھا تو ہمارا کیا قصور؟ تقدیر میں چاہے لکھا ہو کہ نہیں، پر انسان کے اوپر جا ذمیداریاں عائد ہوتی، وہ تو انسان کو ہر حال میں کرنی ہوتی ہیں۔ جان بچانا واجب ہے، اور اللہ کے انبیاء اور اولیاء کی نصرت تو عین فریضہ ہے۔ آپ کہتے ہو، آپ کربلا میں ہوتے تو امام کے ساتھ ہوتے، تو کیا مولا علیؑ، بیبی فاطمہؑ اور رسول خداﷺ کیا امام حسینؑ کے ساتھ نہ تھے؟ ہمارا یا علی مدد بولنے سے تو فوراً مدد ہوجاتی، پر اپنے بیٹے و نواسے کو بچانے کے لیے انہوں نے کچھ نہیں کیا؟ یہ تو ایک مثال ہے، ورنہ پوری شیعازم کی تاریخ مظلومت کے واقعات سے بھری پڑی۔ ہر امام کے اوپر سختی کی گئی، قید کیا گیا، شہید کیا گیا۔ تو وہاں سب شہید اجداد مدد کرنے کیوں نہیں آئے؟ بہرحال۔۔۔

✎ مزید، ان آیات میں غور کرنے سے: یہ کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ان کو اگر مدد کے لیے پکارا جائے تو وہ آپکی خدمت کے لیے حاضر ہوجاتے ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو خود ائمہؑ کی زندگی میں ہمیں ایسی کئی مثالیں مل جاتی۔ کہ انہوں نے ہر مشکل وقت میں خود اپنے اجداد میں سے پیغمبر اکرمﷺ کو، مولا علیؑ، بیبی فاطمہؑ، امام حسنؑ و حسینؑ کو پکارا ہوتا۔ اور مولا علیؑ کے اپنے الفاظوں سے پتا چلتا کہ نبی اکرم ﷺ کے رحلت کے بعد "آسمانی خبروں" کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اب نبی اکرمﷺ کی ذات بھی قبر میں رہتے ہوئے، آپکو آسمانی خبروں یا خدائی احکام کے بارے میں خبر نہیں دے سکتی!

✎ انبیاء و ائمہ نے تو کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ "میں شہ رگ سے قریب ہوں"۔ یا کہا ہو: "مرنے والے سے ہم سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں"۔۔۔ یا یہ دعویٰ کیا ہو "ادعونی۔۔۔ ہمیں پکارو، ہم تمھاری آواز سنتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں"۔۔۔

📖 اصول کافی میں ایک حدیث کے تحت یہ الفاظ آئے ہیں:

"امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء اور ائمہ علیہم السلام مرنے کے بعد زندہ تو ضرور ہیں لیکن ایسی زندگی وہ نہیں ہوتی، جیسے مرنے سے پہلے ہوتی ہے۔ ---"
(حوالہ: کافی، کتاب حجت، باب بلندی پر سے قبر نبی صلعم کو دیکھنے کی ممانعت)

اور قرآن کہتا ہے:
وَمَآ أَنتَ بِمُسْمِعٍۢ مَّن فِى ٱلْقُبُورِ
(فاطر، 35:22)
اور آپ نہیں سنا سکتے انہیں جو قبروں کے اندر ہیں۔

"وہ ہمیشہ رہنے والے نہ تھے"
وَمَا جَعَلْنَٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَمَا كَانُوا۟ خَٰلِدِينَ
(انبیاء، 21:8)
ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

✎ یقیناً بہت سے انبیاء قتل۔ہوئے/شہید ہوئے، پر اسکے باوجود، اللہ کا قول **"وَمَا كَانُوا۟ خَٰلِدِينَ"** وہ ہمیشہ رہنے والے نہ تھے! اور یہ دنیا ہی کی بات ہو رہی، ورنہ جنت میں تو **"ہم فیها خلدون"** آتا۔ موت رواجی طریقہ سے آئے، یا شھادت سے، پر موت ختم کردیتی۔ اب بندے کا دنیا سے ربط باقی نہیں رہتا۔ اور خدا کا یہ قول "اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہ تھے۔" ثابت کرتا ہے، زندگی الگ چیز ہے اور موت الگ چیز ہے، اور جب موت آتی ہے تو زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ اور پھر تم "زندہ" نہیں رہتے۔ (باقی "حیات بعد از موت" کا کانسپیٹ الگ چیز ہے، اس کانسپیٹ پر ہر بندہ مرنے کے بعد اس کی روح تو زندہ ہی رہتی۔)

✎ سورہ یٰس ایک مومن کا قصہ جسے مومن آل یس بھی کہا جاتا: کہ جس کو شہید کیا جتا اور وہ شھادت کے بعد یہ الفاظ کہتے: **قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِىْ يَعْلَمُوْنَ**: 26 کاش کے میری قوم جانتی: اس سے یہی پتا چلتا ہے کہ اب وہ اپنی قوم کو نصیحت نہیں کر سکتا۔ اب وہ ان سے ہم کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ کام صرف دنیا میں ان حیات کی حد تک محدود تھا۔ شھادت کے بعد دنیا سے انکا رابطہ باقی نہیں رہا۔ وہ یقیناً اللہ کے ہاں زندہ ہیں، اور رزق پا رہے۔ پر ایک شہید اپنی قوم کو اب کچھ خبر نہیں دے سکتا، کچھ بتا نہیں سکتا؛ تو عمل کرنا، کچھ کرنا، انکی زندگی کو تبدیل کرنا تو ناممکن ہی ہے۔ یہ قرآن کے واضح الفاظ ہیں، "کاش میری قوم جانتی ہوتی۔"

✐ یقیناً شہید زندہ ہیں، اور پروردگار کی رحمت سے ہمکنار ہیں۔ پر اس پوری بحث میں، اگر روشن فکر کے ساتھ سوچا جائے تو یہ کہیں سے بھی ثبوت نہیں ملتا، شہید سے حاجات طلب کی جائیں، شہید کو پکارا جائے، اسکی قبر پر آکر اس سے دعائیں مانگی جائیں۔

ہر بار زندہ نبی اور زندہ امام کی ضرورت کیوں؟

✐ اسی کے ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے بعد ایک "زندہ" نبی کو ہی لوگوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔ اور انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا تو امامت کے سلسلہ میں بھی ایک زندہ امام کے بعد ایک زندہ دوسرے امام ہی کی ضرورت پڑی۔ اگر پہلے امام اپنی وفات/شہادت کی بعد بھی آپ کی مدد کر سکتا اور آپکو سنتا اور آپ کو غیب سے ہرجگہ مدد کو آجاتا تو پھر ایک کے بعد ایک زندہ امام کی ضرورت ہی کیوں پڑی؟ پھر 124000 انبیاء کیوں؟ پر انبیاء کے بعد 12 امام کیوں؟ جب ایک کا وجود ہی شروع سے آخر تک کافی ہو سکتا ہے! وہ آپ کو سنتا بھی، دیکھتا بھی ہے، مدد بھی کرتا ہے، آپکو طاقت بھی دیتا ہے، منافع بھی، آپ سوال کرو تو آپ کو غیب سے ایسا علم بھی دیتا ہے جس سے آپ دنیا میں انقلابی تبدیلی لاسکو، اور دشمنوں کے خفیہ مکر کو جان سکو۔ عجیب بات ہے، جیتی جی تو ان کو خود (انبیاء ہوں یا اولیاء) مدد کی ضرورت پڑتی تھی، اور کہتے تھے، "کون ہے جو اللہ کی راہ میں ہماری مدد کرے؟"، پر فوت/شہید ہوجانے انکو خفیہ سپر پاورز مل جاتے! اگر ایسا ہوتا تو پھر 124000 انبیاء اور نامعلوم کئی لاکھ اولیاء و شہید مل کر، مسلمانوں کی حالت زیست کو ناجانے کتنا بہتر کرسکتے تھے، نہیں؟

ہر وقت غیب سے ہماری مدد کرتے رہتے، اور جس ٹائیم جس حال میں ہو پکار لو، وہیں پر ہی بھیٹھے بھٹھائے آپ کی نصرت ہوجاتی۔

پر یہ وہ باتیں ہیں جو صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اگر آپ کسی مخلوق کو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے ہو، آپ کی پکار کو سنتا، آپ کی غیب سے امداد کرتا، --- یہ وہ باتیں ہیں جو قرآنی آیات کے صریحاً خلاف ہیں۔ اور کچھ بعید نہیں کہ جب بندوں ہی کو مجازی خدا بنا دیا جائے تو یہ شرک کے زمرہ میں آتی ہوں۔

2۔ شفاعت

شفاعت کا تعلق قیامت سے وابستہ ہے۔

قیامت کے دن یہ ہستیاں (انشاء اللہ) شفیع بنیں گی۔ یہ مکتب اہلبیت کا عقیدہ ہے۔ پر اسکے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ ہستیاں بھی شفاعت صرف ان ہی کی کریں گی، جنہوں نے ان کی اتباع میں اللہ کی راہ میں چلنے کی سعی کی ہوگی۔ کیونکہ اللہ کی رضا میں ہی ان کی رضا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اللہ تو کسی کو جہنم میں ڈالنا چاہے اور اللہ کا بندہ، اللہ کے حکم کے برخلاف، اسے جہنم سے نکال کر جنت میں ڈالے۔

اور جو لوگ توحید کے بجائے شفاعت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہ الفاظ فرمائے:

أَمِ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُفَعَآءَۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُواْ لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ

(زمر، 39:43)

کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر سفارش کرنے والے اختیار کرلیے ہیں۔ (علامہ جوادی)

✐ بہرحال، شفاعت کے موضوع میں اولیاء اللہ کو انکو مر جانے کے بعد پکارنا ثابت نہیں ہوتا۔
اور نہ ہی کسی بندے کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو شفیع منتخب کرے۔
اللہ کے بندوں کو (اُن ہستیوں کی شفاعت کا مستحق بننے کے لیے) صرف اللہ کی راہ میں سعی کرنی ہے۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

وَمَنْ أَرَادَ ٱلْـَٔاخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَـٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا

(اسراء، 17:19)

اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لیے سعی کرے جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہیے، اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہوگی۔

إِنَّ هَـٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا

(دہر، 76:22)

(کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔

إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ
(لیل، 92:4)
کہ تم لوگوں کی کوشش طرح طرح کی ہے۔

اور اس سعی و کوشش کے بعد بھی اگر اس کے عمل میں کوتاہی پائی گئی، تو پھر وہ اُمید ہی کر سکتا کہ شاید کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت نصیب ہوجائے۔ (پر یہ تو کہیں نہیں، کہ جن کو آپ شفیع سمجھتے، دنیا میں ہی انکے (فوت ہوجانے کے بعد) انہیں مدد کے لیے پکارو؟)

اور شفاعت کا کل اختیار بھی صرف اللہ کو ہی ہے:

اور اس موضوع پر تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب تک کو یہ فرمایا:

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِى ٱلنَّارِ
(الزمر 39:19)
تو کیا وہ شخص جس پر ثابت ہوچکا ہے عذاب کا فیصلہ ! تو (اے نبی ﷺ !) کیا آپ اس کو بچا سکیں گے جو آگ میں ہے؟ (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَإِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ ٱسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى ٱلْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِى ٱلسَّمَآءِ فَتَأْتِيَهُم بِـَٔايَةٍ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى ٱلْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْجَـٰهِلِينَ
(انعام، 6:35)
اور اگر ان کا اعراض و انحراف آپ پر گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کے بس میں ہے کہ زمین میں سرنگ بنادیں یا آسمان میں سیڑھی لگا کر کوئی نشانی لے آئیں تو لے آئیں... بیشک اگر خدا چاہتا تو جبراً سب کو ہدایت پر جمع ہی کردیتا لہٰذا آپ اپنا شمار ناواقف لوگوں میں نہ ہونے دیں (جوادی)

اور حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق اللہ فرمائے:

لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ
(مائدہ، 5:17)
جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ بن مریم خدا ہیں وہ بےشک کافر ہیں (ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسیٰ بن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔(جالندھری)

قرآنی آیات : "شفاعت کا کل اختیار اللہ ہی کو ہے"

قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَـٰعَةُ جَمِيعًاۖ لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(زمر، 39:44)

کہہ دیجئیے کہ شفاعت کا تمام تر اختیار اللہ کے ہاتھوں میں ہے اسی کے پاس زمین و آسمان کا سارا اقتدار ہے اور اس کے بعد تم بھی اسی کی بارگاہ میں پلٹائے جوؤگے۔ (جوادی)

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَـٰعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ

(بقرہ، 2:48)

اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا ، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی ، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا، اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مِل سکے گی۔

ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا۟ إِلَـٰهًا وَٰحِدًاۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَۚ سُبْحَـٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ

(توبہ، 9:31)

انہوں نے اپنے احبارو رہبان کو رب بنا لیا اللہ کے سوا اور مسیح ابن مریم کو بھی انہیں نہیں حکم دیا گیا تھا مگر اسی بات کا کہ وہ پوجیں صرف ایک اللہ کو نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا۔ وہ پاک ہے اس سے جو شرک یہ لوگ کر رہے ہیں۔

(اور یہ آیت بھی یہاں قابل غور ہے--)

قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ

(اعراف، 7:188)

آپ کہہ دیجئیے کہ میں خود بھی اپنے نفس کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا ہوں مگر جو خدا چاہے (علام جوادی)

قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ

(یونس، 10:49)

کہہ دیجیے کہ مجھے کوئی اختیار نہیں ہے اپنی جان کے بارے میں بھی کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔

✐ جب نبی جیسی ہستی، علم کے شہر، مولا علیؑ کے آقا، رحمت اللعالمین، خود کہہ رہی مجھے اپنے ہی نفع و نقصان کا کوئی اختیار نہیں الا ماشاء اللہ--- تو باقی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا--- اور یہ الفاظ تو قرآن کے ہیں۔ (کوئی حدیث بھی نہیں کہ آپ کہیں ضعیف ہے)

قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ

(انعام، 6:50)

کہہ دیجیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے اختیار میں ہیں اللہ کے خزانے اور نہ (میں نے دعویٰ کیا ہے کہ) مجھے غیب کا علم حاصل ہے اور نہ میں نے (کبھی) یہ کہا ہے کہ میں فرشتہ ہوں میں تو بس اتباع کر رہا ہوں اس شے کیا جو میری طرف وحی کی جاتی ہے کہیے تو کیا اب برابر ہوجائیں گے اندھے اور دیکھنے والے ؟ تو کیا تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے ؟ — (ڈاکٹر اسرار احمد)

✐ اور اس بات کی ایک زندہ عملی مثال نیچے والی آیت میں مل جاتی:

وَلَا عَلَى ٱلَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّواْ وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُواْ مَا يُنفِقُونَ

(توبہ، 9:92)

اور نہ ہی ان پر (کوئی الزام ہے) جو آئے آپ ﷺ کے پاس کہ آپ ﷺ ان کے لیے سواری کا انتظام کردیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس بھی کوئی چیز نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کرسکوں (تو مجبوراً) وہ لوٹ گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس رنج سے کہ ان کے پاس کچھ نہیں جسے وہ خرچ کرسکیں — (ڈاکٹر اسرار احمد)

✐ آپ نبی اکرم ﷺ یا (مولا علیؑ) کے فوت ہوجانے کے بعد ان سے آج تک مدد طلب کر رہے، حاجات طلب کر رہے۔ (اور کہہ رہے ***"آپ کے در سے کوئی نہ خالی گیا"***)--- پر اللہ تعالیٰ ان سے کہلوا رہے ہیں، کہو کہ: میں اپنی نفس کے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں، اور نہ ہی میرے پاس اللہ کے خزانوں کا اختیار ہے، اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں، (ذرا غور کریں) ---جب وہ زندہ تھے، تب وہ یہ الفاظ کہہ رہے تھے، --- اور پرکٹیکلی اس کو کر کے دکھایا--- جب کچھ لوگ جنگ تبوک کے موقع پر سواری مانگنے آئے تو کہہ دیا میرے پاس نہیں ہیں تمہارے لیے سواری۔ یاد رہے، سورہ توبہ قرآن کی آخری سورتوں میں سے ہے، بلکہ کچھ کے نزدیک بالکل آخری سورہ یہی ہے، اور ان آیات میں جس جنگ کا ذکر ہے وہ جنگ تبوک ہے، جو رومن کے خلاف ہونی تھی، اور تقریباً 610 کلومیٹر دور کا سفر تھا۔ اتنے بڑے سفر کے لیے سواری کا ہونا لازمی تھا--- اور یہ بھی تھوڑا حیرانی کی بات ہے کہ، اُس وقت تک نبی اکرم ﷺ کی مالی حالت بہت بہتر تھی، باغ فدک، اور بہت سارے یہودیوں کے قریہ جو بغیر گھوڑے دوڑائے ہتھیار ڈال چکے تھے، سورہ حشر آیت 6 کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی ذاتی ملکیت گنے جاتے تھے۔ یعنی نبی اکرم اس موقع پر کافی حد تک مالی مستحکم تھے، یعنی فنانشلی مستحکم ہونے کے باوجود نبی اکرم ﷺ اپنے سپاھیوں کو گھوڑے یا کوئی سواری مہیا نہ کر

سکے۔ اور جواب دے دیا "میرے پاس بھی کوئی چیز نہیں جس پر میں توم لوگوں کو سوار کرسکوں"۔ جب کہ نبی اکرمﷺ کی ذات سے، مشھور یہی ہے کہ ، "نا" / "لا" نہیں نکلتا تھا۔ پر جہاں جہاں "لا" انہوں نے کہا، یقیناً عقلمندوں کے لیے اس میں نشانی چھوڑی ہے۔ (کہ نبی کی ذات بھی تمہیں سب کچھ نہیں دے سکتی، قرآن سے ثابت ہے، اور شفاعت کا کل اختیار بھی اللہ کو ہی ہے، اور جو ہر چیز پر قادر ہے، وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ اور جو "چیز" صرف و صرف اللہ کی ذات سے ہی مخصوص ہو، اس میں آپ کسی اور کی طرف رجوع ہوں وہ یقیناً پر شرک کے زمرے میں آسکتی۔)

اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو:

إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْۖ فَٱدْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ

(اعراف، 7:194)

تم لوگ خدا کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو ان سے دعائیں مانگ دیکھو، یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔ (مودودی)

وَٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَآ أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ

(اعراف، 7:197)

بخلاف اِس کے تم جنہیں خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد ہی کرنے کے قابل ہیں۔ (مودودی)

قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا

(اسراء،17:56)

اور ان لوگوں سے کہہ دیجیئے کہ خدا کے علاوہ جن کا بھی خیال ہے سب کو بلالیں کوئی نہ ان کی تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کے بدلنے کا۔

أَمِ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَۖ فَٱللَّهُ هُوَ ٱلْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ

(شوریٰ، 42:9)

کیا ان لوگوں نے اس کو چھوڑ کر اپنے لیے سرپرست بنائے ہیں جب کہ اللہ ہی سب کا سرپرست ہے اور وہی مردوں کو زندہ کریگا، وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ‌ؕ وَلَوۡ يَرَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ يَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعَذَابِ

(بقرہ، 2:165)

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر کچھ اور چیزوں کو اس کا ہمسر اور مدمقابلّ بنا دیتے ہیں وہ ان سے ایسی محبت کرنے لگتے ہیں جیسی اللہ سے کرنی چاہیے اور جو لوگ واقعتا صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے اور اگر یہ ظالم لوگ اس وقت کو دیکھ لیں جب یہ دیکھیں گے عذاب کو تو (ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ) قوت تو ساری کی ساری اللہ کے پاس ہے اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے— (ڈاکٹر اسرار احمد)

حدیث:

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: کسی شخص کا ایمان بخدا خالص نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفس، عزیز، ماں باپ، اولاد، بیوی اور تمام لوگوں یا مال سے زیادہ محبت کرے۔"

(سفینة البحار جلد 1، ص 201، بحوالہ گناہان کبیرہ ج1اردو، ص 37)

☜ اور سورہ سجدہ کی یہ آیت تو شفاعت کا معاملہ ہی طے کردیتی۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ‌ ؕ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا شَفِيۡعٍ‌ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوۡنَ

(سجدہ، 32:4)

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟— (جالندھری)

إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍۢ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ إِذْنِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

(یونس 10:3)

بیشک تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر اس کے بعد عرش پر اپنا اقتدار قائم کیا ہے وہ تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے کوئی اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرنے والا نہیں ہے، وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسی کی عبادت کرو، کیا تمہیں ہوش نہیں آرہا ہے۔ (جوادی)

آیت الکرسی

ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ

(بقرہ، 255)

--- اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے---

✐ اوپر والی سب آیتوں میں اللہ تعالی نے یہی بتایا ہے کہ **"شفاعت کا کل اختیار اللہ کو ہے"۔** اور سورہ زمر، 43 میں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر طنز کیا کہ "کیا اللہ کو چھوڑ کر تم نے شفاعت کرنے والو کو پکڑ لیا ہے!؟"

دعا جوشن کبیر میں یہ جملے آئے:

67۔ يَا مَنْ لاَ تَنْفَعُ الشَّفاعَةُ إلاَّ بِإذْنِهِ، يَا مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ

اے وہ جسکے اذن کے بغیرشفاعت کچھ نفع نہیں پہنچاتی اے وہ جو راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

وصیت مولا علی:

یاد رکھو کہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں اسنے تم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اورقبولیت کی ضمانت دی ہے اور تمہیں مامور کیا ہے کہ تم سوال کرو تاکہ وہ عطا کرے اور تم طلب رحمت کرو تاکھوہ تم پر رحم کرے **اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب نہیں رکھا ہے اور نہ تمہیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے ۔**

(نہج البلاغہ، وصیت 31)

جب شفاعت کرنے والوں کی شفاعت قبول نہ کی گئی:

✐ دوسری جانب، شفاعت کے موضوع پر بھی، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی ایسی مثالیں رکھ دیں ہیں، کہ

"جب شفاعت کرنے والوں نے شفاعت کرنا چاہی، پر اللہ نے قبول نہ کی"

1: حضرت ابراہیمؑ کا استغفار کرنا، اور کہنا مجھے اللہ کے ہاں کچھ اختیار نہیں۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُواْ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُاْ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن شَيْءٍۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ (ممتحنہ، 60:4)

---- ابراہیمؑ کے اپنے باپ سے یہ کہنا کے کہ میں آپ کے لیے ضرور استغفار کروں گا اور میں آپ کے بارے میں اللہ کے ہاں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔

(✐ یہاں صرف استغفار کی بات ہورہی، اس میں بھی حضرت ابراہیمؑ کہہ رہے، میں اختیار نہیں رکھتا۔)

2: حضرت نوحؑ اپنے بیٹے کو نا بچا سکے، جبکہ وہ اہلبیت میں سے بھی تھا۔

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُۥ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ٱبْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ ٱلْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ ٱلْحَٰكِمِينَ

(هود، 11:45)

نُوحؑ نے اپنے ربّ کو پکارا۔ کہا "اے ربّ، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے 1اور تُو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے۔" - (مودودی)

قَالَ يَٰنُوحُ إِنَّهُۥ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَۖ إِنَّهُۥ عَمَلٌ غَيْرُ صَٰلِحٍۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌۖ إِنِّيٓ أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ

(هود، 11:46)

جواب میں ارشاد ہوا"اے نُوحؑ ، وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ایک بگڑا ہُوا کام ہے، لہٰذا تُو اُس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تُو نہیں جانتا ، میں تجھے نصیحت کر تا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنا لے۔" (مودودی)

✐ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے ایک بیٹے کو نہیں بچایا، جب کہ حضرت نوحؑ نے نہ صرف "سفارش" کی، پر اللہ کو اپنے وعدہ کا بھی حوالہ دیا، "کہ تیرا وعدہ سچا ہے کہ تو میرے اہل کو بچا لے گا"۔ پر اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے درخواست مسترد کردی۔ **Rejected**۔ کیوں کہ شفاعت کا بھی کل اختیار اللہ ہی کو ہے!

3: جب حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوط کے اوپر سے عذاب ٹالنے کی سفارش کی:

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَٰهِيمَ ٱلرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ ٱلْبُشْرَىٰ يُجَـٰدِلُنَا فِى قَوْمِ لُوطٍ

(ھود، 11:74)

پھر جب ابراہیم ؑ کی گھبراہٹ دُور ہوگئی اور (اولاد کی بشارت سے) اُس کا دل خوش ہوگیا تو اُس نے قومِ لُوط کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا شروع کیا۔

يَـٰٓإِبْرَٰهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَـٰذَآ ۖ إِنَّهُۥ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ ءَاتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ

(ھود، 11:76)

اے ابراہیم چھوڑیے اس معاملے کو اب تو آپ کے رب کا فیصلہ آچکا ہے اور ان پر وہ عذاب آکر ہی رہے گا جسے لوٹایا نہیں جاسکے گا—— (ڈاکٹر اسرار احمد)

4: حضرت یعقوب کا اپنے بیٹوں سے کہنا: خدا کی طرف سے آنے والی بلاؤں میں تمہارے کام نہیں آسکتا:

وَقَالَ يَـٰبَنِىَّ لَا تَدْخُلُوا۟ مِنۢ بَابٍ وَٰحِدٍ وَٱدْخُلُوا۟ مِنْ أَبْوَٰبٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَآ أُغْنِى عَنكُم مِّنَ ٱللَّهِ مِن شَىْءٍ ۖ إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ

(یوسف، 12:67)

اور پھر کہا کہ میرے فرزندو دیکھو سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور متفرق دروازوں سے داخل ہونا کہ میں خدا کی طرف سے آنے والی بلاؤں میں تمہارے کام نہیں آسکتا حکم صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسی پر میرا اعتماد ہے اور اسی پر سارے توکل کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ (جوادی)

اور واقعہ بھی یہ ہوا کہ جب وہ اپنے باپ کی ہدایت کے مطابق شہر میں (متفرق دروازوں سے)داخل ہوئے تو اُس کی یہ احتیاطی تدبیر اللہ کی مشیّت کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہ آسکی۔ (یوسف، 12:68)

5: اور نبی اکرم ﷺ کی ذات پر، اللہ کا قول ہے:

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِي ٱلنَّارِ

(الزمر 39:19)

تو کیا وہ شخص جس پر ثابت ہوچکا ہے عذاب کا فیصلہ ! تو (اے نبی ﷺ !) کیا آپ اس کو بچا سکیں گے جو آگ میں ہے؟ (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَإِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ ٱسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي ٱلْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي ٱلسَّمَآءِ فَتَأْتِيَهُم بِـَٔايَةٍۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى ٱلْهُدَىٰۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْجَـٰهِلِينَ

(انعام، 6:35)

اور اگر ان کا اعراض و انحراف آپ پر گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کے بس میں ہے کہ زمین میں سرنگ بنادیں یا آسمان میں سیڑھی لگا کر کوئی نشانی لے آئیں تو لے آئیں... بیشک اگر خدا چاہتا تو جبراً سب کو ہدایت پر جمع ہی کردیتا لہٰذا آپ اپنا شمار ناواقف لوگوں میں نہ ہونے دیں (جوادی)

اگر تم ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو بھی تو اللہ معاف نہیں کرنے والا۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ

(منافقون، 63:6)

اے نبی ! تم چاہے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو ، ان کے لئے یکساں ہے ، اللہ ہرگز انہیں معاف نہ کرے گا ، اللہ فاسق لوگوں کو ہرگز ہدایت نہیں دیتا۔ (فی ظلل القرآن)

✍ اور ایک بار نہیں دو بار اللہ اس بات کا تکرار کرتے: ایک بار پھر سورۃ توبہ میں یہ آیت آتی:

اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ‌ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ

(توبہ، 9:80)

تم ان کے لیے بخشش مانگو یا نہ مانگو۔ (بات ایک ہے)۔ اگر ان کے لیے ستّر دفعہ بھی بخشش مانگو گے تو بھی خدا ان کو نہیں بخشے گا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (جالندھری)

✍ دوسری جانب شفاعت کے معاملے میں بھی --- یہی ملتا ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتے کہ وہ ہمیں انکی شفاعت نصیب فرمائے--- اور اسکا ثبوت ہمیں زیارت عاشورہ سے بھی ملتا--

اللهم ارزقنی شفاعة الحسین یوم الوُرود!

(یا اللہ ہمیں یوم الورود کو الحسینؑ کی شفاعت نصیب فرما)

✐ یعنی دعا صرف اللہ سے ہوگی، حتیٰ کہ شفاعت کے حصول کے لیے بھی!

✐ اور خود ائمه علیہم السلام نے اپنی کثیر دعائوں میں یہی درس دیا ہے کہ اللہ ہی کی ذات شفیع ہے، اور ہم اللہ کے سوا کسی شفاعت کرنے والے کے طلبگار بھی نہیں ---

"اب اگر چپ رہوں تو میری طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہے اور کوئی وسیله لاؤں تو شفاعت کا سزاوار نہیں ہوں۔ اے اللہ! محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور اپنے کرم و بخشش کو میری خطاؤں کا شفیع قرار دے"

(صحیفه سجادیه، دعا 31، توبه)

دل میں کچھ، اور زبان پر کچھ:

✐ اگر آپ کہتے، ہم زبان سے ڈاریکٹ پکارتے ہیں پر دل سے ہمارا مطلب وسیله ہی ہوتا ہے۔ تو پھر

سب سے پہلے تو آپ خود کو دھوکا دے رہے، پھر سیدھا سیدھا ویسے ہی کیوں نہیں پکارتے، جو دل میں ہے۔

دوسرا، آپ دوسروں کو دھوکا دیتے، جو منافقوں کی نشانی ہے۔

اور قرآن ایسے لوگوں کی شان میں کہتا ہے:

--- "یه بات جب وه کہه رہے تھے اس وقت وه ایمانٍ کی به نسبت کفر سے زیاده قریب تھے ۔ وه اپنی زبانوں سے وه باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں"(3:167)

"اور یه که وه جو کہتے ہیں وه کرتے نہیں" (26:226)

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے (61:2)

✐ شفاعت پر تفسیر نمونه میں بہت بحث ہے، پر آخر میں انہوں نے بھی شفاعت کے اصل مفہوم سمجھانے کے لیے یه جمله لکھا ہے "اس لحاظ سے ضروری ہے که جن کی شفاعت ہونا ہے وه شفاعت کرنے والے سے ربط اور تعلق بر قرار رکھیں اور وه ربط ہے **قول و فعل سے حق کی طرف متوجه ہونا جو خود اصلا اور راه حق میں تمام صلاحیتیں صرف کرنے کے لئے ایک عامل ہے**" (تفسیر نمونہ، 2:48)
http://tafseerenamoona.net/topicResult/124

✎ تو ثابت ہوا، قرآن ہی سے، کہ شفاعت

(1) First Level:

سب سے پہلے تو شفاعت کا کل اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔

(2) Second Level, insisting First Level:

(شفاعت کا کچھ اختیار اگر اللہ اپنے مقربین کو دیتا بھی ہے تب ہی ان کے اوپر حتمی فیصلہ اللہ ہی کا ہوتا ہے، جسکی مثالیں دے دی گئی)
یہ مت سمجھا جائے کہ جن کو تم نے شفیع سمجھ رکھا ہے تو وہ تمہاری شفاعت کر بھی لیں گے، اور تمہارے عمل غیر صالح کے باوجود تمہیں بچا لیں گے!؟ (اللہ نے) کئی انبیاء کی اپنی سگی اولاد کے متعلق شفاعت مسترد کردی۔
اور اللہ نے کہا: **إِنَّهُۥ عَمَلٌ غَيْرُ صَـٰلِحٍ، "وہ عمل غیر صالح ہے، (اسے چھوڑ دے)، مجھ سے وہ چیز نہ مانگ جس کا تمہیں علم نہیں ہے، ورنہ جاہلوں میں سے ہوجائوگے۔"** جب ایک جلیل القدر پیغمبر، اولالعزم رسول، اپنے سگے بیٹے کو نہ بچا سکے، تو پھر آپ اور میں کس کھیت کی مولی ہیں؟ (ذرا غور کریں)
(اور اس موضوع پر متعدد احادیث موجود ہیں، جب انبیاء اور ائمہ نے اپنی اولاد اور بھائیوں کو کو بار بار تنبیہ کی، کہ یہ کبھی مت سمجھنا کہ میری اولاد ہونے کی وجہ سے تم بچ جائوگے، ۔۔۔ اور مولا علیؑ کا ایک مشہور جملہ نہج البلاغہ میں بھی ہے: **"جسے عمل پیچھے ہٹالے، اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا"، "جسے ذاتی شرف و منزلت حاصل نہ ہوا اسے آباؤ اجداد کی منزلت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"**
(نہج البلاغہ، حکمت 389، حکمت 22)

✎ (اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نام کا شیعہ ہونا کافی ہے، صرف یہ کہنا کہ ہم علی کے شیعہ ہیں تو وہ ہمارے شفاعت کرلیں گے، ان کے نام کہ کنگن، انگھوٹیاں، ہار اور دھاگے وغیرہ پہنیں گے تو وہ ہم سے محبت کرنا شروع کردیں گے۔ (آپ کو لگتا ہے کہ انہوں نے ان مادی چیزوں کو کبھی اولیت دی ہو؟ کبھی درخور اعتنا سمجھا ہو؟ کوئی ان کے شفاعت کا حقدار بھی تبھی ہوگا، جب انکے کردار پر عمل کرے گا، انکی وصیت و نصیحت، سیرت و سنت پر عمل کرکے دکھائے گا۔ اور انکی تعلیمات، سیرت و سنت صرف "توحید" کے علاوہ اور کچھ نہیں۔)

Third Level (3)

اور آخر میں چھوٹی سے گنجائش نکلتی ہے، جو شفاعت کی دلیل میں آیات آتی ہیں۔ شفاعت کے معاملہ میں بندہ صرف اللہ سے دعا ہی کر سکتا ہے۔ اور اپنے ایمان، عقیدہ و عمل کی پرفیکشن کے لیے سعی کرسکتا ہے، پر اسکے باوجود اگر کوتاہی رہ جاتی ہے تو پھر بندہ کسی شفیع کے طلبگار ہوگا، کہ اُسے تھوڑے گریس مارکس دے دیئے جائیں، اور پاس کر کے جنت میں داخل کیا جائے۔ (جیسے سورہ اعراف میں اعراف والوں کے متعلق اشارہ ملتا)

شفاعت کے موضوع پر، حصہ دوم میں، آیت اللہ شریعت سنگلاجی نے اپنی کتاب یکا پرستی، میں زیادہ تفصیل سے بات کی گئی ہے؟ (چیک صفحۃ۔۔۔)

قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُواْ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا

(جن 72:20)

(اے نبی ﷺ !) آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا.

قُلْ إِنِّى لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا

(جن 72:21)

کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لیے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ فائدہ کا

قُلْ إِنِّى لَن يُجِيرَنِى مِنَ ٱللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا

(جن 72:22)

کہہ دیجئے کہ اللہ کے مقابلہ میں میرا بھی بچانے والا کوئی نہیں ہے اور نہ میں کوئی پناہ گاہ پاتا ہوں (جوادی)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟
(اقبال)

3۔ ولایت

📖 کتاب مجمع البحرین میں ولایت کے لغوی معنی کے بارے میں لکھا ہے:
الولایةُ بالفتح؛ مجبة اهل البیت علیهم السلام واتباعهم فی الدین اامتثال اوامرهم و انواهیهم والتاسی بهم فی الاعمالِ والاخلاق۔
"ولایت زبر کے ساتھ اہل بیت کی محبت اور دینی امور میں پیروی کرنا اور جن چیزوں کا امر ہے اُن کو کماحقه بجالانا اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہنا اور اعمال و اخلاق اُن کےنقش قدم پر چلنے کانام ولایت ہے۔ ولایت کی اس تعریف سے واضح ہو که **ولایت سے مراد فقط محبت و اطاعت ہے۔** میرے اس بیان کی دلیل حدیث زرارہ ہے جو که حضرت امام محمد باقر (علیه السلام) سے منقول ہے جس میں امام نے ولایت کو اطاعت سے تعبیر فرمایا ہے۔"
(کتاب گناہانِ کبیرہ، ج1، ص13، اردو)

✍ ولایت محبت و اطاعت کا نام ہے، اور محبت و اطاعت کا مطلب، ان کی تعلیمات پر عمل کرنا اور ان کے نقش قدم پر چلنا۔

☜ **ائمه کی تعلیمات پر عمل کرنا انکے نقش قدم پر چلنا، اصل ولایت ہے۔**

آیت ولایت:
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُمْ رَٰكِعُونَ
(مائدہ، 5:55)
تمہارے ولی تو اصل میں بس اللہ اس کا رسول ﷺ اور اہل ایمان ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں جھک کر— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✍علماء کرام (شهنشاہ نقوی) خود اس بات کی صحیح طرح سے تصحیح کر چکے۔۔ که جو جو باتیں اللہ کی ذات کے لیے بولی جاتیں، وہ سب باتیں جب مخلوق پر آتی، تو معنی مفهوم بدل جاتا۔
بس بات پھر بہت روز روشن کی طرح واضح ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ جب ولی ہوتا تو بات اور ہوتی، اور اللہ کا بندہ جب ولی ہوتا تو بات کچھ اور ہوتی۔ اللہ جب خالق ہوتا تو بات کچھ اور ہوتی، اور بندہ جب خالق ہوتا تو بات کچھ اور ہوتی۔

✐ ہم "شیعانِ علی" امامت و ولایت کے قائل ہیں۔ پر انکی ولایت کو ماننا بالکل ایسے ہی ہےجیسے ہم انبیاء کی نبوت کومانتے، فرشتوں کا مانتے، اللہ کی کتابوں پر ایمان لاتے، جیسے کہ سورہ بقرہ کی آیت 285 تلقین کرتی۔

ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَـٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّن رُّسُلِهِۦۚ وَقَالُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۖ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيۡكَ ٱلۡمَصِيرُ (بقرہ، 2:285)

رسول ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے جو اس کی طرف نازل کی گئی ہیں اور مومنین بھی، سب اللہ اور ملائکہ اور مرسلین پر ایمان رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ ہم نے پیغام الٰہی کو سنا اور اس کی اطاعت کی، پروردگار اب تیری مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔ (جوادی)

✐ ہر وہ چیز، جس پر ایمان لانا ضروری ہے، کا مطلب یہ نہیں ہوتا کو اس کو الٰہی مرتبہ تک پہنچا دیا جائے، یا اُس سے ان چیزوں کی امید رکھی جائے جو صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ (اگر اللہ ولی ہے، اور رسول ولی ہیں، اور مومنین ولی ہیں، تو کیا یہ سب برابر ہیں؟ کیا ایک ہی صف میں کھڑے ہیں؟ بالکل نہیں۔ جیسا کہ اوپر شہنشاہ نقوی کی زبانی بیان کر چکے، معنیٰ و مفہوم بدل جاتا۔ اللہ کی ولایت میں اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے، (بلکہ احسن ہے، کچھ روایات کے مطابق دعا نماز سے بڑی عبادت ہے۔)، اور دلیل میں قرآن کی سیکڑوں آیات آجاتی، پر رسول اور مومنین کی ولایت، اگر ایک ساتھ بیان بھی ہوتی تو مطلب نہیں نکلتا کہ یہ ہستیاں بھی اللہ کے سارے امور میں تصرف رکھتی۔ جبکہ اوپر کی آیتوں میں خود بیان کر آئے کہ وہ کہتے، میں اپنے نفس کے بارے میں بھی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا الا ماشاء اللہ۔

✐ ویسے بھی اس آیت کا اگر سیاق و سباق اگر دیکھا جائے، تو یہاں ولایت کا مفہوم "دوست" کے معنیٰ میں ہے۔ جیسا کہ اس سے چند آیات پہلے آتا ہے:

۞ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلۡيَهُودَ وَٱلنَّصَـٰرَىٰٓ أَوۡلِيَآءَۘ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمۡ فَإِنَّهُۥ مِنۡهُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّـٰلِمِينَ
(مائدہ، 5:51)

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (جالندھری)

پھر اس آیت کے بعد یہ آیت آتی ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُمْ رَٰكِعُونَ (مائدہ، 5:55)

یقیناً تمہارا ولی تو اللہ ہے اور اسکا رسول اور مومنین جو نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے، اور رکوع کرتے۔

✐ اور دوبارہ اس آیت کے بعد، یہ آیت آتی:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِيَآءَ ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

(مائدہ، 5:57)

اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے ان لوگوں میں سے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنارکھا ہے، ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔ (فی ظلل القرآن)

✐ آگے پیچے کی دونوں آیتیں، (1) یهود (2)نصاریٰ، (3) جنهوں نے تمہارے دین کا مذاق اڑایا اور (4) کفار، نام لے لے کر بولتی، کہ انهیں اپنا "اولیاء" مت بناؤ۔۔۔ بیچ کی آیت کہتی، تمہارے ولی اللہ، اسکا رسول، اور مومنین ہیں جو نماز قائم کرتے، زکواۃ دیتے رکوع کرتے۔

✐ آیت کا واضح مفہوم تو یہی کہتا، کہ یہاں ولی/اولیاء، دوست، رفیق، ہمدرد، خیرخواہ کے مفہو میں ہے، اور اگر آپ آیت 55 کا کچھ اور مفہوم لے تے ہیں تو وہی مفہوم آیت 51 اور آیت 57 کا بھی ہوگا۔

ایک بار پھر اسی سورۃ میں تھوڑا آگے چل کے، آیت 80، 81 میں آتا:

تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِى ٱلْعَذَابِ هُمْ خَٰلِدُونَ

(مائدہ، 5:80)

تم ان میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ وہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں بہت ہی بری کمائی ہے جو انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجی ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا ان پر اور وہ عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے— (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَلَوْ كَانُواْ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلنَّبِىِّ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ

(مائدہ، 5:81)

اور اگر یہ ایمان لاتے اللہ پر اور نبی ﷺ پر اور اس پر جو نبی ﷺ پر نازل کیا گیا (یعنی قرآن حکیم) تو پھر انہوں نے اِن (کافروں) کو اپنا ولی نہ بنایا ہوتا لیکن ان کی اکثریت نافرمانوں پر مشتمل ہے (اسرار احمد)

✐ بندہ اگر شروع سے آخر تک سورہ مائدہ پڑھے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ پاک کس حوالے سے بات کر رہے: "یہود و نصاریٰ کو اپنا ولی مت بناؤ، کفار و مشرکین کو اپنا ولی نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں، اور تمہارا ولی تو اللہ، اسکا رسول اور مؤمنین ہیں۔" تو بات واضح ہے، اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانے کا کہہ رہے، اور اسکے برخلاف کہہ رہے، تمہارا ولی یعنی دوست و خیرخواہ تو بس اللہ، رسول اور مومنین ہیں۔ جبکہ اسی مفہوم میں کئی آیات اور قرآن کی آتی ہیں جیسے:

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ **(نساء، 4:139)**

جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے

✐ لفظ "ولی" پر اگر قرآن میں تحقیقات کی جائے تو یہ لفظ قرآن میں اپنے root word (و ل ی) کو لے کر 232 بار آیا ہے، اور "ولی" (اسم) کی شکل میں 86 بار آیا ہے۔ ان 86 آیات کی اگر اسٹڈی کی جائے تو آیت مائدہ 55 بھی سمجھ میں آجائے گی (انشاء اللہ) کہ کس مفہوم میں ہے۔ جبکہ اللہ کی کئی آیات یہ بھی کہتی ہیں:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ **(بقرہ، 2:107)**

اور تمھار لیے اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہے نا کوئی مددگار۔

✐ یہ بات قابل غور ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ولی کے ساتھ "مددگار" کے لیے الگ سے لفظ استعمال کیا یعنی "نصیر"۔ اور بہرحال، دونوں صورتوں میں اللہ ہی ولی ہے اور نصیر ہے۔

آیت الکرسی جیسی معتبر آیت میں بھی اللہ نے "ولی" کا ذکر کیا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ **(بقرہ، 2:257)**

اللہ ان کا ولی ہے جو ایمان لائے، انہیں ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور اللہ مومنین کا ولی ہے۔ (آل عمران، 3:68)

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا، وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا **(نساء، 4:45)**

اور اللہ کافی ہے ولی، اور اللہ کافی ہے نصیر۔

✐ دوسری بات، آیت 55 میں "ولی" کا ترجمہ اگر اولیٰ/آقا کے معنی میں بھی اگر کریں، جیسے **"من کنت مولا فھذا علی مولا"** تب بھی ثابت یہی ہوا کہ "علی اللہ کے ولی ہیں"۔ **"علی ولی اللہ"**---

"علی اللہ کے ولی ہیں"، اب اس بات پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں کہ علی اللہ کے ولی نہیں۔ پر بات یہ ہے کہ اس آیت میں یہ تو کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ "ولیوں سے دعا مانگو"۔ ولیوں سے استغاثہ کرو، جن ولیوں کی وفات شہادت سے ہوئی، وہ قبروں میں آپ کو سنتے ہیں، بلکہ ہزاروں کلومیٹر دور سے بھی پکاروگے تو سن لیں گے، اور آپ کی امداد بھی کرلیں گے۔ قرآن میں ایک بھی آیت نہیں آتی جو کہے ولیوں سے استغاثہ کرو، اور نہ ہی کوئی صحیح حدیث ایسی کوئی بات کرتی۔ بلکہ ہمیشہ قرآن میں یہی آیا، اللہ کو پکارو:

ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ

(اعراف، 7:55)

اپنے رب کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے ' یقینا وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

(وہ سورہ 5:55 ہے، او ریہ 7:55، ایک آیت 55 سمجھانے کے لیے اللہ نے ایک دوسی آیت نمبر 55 ہی دی۔)

کیا اللہ نے جن کی ڈیوٹیاں لگائیں، ان کو پکارنے کا حکم دیا ہے؟

✍ اللہ نے یہ کائنات بنائی ہے، اور اس کو ایک "تکوینی نظام" دیا ہے۔ اور یہ کائنات کچھ بھی ہوجائے اپنے ان تکوینی قوانین سے ہٹ کر کام نہیں کرتی۔ (الا ماشاء اللہ)۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ يُولِجُ ٱلَّيْلَ فِى ٱلنَّهَارِ وَيُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِى ٱلَّيْلِ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِىٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

(لقمان، 31:29)

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے ، سب ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں ، اور (کیا تم نہیں جانتے) کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو ، اللہ اس سے باخبر ہے ؟ (فی ظلل القرآن)

لَا ٱلشَّمْسُ يَنۢبَغِى لَهَآ أَن تُدْرِكَ ٱلْقَمَرَ وَلَا ٱلَّيْلُ سَابِقُ ٱلنَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِى فَلَكٍ يَسْبَحُونَ

(یٰس، 36:40)

نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے ۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔ (فی ظلل القرآن)

اس حساب سے، اس دنیا میں ہرکسی کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ ہوائوں کی، بادلوں کی، پہاڑوں کی، سورج چاند، ستارے، درخت، چرند، پرند۔۔۔ اور فرشتے۔

إِذْ يَتَلَقَّى ٱلْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ ٱلْيَمِينِ وَعَنِ ٱلشِّمَالِ قَعِيدٌ

(ق، 50:17)

دو لکھنے والے جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں، لکھ لیتے ہیں (جالندھری)

✍ تو کیا ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر انکو پکارتا ہے؟ کیا کسی نے بارش کے لیے بادلوں کو پکارا؟ یا بارش برسانے والے فرشتے کو ہی پکارا ہو؟ حالانکہ ڈیوٹیاں تو اللہ نے ان کی بھی لگائی ہوئی ہیں۔ کیا گرمی کم کرنے کے لیے کسی نے سورج کو پکارا؟ یا رات کا اندھیرا کو دور کرنے کے لیے رات سے ہی التجا کی ہو؟ یا چاند ہی کو آواز دی ہو؟

کبھی کسی نے کہا یا جبرئیل مجھے آسمان کی خبریں سنا دے؟
یا میکائیل! میرے رزق میں اضافه کردے اور بارش برسادے؟
یا عزرائیل! مجھے ابھی موت نه دے؟
یا کراماً کاتبین! آپ تو میرے سگے ہو، ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہو، میرے گناہ مت لکھیں؟
یا منکر نکیر! میرا قبر میں حساب نه لیں؟

(جو اس بات کا قائل ہے که الله کا ولی،مرنے کے بعد بھی، انکی صدا سنتے اور انکی بیٹھے بیٹھے مدد کرتے، تو اس بندہ کو الله کے ولیوں سے بڑھ کر فرشتوں کو زیادہ پکارنا چاہیے کیونکه فرشتوں کی موجودگی تو پھر بھی قوی طور پر ثابت ہے۔ جیسے کرامً کاتیبین۔)

✏ اگر آپ انبیاء / اولیاء کے مرنے کے بعد ان کی مدد کے قائل ہیں تو پھر اس بات پر بھی آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے که فرشتوں سے مدد طلب کی جائے۔ بلکه کچھ روایات ایسی مل بھی جاتی ہیں جس میں فرشتوں سے مدد طلب کی گئی ہے۔ مثال:

[علامه میرزا حسین نوری طبرسی ؒ نے الكافي سے اپنی کتاب " مستدرک الوسائل " میں روایت نقل کی ہے که معصوم (علیه السلام) فرماتے ہیں :
جب تمہیں کسی بات سے غم پہنچے تو نماز کے آخری سجدوں میں کہو :
يا جبرئيل يا محمد يا جبرئيل يا محمد - تكرر ذلك - اكفياني ما انا فيه فإنكما كافيان، واحفظاني فإنكما حافظان
.
یا جبرائیل یا محمد یا جبرائیل یا محمد (ص)، (اس کا تکرار کرو) - میں جس میں مبتلا ہوں ، میری کفایت کیجئے، کیونکه آپ دونوں کافی ہیں اور میری حفاظت کیجئے کیونکه آپ دونوں حفاظت کرنے والے ہیں -
مستدرك الوسائل - الميرزا النوري - ج ٤ - الصفحة ٤٦٤
✏ (یه روایت میں کاپی پیسٹ کر رہا ہوں، اس کی اصلیت کا مجھے کچھ علم نہیں)]

✏ اور اگر فرشتوں سے مدد طلبی آپ کا شیواہ ہے تو پھر، الله کی دیگر قوی مخلوقات، جسے سورج، چاند، ستارے، بادل، پہاڑ وغیرہ سے مدد طلب کرنے میں بھی کوئی حرج یقیناً نہیں ہونا چاہیے۔ بھلا اعتراض کس بات پر، وہ بھی الله کی مخلوق ہیں، اور یه بھی الله کی مخلوق ہیں، جب انبیاء کو پکارنے میں حرج نہیں، جب اولیاء کو پکارنے میں حرج نہیں، جب جبرئیل اور فرشتوں کو پکارنے میں حرج نہیں تو K2 کو پکارنے میں کیا حرج ہے؟ یا سورج کو، یا دریائوں، درختوں، پہاڑوں کو پکارنے میں کیا حرج ہے؟ اُن کو بھی الله نے کچھ طاقت دی ہے، (اور قرآن سے بھی ثابت ہے، ہر چیز الله کی عبادت بھی کرتی۔

وَيُسَبِّحُ ٱلرَّعْدُ بِحَمْدِهِۦ وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِۦ وَيُرْسِلُ ٱلصَّوَٰعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَآءُ

(رعد، 13:13)

بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے)

تُسَبِّحُ لَهُ ٱلسَّمَـٰوَٰتُ ٱلسَّبْعُ وَٱلْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَىْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِۦ وَلَـٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

(اسراء، 17:44)

اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر ہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو ، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرے والا ہے

يُسَبِّحُونَ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ

(انبیاء، 21:20)

وہ رات دِن (اس طرح اس کی) تسبیح میں لگے ہوئے ہیں کہ تھکتے نہیں ہیں

✎ پر اسکے باوجود اگر آپ نے سورج چاند، پہاڑوں، دریائوں، بجلی،کڑک/ رعد، شب و روز کو اگر پکارنا شروع کردیں، تو آپ واضح طورپر سمجھ سکتے ہیں، آپ شرک کر رہے ہیں۔ اور وہی کچھ کر رہے جو اسلام سے پہلے مشرک کیا کرتے تھے۔ اور آج تک مشرک یہی کیا کرتے ہیں۔

✎ حضرت ابراہیمؑ کی عقلی دلائل قرآن میں موجود ہیں، کہ جب لوگوں کو سمجھانے کے خاطر انہوں نے کہا۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ ٱلَّيْلُ رَءَا كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَـٰذَا رَبِّى ۖ فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَآ أُحِبُّ ٱلْـَٔافِلِينَ

(انعام، 6:76)

چناچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا ۔ کہا یہ میرا رب ہے ؟ مگر وہ ڈوب گیا تو بولا ڈوب جانے والوں کا میں گرویدہ نہیں ہوں ۔

فَلَمَّا رَءَا ٱلْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَـٰذَا رَبِّى ۖ فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِى رَبِّى لَأَكُونَنَّ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلضَّآلِّينَ

(انعام، 6:77)

پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ میرا رب ہے ، مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے میری راہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا ہوتا.

فَلَمَّا رَءَا ٱلشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَـٰذَا رَبِّى هَـٰذَآ أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّآ أَفَلَتْ قَالَ يَـٰقَوْمِ إِنِّى بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ

(انعام، 6:78)

پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے ۔ مگر جب وہ بھی ڈوبا تو ابراہیم پکار اٹھا " اے برادران قوم ! میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو ۔ (فی ظلال القرآن)

✐ اور انکا یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ جب انکو آگ میں ڈالا جارہا تھا تو جبرئیلؑ بچانے آگئے تھے کہ بتائیں اگر میری مدد درکار ہو، پر انہوں نے کہا مجھے تمہاری مدد نہیں چاہیے۔ پر اللہ کی۔

جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا

قَالُواْ حَرِّقُوهُ وَٱنصُرُوٓاْ ءَالِهَتَكُمۡ إِن كُنتُمۡ فَٰعِلِينَ

(انبیاء، 21:68)

انہوں نے کہا : جلا ڈالو اسے اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ! اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔ (اسرار احمد)

📖 "نمرودیوں نے حضرت ابراہیمؑ کو زندہ جلادینے کا فیصلہ کرلیا۔ چونکہ ان کے عقیدے کے مطابق ابراہیمؑ نے ایک قومی جرم کیا تھا، اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ سبھی لوگ اس کام میں شریک ہوں اور ثواب حاصل کریں۔ اس بنا پر سب لوگ ایندھن جمع کرنے میں جُت گئے اور ابھی چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ جلانے کی لکڑیوں کا ایک پہاڑ کھڑا ہوگیا۔ پھر آگ جلادی گئی اور اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ ایندھن اتنا زیادہ تھا کہ اس بیابان میں بڑی خطرناک آگ بھڑک اُٹھی اور اس کی تپش اس حد تک پہنچ گئی کہ کسی کو اس کے نزدیک جانے کا یارا نہ تھا۔ تب ان ظالم لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک گوپھن کے ذریعے آگ میں پھینک دیا اور اس طرح انھوں نے اپنے دل کی آگ بجھائی۔

حضرت ابراہیمؑ جب آگ کے شعلوں میں جاگرے اور ان لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئے تو ان سب نے خوشی کا نعرہ بلند کیا۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ آگ نے ابراہیمؑ کے ساتھ کیا کیا؟ جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں گرے تو اسی وقت خدا کا مقرب فرشتہ جبرئیلؑ ان کے پاس پہنچا اور کہنے لگا:

"اے ابراہیمؑ! کیا تمہیں میرے مدد کی ضرورت ہے؟"

حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا: "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں، لیکن خدا کی مدد ضرور چاہتا ہوں۔ پھر انھوں نے خدا سے دعا کی کہ اے پروردگار! مجھے آگ سے نجات دے۔

قُلۡنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرۡدٗا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ

(انبیاء، 21:69)

ہم نے حکم دیا کہ اے آگ ! تو ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر(اسرار احمد)

چنانچہ خدا کے حکم سے وہ آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی ہو گئی اور انہیں اس کی حرارت سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ نمرود اور اس کی قوم کے لوگ جو اس آگ کو چاروں طرف سے دیکھ رہے تھے، وہ یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ بھڑکتی آگ نے حضرت ابراہیمؑ کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچایا، اور وہ اس میں بڑے آرام اور اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے یہ منظر تعجب اور تحسین کے ملے جلے جذبات کے ساتھ دیکھا۔۔۔"

(حوالہ: حکایات القرآن، سید محمد صحفی، ص: 84-86)

(حوالہ، خصال، باب نمبر 6، حدیث 33، اردو)

https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:AXd1c5_MPIR-Uks7PfEU

✐ اب ہم دوسری روایتوں کی طرف جائیں (جو قرآن سے ٹکراتی)، یا سنت ابراہیمی پر عمل کریں، جس کا حکم خود اللہ نے قرآن میں دیا:

ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًاۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ

(نحل، 16:123)

پھر (اے محمد !) ہم نے وحی کی آپ کی طرف کہ پیروی کیجئے ملت ابراہیم کی یکسو ہو کر اور وہ ہرگز مشرکین میں سے نہ تھے—— (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَٰهِـۧمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُۥۚ وَلَقَدِ ٱصْطَفَيْنَٰهُ فِى ٱلدُّنْيَاۖ وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ

(بقرہ، 2:130)

اور کون ہوگا جو ابراہیم ؑ کے طریقے سے منہ موڑے ؟ سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو حماقت ہی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کرلیا ہو اور ہم نے تو انہیں دنیا میں بھی منتخب کرلیا تھا اور یقیناً آخرت میں بھی وہ ہمارے صالح بندوں میں سے ہوں گے—— (ڈاکٹر اسرار احمد)

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِـۧمَ حَنِيفًاۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ

(بقرہ، 2:135)

آپ کہہ دیں کہ صحیح راستہ باطل سے کتراکر چلنے والے ابراہیم علیہ السلام کا راستہ ہے کہ وہ مشرکین میں نہیں تھے۔ (جوادی)

4۔ قرآن مشکل ہے

غیر خدا سے مدد مانگنے کی بحث میں جب کثیر تعداد میں قرآنی آیات پیش کی جاتی، جو اس کے خلاف ہیں، تو لوگوں سے اسکا انکار تو یقیناً بن نہیں پاتا، اور اگر قبول نا کریں تو کافر بن جاتے، اور اگر کریں تو انکا دعویٰ باطل ہوجائے، تو آخر میں بول پڑتے: "قرآن سمجھنا مشکل ہے، قرآن ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہم عام انسانوں کو سمجھ میں نہیں آ سکتا، ہر آیت کے مقابلے میں جب تک کوئی حدیث نہ دکھا دی جائے تب تک قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا!"

یہ سب سے کمزور دلیل ہے، بلکہ غلط استدلال ہے۔ بلکہ عین قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔
"قرآن مشکل ہے، قرآن سمجھ سے بالاتر ہے"، یہ جملہ خود قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

ہاں، قرآن میں متشابہات آیات ضرور ہیں، پر یہ قرآن کا چھوٹا حصہ ہے، قرآن کا بڑا حصہ محکم آیات پر ہی مشتمل ہے۔ محکمات پر ہم آتے نہیں، اور متشابہات کو آگے رکھتے اور کہتے اس سے یہ ثابت ہوتا، اس سے وہ ثابت ہوتا۔ جبکہ قرآن ایسے لوگوں کے بارے میں کہتا:

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ مِنْهُ ءَايَـٰتٌ مُّحْكَمَـٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَـٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَـٰبِهَـٰتٌ ۖ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَـٰبَهَ مِنْهُ ٱبْتِغَآءَ ٱلْفِتْنَةِ وَٱبْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِۦ
(آل عمران، 3:7)
وہی اللہ ہے ، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے ۔ اس کتاب میں دوطرح کی آیات ہیں : ایک محکمات ، جو کتاب کی اصل بنیادیں ہیں اور دوسری متشابہات ، جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے ، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں ۔ حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔۔ (فی ظلال القرآن)

اگر قرآن مشکل ہے تو قرآن کی مندرجہ ذیل آیات کیا کہتی ہیں:

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَـٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ ٱلْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِۦ قَوْمًا لُّدًّا
(مریم، 98)
پس (اے محمدؐ)، اِس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اسی لیے نازل کیا ہے کہ تم پرہیز گاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرا دو۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ
(قمر، 32)
اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کردیا قرآن کو نصیحت کے لیے پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَـٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ
(دخان، 85)
تو (اے نبی ﷺ !) ہم نے اس قرآن کو آسان کردیا ہے آپ کی زبان پر تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْـَٔايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ
(انعام، 6:98)
ہم نے تو اپنی آیات کو واضح کردیا ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ سے کام لیں

كِتَـٰبٌ فُصِّلَتْ ءَايَـٰتُهُۥ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
(فصلت، 41:3)
یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات خوب کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں قرآن عربی کی صورت میں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہوں۔

كِتَـٰبٌ أَنزَلْنَـٰهُ إِلَيْكَ مُبَـٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَـٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَـٰبِ
(ص،38:29)
(اے نبی ﷺ !) یہ کتاب جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے بہت بابرکت ہے تاکہ وہ اس کی آیات پر تدبر کریں اور ہوش مند لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔

إِنَّ هَـٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱلَّذِينَ يَعْمَلُونَ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا
(اسراء، 17:9)
یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

✍ یہ قرآن وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے "عام انسانوں" کی ہدایت کے واسطہ ہی بھیجی ہے۔ ایک انسان اگر جنگلی ہو، اور اچانک وہ جنگل سے نکل آئے، اور اسے یہ قرآن دے دیا جائے، یہ قرآن پڑھے، اور سمجھے، اور عمل کرے، **تو یہ اسکی نجات کے لیے کافی ہے۔**

✐ ایک عالم جب مجلس پڑھتا ہے، یا کوئی پروفیسر کوئی لیکچر دیتا ہے، تو اسکی اولین ترجیح یہی ہوتی ہے کہ، وہ ایسے انداز میں گفتگو کرے، اور ایسے الفاظ کا انتخاب کرے، جس سے اس کے سامعین اس کی بات کو باآسانی سمجھ سکیں۔ (اگر آپ اکثر مجلسیں، یا لیکچر سننے والے بندے ہیں تو یہ بات آپ بخوبی جانتے ہونگے۔)
پر جب یہی بات جب اللہ تبارک و تعالیٰ پر عائد کی جاتی ہے، جس نے زبانیں خلق کی، جس نے قلم خلق کیا، حروف خلق کیے۔ جس نے عقل و شعور خلق کیا۔ جس نے انسان خلق کیا، اور انسان کو بولنا سکھایا، وہ انسان کے اندر سے بھی آگاہ ہے تو باہر سے بھی آگاہ ہے، ظاہر سے بھی آگاہ ہے تو باطن سے بھی آگاہ ہے، اور وہ سینے میں چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے۔ ایک چیونٹی کی منھ کے نوالے سے لےکر، کہکشائوں کے وسعت تک، ہر چیز سے واقف ہے۔ پر معاذ اللہ، کیا کوئی کہہ سکتا کہ اللہ نے ہدایت کے واسطے جو "پیغام" (یعنی قرآن) عام انسانوں کے لیے بھیجا وہ اتنا مبہم ہے کہ آپ کو سمجھ میں نہیں آتا!؟

✐ وہ "پیغام" "پیغام" ہی نہیں کہلاتا جو موصول کو سمجھ میں نہ آئے، اور اللہ کے بندے تو یہ بات سمجھ جاتے کہ جب بات کی جائے تو ایسے کی جائے کہ مخاطب سمجھ جائے۔ پر رب العالمین جب بیان کرتا تو لوگ بول پڑتے ہمیں سمجھ نہیں آرہا، اور کانوں میں انگلیوں ٹھوس لیتے اور بولتے:

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا كَاَنَّ فِىۡۤ اُذُنَيۡهِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ
(لقمان، 31:7)
اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا اُن کو سنا ہی نہیں جیسے اُن کے کانوں میں ثقل ہے تو اس کو درد دینے والے عذاب کی خوشخبری سنادو (جالندھری)

وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِىۡۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ وَفِىۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّمِنۡۢ بَيۡنِنَا وَبَيۡنِكَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ
(فصلت، 41:5)
اور کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ (یعنی بہراپن) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے تو تم (اپنا) کام کرو ہم (اپنا) کام کرتے ہیں۔ (جالندھری)

قَالُوۡا يٰشُعَيۡبُ مَا نَفۡقَهُ كَثِيۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ

(هود، 11:91)

انہوں نے کہا : اے شعیب ! تم جو کچھ کہتے ہو اس میں سے اکثر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔

✎ اگر قرآن میں صرف ایک آیت بھی ہوتی جو کہتی، قرآن آسان ہے، تب بھی ایمان والوں کے لیے وہ کافی تھی، پر اوپر متعدد آیتیں واضح الفاظ میں بولتی کہ قرآن آسان ہے، اور لوگوں کی ہدایت کے واسطہ ہی بھیجا گیا ہے، پر اسکے باوجود (جنھوں نے اپنے کانوں میں انگلیوں ٹھوس رکھی ہیں، اور آنکھوں پر ایسے چشمے لگائیں ہیں جن کے شیشوں پر اپنے مطلب کے اسٹیکرز لگائے رکھے ہیں۔ تو پھر انہیں) نہ کچھ اپنے مطلب کے علاوہ کچھ دکھائی دیتا ہے، نہ سنائی دیتا ہے، اور نہ ہی کچھ سوجھتا ہے، اور سمجھ میں آتی ہے تو صرف ایک ہی بات (جو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں) کہ "قرآن مشکل ہے، سمجھ سے بالاتر ہے۔"

✎ بدقسمتی سے بہت سے لوگ اپنی بات کو درست کرنے کے لیے، قرآن پر حملہ کرنا شروع کردیتے، قرآن تحریف شدہ ہے، قرآن کے بہت سارے ورژن تھے، مختلف قرئتیں تھیں، سات حروف پر نازل ہوا تھا، اصل قرآن تو مولا علیؑ نے جو جمع کیا تھا وہ ان کے پاس ہے، وہ لے گئے، --- وغیرہ۔

(یہ شیطان کی چال ہے، جس میں وہ پھنسے جا رہے، کیونکہ شیطان تو جانتا ہی ہے جس نے قرآن پکڑ لیا، وہ ہدایت پا گیا۔ اور نبی اکرمﷺ تو قیامت برپا ہونے سے پہلے ہی شکایت کر چکے: **وَقَالَ الرَّسُوۡلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِى اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا** (فرقان، 25:30) اورسول کہے گا اے میرے پروردگار ! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا۔۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ بھی اگر قیامت کے دن حجت قائم کریں گے تو یہی کہہ کر کہ: کیا تم نے میرے کلام کو پڑھا، سمجھا، اور عمل کیا؟)۔

اس طرح کہہ کر وہ اللہ کے کلام کو وہ پست پشت ڈال رہے، وہ چاہتیں ہی ہیں کہ اس میں کجی ڈھونڈھی جائے، اور لوگوں کو اس سے دور ہی رکھا جائے: (یا بول دیا جائے کہ مشکل ہے، پڑھنا کسی کام کا نہیں، پر حدیث پڑھنا صحیح ہے کیوں وہ قول معصوم ہے، پر قول اللہ وہ تحریف شدہ ہے)

وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا‌ ؕ اُولٰٓـئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ (ابراہیم، 14:3)

اور وہ روکتے ہیں اللہ کے رستے سے اور اس کے اندر کجی تلاش کرتے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں مبتلا ہوچکے ہیں۔

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ وَلَوْ كَانُواْ لَا يَعْقِلُونَ

(یونس، 10:42)

ان میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تیری باتوں کو سنتے ہیں مگر کیا تو بہروں کو سنائے گا خواہ وہ کچھ ہی نہ سمجھتے ہوں۔

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى ٱلْقُرْءَانِ وَحْدَهُۥ وَلَّوْاْ عَلَىٰٓ أَدْبَـٰرِهِمْ نُفُورًا

(اسراء، 17:46)

اور ان کے دلوں پر بھی ہم پردے ڈال دیتے ہیں کہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل (پیدا کردیتے ہیں) اور جب آپ قرآن میں تنہا اپنے رب ہی کا ذکر کرتے ہیں تو یہ اپنی پیٹھیں موڑ کر چل دیتے ہیں نفرت کے ساتھ (اسرار احمد)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَـٰتِ رَبِّهِۦ فَأَعْرَضَ عَنْهَا

(کہف، 18:57)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیرے ۔

5- قرآن vs حدیث

✎ قرآن اللہ کا کلام ہے، جس میں کوئی شک نہیں ہے، جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ جس کی ایک آیت کا انکار کرنے والا کافر بن جاتا۔
جبکہ حدیث کے ساتھ ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔بلکہ ائمہؑ خود ہمیں تلقین کر کے گئے کہ اگر ہماری کوئی حدیث، قرآن و سنت کے خلاف ہو وہ بیکار ہے۔

📖 "سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: كل شئ مردود إلى الكتاب والسنة، وكل حديث لا يوافق كتاب الله فهو زخرف"

I heard Aba Abdillah عليه السلام saying: everything is referred back to the Book and the Sunna, and every Hadith that does not agree with the Book of Allah then it is a worthless embellishment.)

[(https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:14103)](https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:14103)

📖 خطب النبي صلى الله عليه وآله بمنى فقال: أيها الناس ما جاء كم عني يوافق كتاب الله فأنا قلته وما جاء كم يخالف كتاب الله فلم أقله

the Prophet صلى الله عليه وآله addressed the people in Mina and said: O people, whatever comes to you attributed to me which agrees with the Book of Allah then I have indeed said it, and whatever comes to you opposing the book of Allah then I never said it.

[(https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:11870)](https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:11870)

📖لا تقبلوا علينا حديثا إلا ما وافق القرآن والسنة أو تجدون معه شاهدا من أحاديثنا المتقدمة ... فاتقوا الله و لا تقبلوا علينا ما خالف قول ربنا تعالى و سنة نبينا صلى الله عليه وآله ... فلا تقبلوا علينا خلاف القرآن فإنا إن تحدثنا حدثنا بموافقة القرآن و موافقة السنة ...

do not accept a narration on our authority except that which is in agreement with the Quran and the Sunna or you find for it a corroboration from our past narrations … so fear Allah and do not accept on our authority that which opposes the Word of our Lord the Exalted and the Sunna of our prophet صلى الله عليه وآله … so do not accept on our authority what opposes the Quran, for when we narrate we only do narrate what is in agreement with the Quran and in agreement with the Sunna …

[(https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:11753)](https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:11753)

حدیث ثقلین

حدیث ثقلین کی مناسبت سے: ہماری پاس 2 چیزیں ہیں۔ کتاب اللہ، عترتی اہل بیتی۔

انِّي تَارِكٌ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا، كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَهْلَ بَيْتِي عِتْرَتِي أَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوا وَقَدْ بَلَّغْتُ إِنَّكُمْ سَتَرِدُونَ عَلَيَّ الْحَوْضَ فَأَسْأَلُكُمْ عَمَّا فَعَلْتُمْ فِي الثَّقَلَيْنِ وَالثَّقَلَانِ كِتَابُ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَأَهْلُ بَيْتِي

https://ur.wikishia.net/view/حدیث_ثقلین

1۔ ثقل: کتاب اللہ

پہلی ثقل یعنی قرآن کو تو پس پشت ڈال دیا، یہ کہہ کر کہ مشکل ہے، سمجھ سے بالاتر ہے۔

وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَـٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِى ٱتَّخَذُواْ هَـٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورًا

(فرقان،25:30)

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری قوم (امت) نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا تھا ۔(نجفی)

جس کی حفاظت اور جمع کرنے کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ

(حجر،15:9)

یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔۔۔

إِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهُۥ وَقُرۡءَانَهُۥ

(قیامه، 75:17)

اسے جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔۔۔ (ڈاکٹر اسرار احمد)

کوئی ایک بھی شیعہ نہیں ملیگا آج کے دور میں جو قرآن میں تحریف کا قائل ہو۔ اور جن کتابوں میں قرآن کی تحریف کا ذکر ہے وہ کتابیں قرآن سے بالاتر نہیں، اور نہ ہی ہمارے اوپر حجت ہیں۔ یہ عجیب منطق ہوگی کہ ہم قرآن کی صداقت کو ان غیرمانوس کتابوں سے لیں۔ اور بولیں فلاں کتاب میں لکھا قرآن میں تحریف ہوی تو ہم قرآن کو نہ مانیں، اللہ کی آیات کو نہ مانیں، کہ جس کی نازل کرنا، حفاظت کرنا، جمع کرنا، پڑھوانا، بیان کرنا، اور ہدایت دینا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

بلکہ علامہ طالب جوھری کے نزدیک (ان کی ویڈیو یوٹیوب پر مل جائیگی) قرآن کی ترتیب بھی خود نبی پاک ﷺ کر کر گئے۔

2۔ ثقل: اہلبیتی عترتی

جبکہ دوسرا ثقل (عترتی) پر آئیں۔ تو اگر امام ظاہر ہوتے، موجود ہوتے۔ پھر تو معاملہ تمام تھا۔

پر جب تک امام غائب ہیں۔ تب تک ہمارے پاس صرف لکھی ہوئی احادیث ہیں۔ جنہوں نے احادیث نسل در نسل بیان کی، اور جنہوں نے جمع کی، اور جنہوں نے لکھی، سب غیر معصوم تھے۔ اور یہ کام کئی صدیوں بعد ہوا۔

اور امام آخرالزمان کو غائب ہوئے 1100+ سال گزر چکے۔

یہ احادیث جو اتنا عرصہ گزرنے کے بعد ہمارے پاس پہنچی اور غیر-معصوموں سے ہی نقل ہوکر پہنچی۔

ہم براہ راست کسی معصوم سے یہ حدیث نہیں سنتے۔

جب تک ہم کوئی حدیث ڈائریکٹ کسی معصوم سے نہیں سنتے، تب تک یہ ثقل اپنے اصل مفہوم میں کام نہیں کرتی۔

جب ہم حدیث پڑھتے ہیں تو ہم معصوم کی اتباع نہیں کرتے، ہم اس فرد کی اتباع کرتے ہیں جس نے آخری بار اس حدیث کو نقل کیا۔ جب شیخ صدوق کی کسی کتاب سے کوئی روایت پڑھتے ہیں تو ہم ڈائریکٹ شیخ صدوق کی اتباع کر رہے، (اور اِن ڈائریکٹ نبی یا امام کی اتباع کر رہے) کہ اُس نے ایسے کہا کہ۔۔۔۔ رسول /امام نے ایسے کہا۔

اور یہی صورت حال علم رجال کے ساتھ بھی ہے۔ فلاں نے کہا کہ فلاں ثقہ ہے۔ تو اب یہ فلاں نے فلاں کے متعلق کہا۔ اور دونوں ہی غیر معصوم ہیں۔ ہمیں تو نہیں پتا 1400 بعد میں آنے والوں کو۔ کون صحیح کون غلط۔

بہرحال ایک بھی عالم آپکو ایسا نہیں ملیگا جو اس بات کا قائل ہو کہ ساری احادیث صحیح ہیں۔ بلکہ بڑی بڑی کتابوں میں لکھی گئی کئی احادیث کو ضعیف، کذب اور بعض اوقات من گھڑت سمجھا گیا۔

(عقیل غروی صاحب نے، 50 نمازوں سے 5 نماز ہونے والی حدیث پر تنقید کی ہے۔ کہ یہ حدیث شان توحید، شان رسالت، اور شان بندگی کے خلاف ہے۔۔۔ اور یہ حدیث خود ہماری کتابوں میں شیخ صدوق کے علل الشرائع میں درج ہے۔)

ہمارے سنی بھائی پھر بھی صحاح ستہ کو "صحیح" کہتے، ہم شیعہ تو یہ دعویٰ بھی نہیں کرتے، کہ کسی کتاب کو "صحیح" کے لقب سے نوازا ہو۔ کیوں کہ ہمیں معلوم ہے۔ قرآن کی حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے، پر حدیثوں کی نہیں کی، اور نبی کا فرمان قرآن میں یہی ہے کہ:

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔(فرقان،25:30)
پر حدیث کے متعلق ایسا قول، قرآن تو کیا، حدیث میں بھی نہیں آتا کہ نبیﷺ نے فرمایا ہو: یا خدایا میری قوم نے میری حدیثوں کو چھوڑ دیا۔
بلکہ الٹا یہی آتا ہے، کہ ہمارے طرف منسوب جو حدیث قرآن سے مطابقت نہ رکھے، قرآن سے راضی نہ ہو، وہ بیکار چیز ہے، ہماری نہیں۔

اس لیے، ہر حدیث کو پرکھا جائےگا۔ صحیح ہوئی یعنی قرآن کے مطابق ہوئی تو قبول کی جائیگی۔۔ ورنہ نہیں۔

اسکے باوجود قرآن کو پست پشت ڈالا جارہا جو "لا ریب" ہے۔ اور حدیث کو آگے کیا جائے۔ یہ عقل و منطق کے خلاف ہے، بلکہ خود قانون حدیث کے خلاف ہے۔

☜ ہم نے(شیعہ ہو یا سنی) سب الٹا کر دیا ہے۔
ہم احادیث کو قرآن کی روشنی میں چیک نہیں کرتے، بلکہ قرآن کو احادیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔
(جب قرآن کی آیات دکھائی جاتی، تو (قرآن کو پست پشت ڈالنے والے) کہتے:
پہلے قرآن کی ترتیب ثابت کرو۔ تحریف ثابت کرو۔ اور یہ ثابت کرو کہ ایک لفظ کے 10 10 معنیٰ ہوں تو ہم کونسا معنیٰ مراد لیں)

✐ امت مسلمہ میں قانون تو یہی ہے کہ قرآن کو اولیت حاصل ہے حدیث پر یعنی جب قرآن پیش کیا جاتا تو اس کے مقابلہ میں حدیث نہیں آتی۔ پر عملی طور پر ہوتا اسکا الٹ ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ کہ ہر فرقے نے اپنے اپنے لوگوں کو اہل بیت اور اصحاب کا درس اتنا سختی سے پڑھایا ہے کہ وہ نفسیاتی طور ایسے ہوگئے ہیں کہ حدیث کو تو سرآنکھوں پر رکھتے (چاہے قرآن کے خلاف ہی ہو)، پر قرآن کی آیات کو (جو حدیث کو رد کرتی ہو) اس میں گنجائش نکالنے کی کوشش کرتے۔ اور کچھ نہیں بن پڑتا تو یہی بول دیتے، "قرآن مشکل ہے!"

نوٹ: (اس بات سے یہ مفہوم نہ لیا جائے کہ ہم حدیثوں کے خلاف ہیں، یقیناً صحیح حدیث جو قرآن سے نہیں ٹکراتی درست ہے۔ پر بات اسکے برخلاف ہو، یا شک ہی ہو، تو ایک حکم جب قرآن کے محکم آیات میں مل جاتا تو پھر اس پر یقین کیوں نہیں؟ اور پھر اپنی بات منوانے کے لیے کچھ حدیثوں کا سہارا کیوں لیا جائے۔ یہ تو بات وہی ہوگئی کہ باغ فدک کے وقت بیبی فاطمہ سلام اللہ علیہا قرآن سناتی رہی (کہ انبیاء کے وارث ہوتے ہیں!)، اور مخالفین حدیث پیش کرتے رہے، کہ نہیں ہوتے! آپ بھی وہی بات کر رہے، ہم آپ کو قرآن دکھا رہے، آپ بول رہے، قرآن مشکل ہے، حدیث لائو۔ پھر آپ بیبی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سیرت پر عمل کر رہے؟ یا مخالفین کی؟)

✐ نیچے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں، جو اللہ کے سوا کسی غیر سے، خاص کر "طول" میں اس کی مخلوق میں سے کسی کو پکارنے کی مخالفت میں ہیں:

6۔ احادیث: اللہ کی مخلوق کو پکارنے، مدد مانگنے کی ممانعت

۔1۔ کافی میں کتاب ایمان و کفر میں ایک باب ہے "لوگوں سے استغنا"

یہ پورا باب پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں بہت ساری راسخون فی العلم کی احادیث ہیں۔۔۔ جس میں انھوں نے لوگوں سے مانگنے سے منع کیا ہے۔

جن میں سے ایک دو حدیث پیش خدمت ہیں:

۞ "فرمایا حضرت ابو عبد اللہ (ع) نے جب تم میں سے کوئی یہ چاہے کہ خدا سے مانگے وہ اس کو دے دے تو اسے چاہیے کہ لوگوں سے بالکل مایوس ہوکر اپنی امید کا پورا پورا تعلق خدا ہی سے رکھے جب اللہ (اس) کے دل کی بات معلوم کرلے گا پھر اس سے بندہ جو سوال کرے وہ اسے پورا کرے گا۔۔" (اصول کافی، کتاب ایما و کفر، باب لوگوں سے استغنا"، حدیث 2)

۞ "میں نے حضرت ابوعبد اللہ (ع) کو کہتے سنا لوگوں سے اپنی حاجتوں کو طلب کرنا اپنی عزت کا کھونا ہے اور حیا کا رخصت کرنا ہے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے پروا ہونا مومن کے لئے دین میں عزت ہے اور طمع وہ تو ظاہر بہ ظاہر فقیری ہے۔"
(اصول کافی، کتاب ایما و کفر، باب لوگوں سے استغنا"، حدیث 4)

۔2۔ اصول کافی، کتاب ایمان و کفر میں،باب "تفویض الی اللہ و توکل علی اللہ "

۞ فرمایا ابو عبد اللہ (ع) نے کہ اللہ تعالی نے وحی کی داؤد (ع) کو کہ جس میرے بندے نے میری پناہ لی اور میری مخلوق میں سے کسی کی پناہ میں نہ گیا اور میں نے اس کی خالص نیت کو پہچان لیا تو آسمان و زمین اور جو چیز ان کے درمیان ہے۔ میں اس سے نکلنے کی جگہ اس کے لئے قرار دوں گا اور جس میرے بندے نے مجھے چھوڑ کر کسی مخلوق کی پناہ لی اور میں نے اس کی نیت کو جان لیا تو آسمان و زمین کے اسباب کو جو اس کے سامنے قطع کردوں گا اور زمین کو اس کے نیچے مضطرب کردوں گا اور میں پرواہ نہ کروں گا چاہے وہ کسی وادی میں ہلاک ہو۔

۞ حسین بن علوان (جو مخالفوں میں سے ہے) راوی ہے کہ میں طلب علم کے لئے ایک جگہ گیا سفر میں میرے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ رہا ۔ ایک دوست نے پوچھا تمہیں حاجت برادری کی کس سے امید ہے میں نے کہا فلاں سے اس نے کہا تمہاری حاجت پوری نہ ہوگی اور تم اپنی امید کو نہ پاؤ گے اور اس جستجو میں کامیابی نہ ہوگی۔ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے۔تم نے یہ کیسے جانا۔
اس نے کہا ابو عبد اللہ (ع) نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے کسی کتاب میں پڑھا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مجھے اپنے عزت و جلال اور بزرگی اور عرش پر برتری کی قسم جو مجھے چھوڑ کر میرے غیر سے امید کو وابستہ کرتا ہے۔ میں اس کی امید کو قطع کردوں گا اور لوگوں کے سامنے اسے ذلت کا لباس پہناؤں گا۔ میں اسے اپنے قریب سے ہٹادوں گا اور اپنے فضل سے دور کردوں گا کیا وہ شدائد میں میرے غیر سےدفع کی امید رکھتا ہے حالانکہ شدائد کو دور کرنا میرے ہاتھ میں ہے وہ میرے غیر سے امید رکھتا ہے اور فکر کے وقت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ ابواب کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں لوگوں کے دروازے بند ہیں۔ میرا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جو مجھے پکارے وہ کون ہے ایسا جس نے مصیبتوں میں مجھ سے امید وابستہ کی ہو اور میں نے اس کی امید کو قطع کر دیا ہو۔ کون ہے ایسا جس نے مجھ سے کچھ مانگا ہو اور میں نے اس کی خواہش پوری نہ کی ہو۔ میں نے اپنے بندوں کی امیدوں کو اپنے پاس محفوظ رکھا ہے لیکن وہ میری حفاظت پر راضی نہیں، میرے آسمان ایسی مخلوق سے بھرے پڑے ہیں جو میری تسبیح سے ملول نہیں ہوتے۔ میں نے ان کو یہ حکم دے دیا ہے کہ میرے اور میری مخلوق کے درمیاں دروازوں کو بند نہ کریں اس پر بھی میرے بندوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا۔کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ جتنی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں انھیں میرے سوا کوئی نہیں کھول کر دور کر سکتا مگر میرے اذن کے بعد یہ معاملہ ہے کہ بندہ مجھے بھولا ہوا ہے۔ میں نے اپنے جو دو کرم سے اسے کیا کیا نہیں دیا۔ پھر جب مین نے کوئی نیکی سلب کرلی تو اس نے لوٹانے کا سوال نہ کیا اور میرے غیر سے مانگا۔ کیا اس نے مجھے کبھی ایسا پایا ہے کہ میں نے قبل سوال نہ دیا ہو یا مانگنے والے کی دعا قبول نہ کی ہو کیا میں بخیل ہوں کہ میرا بندہ مجھے ایسا سمجھتا ہے کیا جو دو کرم میرے لئے نہیں، کیا عفو و رحمت میرے ہاتھ میں نہیں۔

کیا میں امید کا محل، پس کون ہے جو مجھ سے قطع تعلق کرے تو کیا لوگ غیروں سے امید لگاتے ڈرتے نہیں۔ اگر تمام اہل آسمان و زمین بیک وقت مجھ سے مانگیں تو میں ان میں سے صرف ایک کو اتنا دوں گا جس کی امید ان سب کو ہو

اور میرے خزانے میں بقدر چیونٹی کے ایک عضو کے کمی نہ ہوگی۔ اور کیسے کمی ہو سکتی ہے جب اس تمام کارخانہ کا بنانے والا میں ہوں ہلاکت ہو اس کے لئے جو میری رحمت سے مایوس ہوا اور تباہی ہو اس کے لئے جس نے میری نافرمانی کی اور مجھ سے امید نہ رکھی۔

3۔ امام سجاد علیہ السلام کی دعا نمبر 1:

۞ تمام تعریف اس اللہ کےلئے جس نے اپنے سواء طلب و حاجت کا ہر دروازہ ہمارے لئے بند کردیا ہے۔۔۔" (دعا نمبر 1، امام سجاد علیہ السلام، صحیفہ سجادیہ)

4۔ اور اس دعا میں مخلوق سے مانگنے کی مزمت ہے:

۞ "اور اپنی احتیاج کے دور کرنے کے لئے تیرا قصد کیا اس نے اپنی حاجت کو اس کے محل و مقام سے طلب کیا اور اپنے مقصد تک پہنچنے کا صحیح راستہ اختیار کیا ۔ اور جو اپنی حاجت کو لے کرمخلوقات میں سے کسی ایک کی طرف متوجہ ہوا یا تیرے علاوہ دوسرے کو اپنی حاجت برآری کا ذریعہ قرار دیا وہ حرماں نصیبی سے دوچار اور تیرا احسان سے محرومی کا سزاوار ہوا۔

(حوالہ، صحیفہ سجادیہ، امام سجاد علیہ السلام، دعا 13)

5۔ ائمہ کی قبور کی زیارت کرنا اور دعا مانگنا ۔

۞ امام محمد بن علی (باقر) علیہ السلام:

"ہماری ولایت بہت سے شہروں کو پیش کی گئی، پر کسی نے بھی ایسے قبول نہیں کی جیسے کوفا نے۔ یہ اس لیے کہ وہاں امام علی علیہ السلام کے پاک مزار ہے۔ اور ایک اور قبر انکے نزدیک ہے وہ ہے امام حسین علیہ السلام کی۔ جو ان کی زیارت کرنے آئےگا، قبر کے قریب دو چار رکعت نماز پڑھیگا ، اور اللہ سے اپنی حاجات طلب کریگا اسکی دعا جلدی پوری ہوگی۔ یقیناً 1000 فرشتہ روزانہ قبر کا گھیرے ہوتے ہیں۔ "

(ثواب العمال، اردو ترجمہ، صفح 189)

✎ اس حدیث میں بھی دعا صرف اللہ سے مانگنے کو بولا جارہا،، حتی کہ بات قبور اور زیارت کی ہورہی۔۔۔ پر مانگنا اللہ سے ہے۔

✎ - یعنی کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں، جو کچھ دوسری عام جگہوں کے مقابلے میں زیادہ افضلیت کی حامل ہوتی ہیں۔ -- * **ان جگہوں پر جاکر صرف و صرف اللہ ہی سے دعا مانگی جائی۔** * جیسا کہ امام کا قول ہے کہ ان کی زیارت کر کے، 2 رکعت نماز پڑھ کے، اللہ سے دعا مانگی جائے، تو دعا ضرور قبول ہوتی۔ ڈاریکٹ ان "قبروں میں مدفون" سے نہیں مانگنا، بلکہ دعا قبول ہوتی تو اللہ کے ان پیاروں کی اس برکت سے، جس کی وجہ سے وہاں پر زمین سے لے کر آسمان تک کے دروازہ کھلے ہوتے، اور فرشتوں کا آنا جانا لگا رہتا۔۔۔

یقیناً کچھ جگہیں/places، اللہ کے نزدیک زیادہ بابرکت اور مقدس ہوتی۔۔۔ جیسے قرآن میں اللہ پاک حضرت موسیٰؑ سے کہتے :

رَبُّكَ فَٱخْلَعْ نَعْلَيْكَۖ إِنَّكَ بِٱلْوَادِ ٱلْمُقَدَّسِ طُوًى
(طه، 20:12)
تو اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو (جالندھری)

یقیناً ایسی جگہوں پر دعا مانگنے سے دعا ۔۔۔ (زیادہ چانسز ہیں) کہ لازمی قبول ہوتی۔۔۔ پر اسکا یہ مطلب یہ نا سمجھنا چاہیے کہ ۔ آیا قبر کے مدفن نے دعا قبول کروائی، یا ان کی سفارش سے کام ہوا۔۔۔ یا کچھ اس طرح۔

(اگر ایسا ہے تو اسکی دلیل میں کوئی ثبوت ہونا چاہیے)

۔6۔ دعا عرفہ، امام حسین علیہ السلام:

"کوئی تیرے جیسا نہیں جس سے سوال کیا جائے اور سوائے تیرے کوئی نہیں جس پر امید رکھی جائے" ۔۔۔۔
" تیرے سوا کوئی ہماری کفایت (مدد) کرنے والا نہیں اور سوائے تیرے کوئی رب نہیں۔"
" جو تیرے بجائے کسی اور کو پسند کرنے لگا اور وہ گھاٹے میں پڑا جو سرکشی کیساتھ تجھ سے پھر گیا کس طرح تیرے غیر سے امید رکھی جا سکتی ہے۔۔۔"
(اقتباسات دعا عرفہ، امام حسین علیہ السلام)

7۔ تعقیبات فجر:

دعائے امام رضاؑ بعد نماز صبح

بِسْمِ اللهِ وَ صَلَّى اللهُ عَلى مُحَمَّدٍوَآلِهِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں ۔ خدا رحمت فرمائے محمدؐ وآل محمدؐ پر

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللهِ إِنَّ اللهَ بَصِيرٌ بِالْعِبادِ

اور میں اپنا معاملہ سپرد خدا کرتا ہوں بے شک خدا بندوں کو دیکھتا ہے

فَوَقاهُ اللهُ سَيِّئاتِ مَا مَكَرُوا لاَ إِلهَ إِلاَّأَنْتَ سُبْحانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

پس خدا اس شخص کو ان برائیوں سے بچائے جو لوگوں نے پیدا کیں۔اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے تیری ذات بیشک میں ظالموں میں سے تھا

فَاسْتَجَبْنَالَهُ وَنَجَّيْناهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ

تو ہم ﴿خدا﴾ نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں ہمارے لیے خدا کافی ہے

حَسْبُنَااللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ

اور بہترین سرپرست ہے پس ﴿مجاہد﴾ خدا کے فضل وکرم سے اسطرح آئے کہ انہیں تکلیف نہ پہنچی تھی

مَا شاءَ اللهُ لاَ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ

جو اللہ چاہے وہ ہوگا نہیں کوئی طاقت وقوت مگر وہ جو اللہ سے ملتی ہے

مَا شاءَ اللهُ لاَ مَا شاءَ النَّاسُ

جو اللہ چاہے وہ ہوگا نہ وہ جو لوگ چاہیں

مَا شاءَ اللهُ وَ إِنْ كَرِهَ النَّاسُ

اور جو اللہ چاہے وہ ہوگا اگرچہ لوگوں پر گراں ہو

حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْبُوبِينَ

میرے لئے پلنے والوں کے بجائے پالنے والا کافی ہے

حَسْبِيَ الْخالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ

میرے لئے خلق ہونے والوں کی بجائے خلق کرنے والا کافی ہے

حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوقِينَ

میرے لیے رزق پانے والوں کی بجائے رزق دینے والا کافی ہے

حَسْبِيَ اللهُ رَبُّ الْعالَمِينَ

جہانوں کا پالنے والا اللہ میرے لیے کافی ہے

حَسْبِي مَنْ هُوَ حَسْبِي حَسْبِي مَنْ لَمْ يَزَلْ حَسْبِي

وہ جو میرے لیے کافی ہے وہی میرے لیے کافی ہے وہ جو ہمیشہ سے کافی ہے میرے لیے کافی ہے

حَسْبِي مَنْ كانَ مُذْ كُنْتُ لَمْ يَزَلْ حَسْبِي حَسْبِيَ اللهُ لاَ إِلهَ إِلاَّ هُوَ

وہ جو کافی ہے میں جب سے ہوں اور کافی رہے گا ،میرے لیے کافی ہے وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبودنہیں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

https://mafatih.net/?p=1855

In Fleeing to God

صحیفه کامله ۔ دعا نمبر 28

شُروع اَللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہر بان نہایت رحم والا ہے

اے اللہ ! میں پورے خلوص کے ساتھ دوسروں سے منه موڑ کر تجھ سے لو لگائے ہوں اور ہمه تن تیری طرف متوجّه ہوں ، اور اس شخص سے جو خود تیری عطا و بخشش کا محتاج ہے ، منه پھیر لیا ہے ۔ اور اس شخص سے جو تیرے فضل و احسان سے بے نیاز نہیں ہے ،سوال کا رخ موڑ لیا ہے ۔ اور اس نتیجه پر پہنچا ہوں که محتاج کا محتاج سے مانگنا سراسر سمجھ بوجھ کی سبکی اور عقل کی گمراہی ہے ۔ کیونکه اے میرے اللہ ! میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو تجھے چھوڑ کر دوسروں کے ذریعه عزت کے طلب گار ہوئے تو وہ ذلیل و رسوا ہوئے ۔ اور دوسروں سے نعمت و دولت کے خواہشمند ہوئے تو فقیر و نادار ہی رہے ۔ اور بلندی کا قصد کیا تو پستی پر جا گرے ۔ لہذا ان جیسوں کو دیکھنے سے ایک دور اندیش کی دوراندیشی بالکل برمحل ہے که عبرت کے نتیجه میں اسے توفیق حاصل ہوئی اور اس کے (صحیح) انتخاب نے اسے سیدھا راسته دکھایا ۔ جب حقیقت یہی ہے ۔ تو پھر اے میرے مالک ! تو ہی میرے سوال کا مرجع ہے نه وہ جس سے سوال کیا جاتا ہے ۔ اور تو ہی میرا حاجت روا ہے نه وہ جن سے حاجت طلب کی جاتی ہے اور ان تمام لوگوں سے پہلے جنہیں پکارا جاتا ہے تو میری دعا کے لۓ مخصوص ہے اور میری امید میں تیرا کوئی شریک نہیں ہے ۔ اور میری دعا میں تیرا کوئی ہم پایه نہیں ہے ۔ اور میری آواز تیرے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتی ۔ اے اللہ ! عدد کی یکتائی ، قدرت کامله کی کارفرمائی اور کمال قوّت و توانائی اور مقام رفعت و بلندی تیرے لۓ ہے اور تیرے علاوہ جو ہے وہ اپنی زندگی میں تیرے رحم و کرم کا محتاج ، اپنے امور میں درمانده اور اپنے مقام پر بے بس و لاچار ہے ۔ جس کے حالات گوناگوں ہیں اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹتا رہتا ہے ۔ تو مانند و ہمسر سے بلند تر اور مثل و نظیر سے بالا تر ہے تو پاک ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ۔

http://www.duas.org/mobile/sahifasajjadia-dua28-fleeing-for-protection.html

مولا علیؑ کی وصیت

✐ مولا علیؑ ہمارے مولا ہیں، ہمارے آقا ہیں، ہمارے سردار ہیں، ہمیں انکی اتباع کرنی ہیں۔ وہ ولایت کا سرچشمہ ہیں، وہ انشاء اللہ ہمارے شفاعت کرنے والے ہیں۔ --- اور انکی اتباع اسی میں ہے کہ --- انھوں نے اور انکی آل نے ہمیں یہی سکھایا کہ مخلوق سے مایوس ہوکر، خالصاً خالق کو پکارو۔۔ ** اور خود مولاؑ اپنے بیٹے حسنؑ کو وصیت کرتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں اسنے تم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اورقبولیت کی ضمانت دی ہے اور تمہیں مامور کیا ہے کہ تم سوال کرو تاکہ وہ عطا کرے اور تم طلب رحمت کرو تاکہوہ تم پر رحم کرے اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب نہیں رکھا ہے اور نہ تمہیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے ۔"
(نہج البلاغہ، وصیت 31)

کیا انبیاء و ائمہ اللہ کی مخلوق نہیں ہیں؟

✐ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر- انبیاء/اولیاء/ائمہ بہت کچھ ہوسکتے، اور بےشک اللہ تعالیٰ نے انکو بہت اختیارات دیے ہیں، بہت بڑا رتبہ دیا۔ لیکن اسکے باواجود ہم کسی بھی فارمولے کے تحت یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ یہ ہستیاں اللہ کی مخلوق نہیں۔ وہ اللہ کی مخلوق ہیں، اللہ نے انہیں خلق کیا، اور اوپر والی ساری احادیث میں یہی ملتا کہ **" اللہ کی مخلوق سے اپنے حاجات طلب مت کرو"!** اور مولا علیؑ نے تو یہاں تک کہہ دیا **"کسی سفارش کرنے والے کا محتاج نہیں بنایا"**
اس لیے حدیث میں جب یہ جملہ آتا، "اللہ کی مخلوق کو نہ پکارو" تو اس میں انکی خود کی ذات بھی شامل ہوجاتی۔ (اور آپ کہہ نہیں سکتے "وہ اللہ کی مخلوق نہیں")
جبکہ انھوں نے نہ انکی آل نے، کسی نے بھی، کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ: "ہم سے دعا مانگو، ہمیں پکارو!"
بلکہ انکا درس ہمیشہ اس کے برخلاف رہا!

نیچے والی روایت اس کی واضح طور پر تلقین کرتی:

✪ حضرت امام صادقؑ اور سائل شکور

مسمع بن عبدالملک سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیه السلام منیٰ میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک سائل خدمت میں حاضر ہو۔ آپ نے کسی کو حکم دیا کہ اسے انگور کا ایک خوشہ دیا جائے۔ سائل نے عرض کیا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اگر پیسہ ہے تو دیا جائے۔ پس آنحضرت نے فرمایا: "اللہ تجھے وسعت دے۔" مگر کچھ دیا نہیں۔
اس کے بعد دوسرا سائل خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے تین دانہ انگور دست مبارک سے اٹھا کر اسے مرحمت فرمایا۔ سائل نے اٹھا لیا اور کہا:
الحمد للّٰہ رب العالمین الذی رزقنی۔ "ساری حمد و ثنا تمام عالم کے پروردگار کے لیے ہے جس نے مجھے روزی عطا کی۔

فرمایا: ٹھرجائو! دونوں دست مبارک ہتھیلیوں تک انگور کے دانوں سے پُر کرکے دو مرتبہ اور دیا۔ سائل دوبارہ شکر خدا باجالایا۔
آنحضرتؑ نے پھر فرمایا: ذرا اور ٹھرجا۔ جب وہ کھڑا رہا تو آپ نے اپنے غلام سے دریافت فرمایا تیرے پاس کتنے پیسے موجود ہیں؟ عرض کیا تقریباً بیس درہم۔ آپ نے سائل کو دے دیئے۔ اس نے اُٹھا کر کہا:
"الحمد للّٰہ رب العالمین ھذا منک وحدک لاشریک لک۔"

ساری تعریفیں تمام عالم کے پروردگار کے لیے مخصوص ہیں۔ خدایا، یہ روزی تیری طرف سے ہے۔ تو یکتا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔"

چوتھی مرتبہ فرمایا: ابھی ٹھرجاؤ۔ اپنی قمیض اتار کر اُسے دی اور فرمایا: اسے پہن لو۔ سائل نے اُسے پہن لیا اور اس خدا کا شکر ادا کیا جس نے اُسے لباس دیا اور خوش و خرم کیا۔ اس وقت سائل نے حضرت کی طرف متوجه ہوکرکہا: اے بندہ خدا اللہ تعالیٰ تجھے اچھا صلہ عطا کرے اور روانہ ہوگیا۔
مسمع راوی کہتا ہے اگر سائل امامؑ کی طرف متوجه نہ ہوتا اور صرف خدا کی حمد بجالاتا تو آپ مزید عطیه کا سلسلہ جاری رکھتے۔

(کتاب گناہانِ کبیرہ از دستغیب شیرازی، اردو، ج 1، ص 36)

حدیث: اگر سوال کرو تو سوال کرو اللہ سے، اگر مدد مانگو تو مدد مانگو اللہ سے:

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (توبہ، 9:51)

ان سے کہو " ہمیں ہرگز کوئی (برائی یا بھلائی) نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے ، اللہ ہی ہمرا مولی ہے اور اہل ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے (فی ظلل القرآن)

Narrated Ibn 'Abbas [radhi-yAllahu 'anhu]: Once I was behind the Prophet (ﷺ) and he said: "O boy, I will teach you a few words:

a) Be loyal and obedient to Allah [worship Him (Alone)], remember Him always, obey His Orders. He will save you from every evil and will take care of you in all the spheres of life.

b) Be loyal and obedient to Allah, you will find Him near (in front of you), i.e. He will respond to your requests.

c) If you ask, ask Allah.

d) If you seek help, seek help from Allah.

e) Know that if all the people get together in order to benefit you with something, they will not be able to benefit you in anything except what Allah has decreed for you. And if they all get together in order to harm you with something, they will not be able to harm you in anything except what Allah has decreed for you. The pens have stopped writings [Divine (Allah's) Preordainments]. And (the ink over) the papers (Book of Decrees) have dried."
(This Hadith is quoted from Sahih At-Tirmidhi)

English footnote (Hilali): (at 57:22)
https://abdurrahmanorg.files.wordpress.com/2019/04/the-noble-quran.pdf (page: 742)

عریضه:

15 شعبان کا عریضه بھی کچھ اسی مفہوم میں آتا۔ آپ اپنے زندہ امام کی خدمت میں اپنے حالات سنانے کے لیے ایک خط انکی خدمت میں بھیج رہے۔ اب ان تک یه بات پہنچتی که نہیں پہنچتی، کچھ نہیں پتا۔ پر دلجوئی کے خاطر کرلیتے۔ پر اس عمل میں "یا علی مدد" خود بخود ریجیکٹ ہوجاتا۔ یه دونوں عمل آپس میں متضاد ہیں۔ جب بیٹھے بٹھائے امام آپ کی دل کی بات بھی سن لیتے ہوں، تو پھر عریضی کی کیا ضرورت ہے جو سال میں صرف ایک بار ہو، وہ بھی ایک خاص وقت خاص طریقه سے۔
اگر عرضی درست ہے تو "یا علی مدد" غلط ہے، اور اگر "یا علی مدد" درست ہے تو عرضی فضول ہے؟

اور ویسے تو دونوں ہی غلط ہیں، بندے کو اپنی حاجات صرف اللہ سے کرنی چاہییں۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو امام زمانه ہی کے وسیلے سے آپ کی امداد بھی کردیگا۔۔۔ جیسے بیبی مریمؑ کے قصه میں آتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابُ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۗ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ
(آل عمران، 3:37)
جب کبھی بھی زکریا ؑ ان کے پاس جاتے تھے محراب میں تو ان کے پاس رزق پاتے وہ پوچھتے اے مریم ؑ ! تمہیں یہ چیزیں کہاں سے ملتی ہیں ؟ وہ کہتی تھیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بےحساب عطا کرتا ہے۔

✐ قرآن ہمیں یہی سکھاتا اللہ سے دعا کرو، ائمهؑ یہی کہتے اللہ کو پکارو۔ پھر معلوم نہیں ہم کس کی اتباع میں لگ گئے ہیں، که نه قرآن کی سنتے ہیں، نه رسول اللہ ﷺ کی اور نه اماموں کی۔

7۔ محبت میں غلو!

وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَـٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّـٰمُ ٱلْغُيُوبِ

(مائدہ، 5:116)

اور جب اللہ فرمائے گا کہ "اے عیسٰی ؑ بن مریم ؑ! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو؟ "تو وہ جواب میں عرض کرے گا "سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ

(مائدہ، 5:117)

میں نے اُن سے اُس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا، یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی میں اُسی وقت تک ان کا نگراں تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگراں تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگراں ہیں

✐ پھر اسی انداز سے مولا علی علیہ السلام سے اگر سوال ہوا: "کیا تم نے انہیں کہا تھا کہ آپ کو دعا کے لیے پکاریں، یا آپ کی آل میں سے کسی کو؟"
تو یقیناً انکا جواب بھی اس سے مختلف نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خود ہی پہلے ہی بول کر گئے:

🕮 "میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوئے: ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے، اور ایک وہ دشمنی رکھنے والا جو عداوت رکھے۔ —

(نہج البلاغہ، حکمت 117)

🕮 اور مولا کی وصیت کا ذکر تو ہم پہلے کر ہی آئے، کہ مولا کہتے "صرف اللہ سے دعا کرو۔" اور مزید وہ آخر وہ کہتے: "اللہ نے اپنے اور بندے کے بیچ میں کوئی سفارشی نہیں رکھا!" (چیک صفحة:57)

8۔ انبیاء کا مشن و مقصد در قرآن

قرآن میں انبیاء کا کردار و مشن

(اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ذات کو قرآن میں کس انداز سے پیش کیا؟)

Messengers: No More Than Humans Except They Got The Message to Deliver.

✐اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ انسانیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔
اس میں کوئی شک نہیں اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ عمل و کردار میں وہ best of the best تھے۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانیت کے لیے نمونہ عمل تھے۔

پر ان سب باتوں کی صداقت کے باوجود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کبھی انکو سپر مین کے طور پر پیش نہیں کیا۔
اور نا ہی انبیاء و اولیاء نے کبھی اس طرح کا خود ہی اپنے لیے دعویٰ کیا۔

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ

(مائدہ، 5:75)

مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا' اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے' اس کی ماں راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے ساتھ حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں ۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ وَمَا كَانَ لَنَآ أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَٰنٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ

(ابراھیم، 14:11)

ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے ۔ اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

وَمَا مَنَعَ ٱلنَّاسَ أَن يُؤْمِنُوٓا۟ إِذْ جَآءَهُمُ ٱلْهُدَىٰٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَبَعَثَ ٱللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا

(اسراء، 17:94)

لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا؟

وَقَالُواْ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأۡكُلُ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشِي فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ لَوۡلَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُۥ نَذِيرًا

(فرقان، 25:7)

اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے؟ کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو کر ڈرانے والا بن جاتا۔

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِۗ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٖ فِتۡنَةً أَتَصۡبِرُونَۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا

(فرقان، 25:20)

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنا دیا۔ کیا تم صبر کرو گے؟ تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

وَمَا جَعَلۡنَٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَمَا كَانُواْ خَٰلِدِينَ

(انبیاء، 21:8)

ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

وَلَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّن قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ أَزۡوَٰجًا وَذُرِّيَّةًۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأۡتِيَ بِـَٔايَةٍ إِلَّا بِإِذۡنِ ٱللَّهِۗ لِكُلِّ أَجَلٖ كِتَابٌ

(رعد، 13:38)

ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا، کسی رسول سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی نشانی بغیر اللہ کی اجازت کے لے آئے۔ ہر مقررہ وعدے کی ایک لکھت ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٞ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهِ ٱلرُّسُلُۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوۡ قُتِلَ ٱنقَلَبۡتُمۡ عَلَىٰٓ أَعۡقَٰبِكُمۡۚ وَمَن يَنقَلِبۡ عَلَىٰ عَقِبَيۡهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيۡـٔٗاۗ وَسَيَجۡزِي ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ

(آل عمران، 3:144)

(حضرت) محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں، تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔

(جوناگڑھی)

قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ

(انعام، 6:50)

آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کی اتباع کرتا ہوں آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتا ہے۔ سو کیا تم غور نہیں کرتے؟

قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ ٱلسُّوٓءُ ۚ إِنْ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

(اعراف، 7:188)

آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا

(احزاب، 33:40)

(لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ تعالی ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے۔

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِكُمۡ‌ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يَرۡحَمۡكُمۡ اَوۡ اِنۡ يَّشَاۡ يُعَذِّبۡكُمۡ‌ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا

(اسراء، 17:54)

تمہارا رب تم سے خوب واقف ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو تم پر رحم فرمائے گا یا اگر چاہے گا تو تمہیں عذاب دے گا اور (اے نبی !) ہم نے آپ کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا———

(ڈاکٹر اسرار احمد)

وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَآ أَشْرَكُوا۟ ۗ وَمَا جَعَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ

(انعام، 6:107)

اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان کا نگران نہیں بنایا۔ اور نہ آپ ان پر مختار ہیں!

✐ جب مولا علیؑ کا بھی مولا، مولا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قرآن ہی کی زبانی فرمائے: نہ میں تمھارے اوپر "حفیظ" ہوں اور نا ہی "وکیل"۔ تو پھر ائمہ علھم السلام کے لیے ہم کیسے اخذ کرلیتے کہ وہ ہمارے اوپر ہر وقت نگھبان اور محافظ ہیں؟ بلکہ وہ ہستاں تو ہستیاں ہم نے تو انکے عَلم، اور عَلم کے سائے کو بھی اپنے اوپر محافظ بنا ڈالا ہے۔ ایک بے جان چیز کو۔ جھاں اللہ کی ذات ہی ہر جگہ ہر وقت بندہ کے لیے محافظ ہوتی، تبھی لفظ "اللہ حافظ" اور "خدا حافظ" وجود میں آیا۔ پر ہم نے اپنی زندگیوں سے اللہ نکال دیا۔۔۔ اور لے آئے "علی وارث"، اور "مولا نگھبان"۔ قرآن کے الفاظ واضح طور پر آپکے سامنے ہیں۔ میں کچھ بھی نہی کہہ رہا۔ میں بس قرآن کے الفاظ آپکو دکھا رہا۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہے، نا تم ان کے اوپر محافظ ہو اور نا ہی ان کے وکیل اور سفارشی ہو۔ اور یہ تو نبی اکرمﷺ کی ذات کے لیے کہہ رہے، پھر نبی سے نیچے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!

اور مزید، غور طلب بات یہ ہے کہ اس آیت کا پہلے حصہ "شرک" کے متعلق ہے۔ مطلب غور و خوض کرنے والوں کے لیے ایک نشانی ہے کہ اگر تم نے انکو اپنا حفیظ و وکیل سمجھ لیا تو، جان لو کہ اسکا تعلق شرک سے ہے۔

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَٱسْتَقِيمُوٓا۟ إِلَيْهِ وَٱسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ

(فصلت، 41:6)

آپ کہہ دیجئیے! کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لیے (بڑی ہی) خرابی ہے۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهِۦ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا۟ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَآءَ مَعَهُۥ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَآ أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ وَكِيلٌ

(ھود، 11:12)

پس شاید کہ آپ اس وحی کے کسی حصے کو چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی جاتی ہے اور اس سے آپ کا دل تنگ ہے، صرف ان کی اس بات پر کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اترا؟ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ ہی آتا، سن لیجئے! آپ تو صرف ڈرانے والے ہی ہیں اور ہر چیز کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔

قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ ٱلرُّسُلِ وَمَآ أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِى وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ وَمَآ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ

(احقاف، 46:9)

آپ کہہ دیجئے! کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علیالاعلان آگاہ کر دینے والا ہوں۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا۟ فَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ۗ وَإِنَّآ إِذَآ أَذَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ كَفُورٌ

(شوریٰ، 42:48)

اگر یہ منھ پھیرلیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے، ہم جب کبھی انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے اور اگر انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو بےشک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

وَقُلْ إِنِّىٓ أَنَا ٱلنَّذِيرُ ٱلْمُبِينُ

(حجر، 15:89)

اور کہہ دیجئے کہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

(سبا، 34:2)

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بےعلم ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

(فتح، 48:8)

یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

✐ اوپر کی ساری آیات پڑھنے کے بعد، مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی (ان آیات کو اگر سمرائیز کریں تو): اے نبی تم انکے اوپر نگھبان نہیں ہو، تم انکے وکیل نہیں ہو۔ تم صرف بشیر و نذیر ہو (خوشخبری دینے والے، اور ڈرانے والے)، تمھارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔ اور انبیاء نے بھی یہی کہا: میں غیب نہیں

جانتا، اگر جانتا ہوتا تو اپنے ہی لیے بڑا منافع ہاتھ کرلیتا۔ نا میں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ، اور نا ہی میں کوئی فرشتہ ہوں، میں بس تمہارے جیسا بشر ہوں، بس فرق یہ ہے کہ میرے اوپر وحی نازل ہوتی۔ (ایک پیغام جس کو مجھے جوں توں صرف پہنچا دینا ہے۔) مجھے اپنے نفس پر بھی کوئی اختیار نہیں۔ مجھے تو یہ تک نہیں معلوم کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کِیا جائیگا۔۔۔ مزید اللہ کہتا ہے، یہ انبیاء بھی تم ہی میں سے ہیں، تمہاری طرح ہی کھاتے پیتے ہیں، ان کے جسم کو ایسا نہیں بنایا کہ کھاتے پیتے نہ ہوں۔ بلکہ تمہاری طرح بیوی بچوں والے ہیں، اور بازاروں میں چلتے ہیں۔

☜ اور یہ سب باتیں غور کرنے سے پتا چلتا ہےکہ، اللہ تعالیٰ نے یہ سب باتیں قرآن میں اس لیے فرمائی، تاکہ لوگوں کے اندر اُس سوچ/ اُس منطق و فلاسافی کو ختم کیا جائے جو قرآن سے پہلے، دوسری امتوں میں پیدا ہوچکی تھیں۔ یعنی انہوں نے توحید کا درس چھوڑ دیا تھا، اور توحید سے نیچے، انبیاء، و اولیاء اور اپنے احبار اور رہبان (پیروں اور مرشدوں) کو ہی اپنا رب بناڈالا تھا۔ اور یہ اس لیے ہوتا کہ ہمارے علماء حضرات اللہ کا ذکر نہیں کرتے، اور انبیاء اور اولیاء کو زیادہ بڑا بنا کر پیش کرتے، اور شاید وہی کرتے جو پہلے کی امتیں کرتی ہوئی آئیں۔ اور اس طرح لوگوں میں تاثر بھیٹ جاتا کہ بس یہی ہستیاں ہیں جن سے آپ کو ہدایت ملے گی، مدد ملے گی، ہر چیز ملے گی۔ حتی کے وفات کے بعد بھی ملے گی۔ پر قرآن کا لہجہ اس منطق کے بالکل مخالف ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ ٱللَّهُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا۟ عِبَادًا لِّى مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَـٰكِن كُونُوا۟ رَبَّـٰنِيِّـۧنَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ ٱلْكِتَـٰبَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

(ال عمران، 3:79)

کسی انسان کا کام یہ نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ ‘ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو‘ جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ

(توبہ، 9:31)

انہوں نے اپنے احبارو رہبان کو رب بنا لیا ۔

✐ اور اس سوچ کو ختم کرنے کے لیے، (کہ کہیں تم بھی پچھلی امتوں کے نقش قدم پر نا چل پڑو۔) اللہ تعالیٰ کچھ مزید سخت آیات قرآن میں پیش کرتے:

(سیٹ بیٹ ٹائیٹ باندھ لیں، آپکو شدید جھٹکے لگ سکتے!)

تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ٤٣، وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ ٤٤، لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ ٤٥، ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ ٤٦، فَمَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حَاجِزِيۡنَ ٤٧

(69 حاقه)

یہ ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے، اور اگر اس (نبی) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی، تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر اس کی گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّهۡلِكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ

(مائدہ، 5:17)

اے نبی! ان سے کہو کہ اگر خدا مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کردینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھ سکے؟ اللہ تو زمین اور آسمانوں کا اور ان سب چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان پائی جاتی ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اس کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔

وَاِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِىَ نَفَقًا فِى الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاۡتِيَهُمۡ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمۡ عَلَى الۡهُدٰى فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ

(انعام، 6:35)

اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا، سو آپ نادانوں میں سے نہ ہوجائیے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ

(بقرہ، 2:120)

اور (اے نبی ﷺ !) اگر آپ ﷺ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آچکا ہے، تو نہیں ہوگا اللہ کے مقابلے میں آپ ﷺ کے لیے کوئی مددگار اور نہ حمایتی۔

وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِىَ عَلَيۡنَا غَيۡرَهٗ ‌ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡكَ خَلِيۡلًا

(اسراء، 17:73)

اور (اے نبی !) یہ لوگ تو اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ آپ کو فتنے میں ڈال کر اس چیز سے ہٹا دیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے تاکہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور چیز گھڑ کر ہم سے منسوب کردیں اور اگر آپ ایسا کرتے تب تو یہ لوگ آپ کو اپنا گاڑھا دوست بنا لیتے۔ (اسرار احمد)

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰكَ لَقَدۡ كِدْتَّ تَرۡكَنُ اِلَيۡهِمۡ شَيۡـئًا قَلِيۡلًا

(اسراء، 17:74)

اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو عین ممکن تھا کہ آپ ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک ہی جاتے (اسرار احمد)

اِذًا لَّاَذَقۡنٰكَ ضِعۡفَ الۡحَيٰوةِ وَضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيۡنَا نَصِيۡرًا

(اسراء، 17:75)

لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں دنیا میں بھی دو ہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور آخرت میں بھی دوہرے عذاب کا ، پھر ہمارے مقابلے میں تم کوئی مددگار نہ پاتے۔ (فی ظلل القرآن)

وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ يُّلۡقٰٓى اِلَيۡكَ الۡكِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ ظَهِيۡرًا لِّلۡكٰفِرِيۡنَ

(قصص، 28:86)

تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی ، یہ تو محض تمہارے رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے) پس تم کافروں کے مددگار نہ بنو۔ (فی ظلل القرآن)

قُلۡ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّىۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ

(انعام، 6:15)

کہو ‘ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں کہ ایک بڑے (خوفناک) دن مجھے سزا بھگتنی پڑے گی - (فی ظلل القرآن)

فَاِنۡ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخۡتِمۡ عَلٰى قَلۡبِكَ‌ؕ وَيَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ وَيُحِقُّ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ‌ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (شوریٰ، 42:24)

اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے اور اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنی باتوں سے حق ثابت کرتا ہے بےشک وہ سینوں کو چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ وہی ہے جو اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے۔ (نجفی)

9۔ ہدایت / هدىٰ / Guidance

ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے! اگر کوئی سمجھتا ہے اسکی ہدایت کا سرچشمہ اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور ذات ہے، تو اُس کے لیے اللہ پاک نے قرآن میں یہ پیغام بہت واضح اور کلیئر الفاظوں بھیجا ہے۔

ٱللَّهُ نَزَّلَ أَحۡسَنَ ٱلۡحَدِيثِ كِتَٰبًا مُّتَشَٰبِهًا مَّثَانِيَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُودُ ٱلَّذِينَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمۡ وَقُلُوبُهُمۡ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِۚ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهۡدِي بِهِۦ مَن يَشَآءُۚ وَمَن يُضۡلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنۡ هَادٍ

(زمر، 39:23)

اللہ نے بہترین کلام نازل کیا ہے کتاب کی صورت میں جس کے مضامین باہم مشابہ ہیں اور بار بار دہرائے گئے ہیں اس (کی تلاوت) سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں(جلد/جسم) اور ان کے دل اللہ کی یاد کے لیے نرم پڑجاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور جس کو اللہ گمراہ کر دے پھر اس کے لیے کوئی ہادی نہیں۔

أَلَيۡسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبۡدَهُۥۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦۚ وَمَن يُضۡلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنۡ هَادٍ

(زمر، 39:36)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔

أَفَرَءَيۡتَ مَنِ ٱتَّخَذَ إِلَٰهَهُۥ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ ٱللَّهُ عَلَىٰ عِلۡمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمۡعِهِۦ وَقَلۡبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَٰوَةً فَمَن يَهۡدِيهِ مِنۢ بَعۡدِ ٱللَّهِۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

(جاثیہ، 45:23)

کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش ہی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ نے اسے گمراہ کر رکھا ہے اس کے علم کے باوجود اور اللہ نے اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے تو اللہ کے (اس فیصلے کے) بعداب کون اسے ہدایت دے سکتا ہے تو کیا تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

قُلۡ إِنِّي لَآ أَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرّٗا وَلَا رَشَدٗا (جن، 72:21)

کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۔(جن، 72:23)
میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچادوں۔

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ‌ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى‌ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ‌ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ (بقرہ، 2:120)
یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کرلیں، تو آپ کہہ دیجیے ہدایت تو بس اللہ کی ہدایت ہے، اور اگر آپ علم کے آنے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو پھر خدا کے عذاب سے بچانے والا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ مددگار۔ (جوادی)

لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۔ ۞ (بقرہ، 2:272)
(اے محمدﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔

وَلَا تُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّا لِمَنۡ تَبِعَ دِيۡنَكُمۡؕ قُلۡ اِنَّ الۡهُدٰى هُدَى اللّٰهِۙ اَنۡ يُّؤۡتٰٓى اَحَدٌ مِّثۡلَ مَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ اَوۡ يُحَآجُّوۡكُمۡ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ‌ؕ قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ‌ۚ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (3:73)
اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو خدا ہی کی ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں خدا کے روبرو قائل معقول کر سکیں گے یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی (فضل) خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا کشائش والا (اور) علم والا ہے (جالندھری)

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۞ (3:138)
یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بیان صریح اور اہلِ تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے

قُلۡ اَنَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعۡقَابِنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسۡتَهۡوَتۡهُ الشَّيٰطِيۡنُ فِى الۡاَرۡضِ حَيۡرَانَ • لَهٗۤ اَصۡحٰبٌ يَّدۡعُوۡنَهٗۤ اِلَى الۡهُدَى ائۡتِنَا ‌ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى‌ؕ وَاُمِرۡنَا لِنُسۡلِمَ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَۙ (6:71)
اے نبی ﷺ ان سے پوچھو کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان؟ اور جب اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا چکا ہے تو کیا اب ہم الٹے پاؤں پھرجائیں؟ کیا ہم اپنا حال اس شخص کا سا کرلیں جسے شیطانوں نے صحرا میں بھٹکا دیا

ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو، درآں حالیکہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہوں کہ ادھر آؤ، سیدھی راہ موجود ہے؟ کہو " حقیقت میں صحیح راہنمائی تو صرف اللہ ہی کی رہنمائی ہے اور اس کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ مالک کائنات کے آگے سراطاعت خم کر دو" (فی ظلل القرآن)

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ (قصص، 28:56)
(اے نبی ﷺ !) تم جسے چاہو ، اسے ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ، ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔ (فی ظلل القرآن)

فَرِيۡقًا هَدٰى وَ فَرِيۡقًا حَقَّ عَلَيۡهِمُ الضَّلٰلَةُ‌ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ۞ (اعراف، 7:30)
اس نے ایک گروہ کو ہدایت دی ہے اور ایک پر گمراہی مسلط ہوگئی ہے کہ انہوں نے شیاطین کو اپنا ولی بنالیا ہے اور خدا کو نظر انداز کردیا ہے اور پھر ان کا خیال ہے کہ وہ ہدایت یافتہ بھی ہیں۔

وَنَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ‌ۚ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ هَدٰٮنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهۡتَدِىَ لَوۡلَاۤ اَنۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ‌ ۚ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَـقِّ‌ ؕ وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡكُمُ الۡجَـنَّةُ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۞ (اعراف، 7:43)
ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کدورت ہوگی اسے ہم نکال دیں گے ۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ "تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر خدا ہماری رہنمائی نہ کرتا ، ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول حق ہی لے کر آئے تھے۔ " اس وقت ندا آئے گی کہ " یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان اعمال کے بدلے مین ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے ۔

(✐ بے شک رسول حق لے کر آئے، اور ان کی اتباع میں بھی "ہدایت" صرف اللہ دیتا ہے، اور اللہ والے اس دنیا و آخرت میں یہی کہتے ہیں۔ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ هَدٰٮنَا لِهٰذَا)

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّـنۡظُرُ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَ لَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ۞ (یونس، 10:43)
اور ان میں کچھ ہیں جو آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو بھی ہدایت دے سکتے ہیں چاہے وہ کچھ نہ دیکھ پاتے ہوں؟

اِنۡ تَحۡرِصۡ عَلٰى هُدٰٮهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّضِلُّ‌ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۞ (نحل، 16:37)
اگر آپ کو خواہش ہے کہ یہ ہدایت پاجائیں تو اللہ جس کو گمراہی میں چھوڑ چکا ہے اب اسے ہدایت نہیں دے سکتا اور نہ ان کا کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔

وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ (اعلی، 87:3)
اور جس نے (ہر شے کا) اندازہ مقرر کیا پھر اسے (فطری) ہدایت عطا فرمائی۔
(اسرار احمد)

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ (لیل، 92:12)
بیشک راہ دکھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدَىٰ (ضحیٰ، 93:7)
اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی؟

📖 اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا

ووجدک ضالاً فھدی لفظ ضال کے معنی گمراہ کے بھی آتے ہیں اور ناواقف و بےخبر کے بھی، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں کہ نبوت سے پہلے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شریعت الٰہیہ کے احکام اور علوم سے بیخبر تھے، اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو منصب نبوت پر فائز فرما کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رہنمائی فرمائی۔ (تفسیر جلالین)

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۭ
(ھود، 11:34)
اب اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں ، تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جب کہ اللہ ہی نے تمہیں بھٹکا دینے کا ارادہ کرلیا ہو ، وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے

✎ لفظ ہدایت کو لےکر قرآن میں آیات بہت ہیں، اور روٹ ورڈ "ھ د ی" 12 مشتقوں کے ساتھ قرآن میں 316 بار آیا۔

✎ بے شک، اللہ کے رسول حق لے کر آئے، اور ان کی اتباع ہی اللہ کی طرف ہدایت کرتی۔ پر اسکے باوجود اوپر کی آیات واضح کہتی ہیں۔ **ہدایت صرف اللہ دیتا ہے۔** اور اللہ کہتا ہے نبی اکرمﷺ سے: آپ کا کام نہیں ہے ہدایت دینا (بقرہ، 272)، اور نبی اکرم ﷺ قرآن میں خود کہتے ہیں، مرا کام نہیں ہے، بلکہ میرا کام تو بس پہنچا دینا ہے (جن، 23)۔ اور مومنین کا یہ شیوا نہیں کہ اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو ہدایت کا کریڈٹ دیں۔ بلکہ وہ تو جنت میں بھی یہی کہیں گے: **وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ** (اعراف، 43)۔

10۔ جو قبروں میں ہیں تم انکو نہیں سنا سکتے

وَمَآ أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي ٱلْقُبُورِ
(فاطر، 35:22)
اور (اے نبی ﷺ !) آپ نہیں سنا سکتے انہیں جو قبروں کے اندر ہیں۔

قرآن کے واضح الفاظ تو یہی کہتے کہ تم ان کو جو قبروں میں ہیں نہیں سنا سکتے۔ پر دو حوالہ ایسے ملتے ہیں جن میں رسولوں نے اپنی قوموں کو انکو تباہ ہوجانے کے بعد مخاطب ہوکر خطاب کیا۔۔۔ جیسے:

فَأَخَذَتْهُمُ ٱلرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُواْ فِي دَارِهِمْ جَـٰثِمِينَ
(اعراف، 7:78)
(قوم ثمود) تو انہیں آپکڑا زلزے نے پھر وہ پڑے رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَـٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَـٰكِن لَّا تُحِبُّونَ ٱلنَّـٰصِحِينَ
(اعراف، 7:79)
تو (صالح ؑ نے) ان سے پیٹھ موڑ لی اور کہا کہ اے میری قوم کے لوگو ! میں نے تو تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور میں نے (امکان بھر) تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم تو خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

اور

ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْاْ فِيهَا ۚ ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ شُعَيْبًا كَانُواْ هُمُ ٱلْخَـٰسِرِينَ
(اعراف، 7:92)
وہ لوگ جنہوں نے شعیب ؑ کو جھٹلایا تھا ایسے ہوگئے کہ جیسے کبھی اس بستی میں بسے ہی نہیں تھے جن لوگوں نے شعیب ؑ کی تکذیب کی وہی ہوئے خسارے والے۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَـٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَـٰلَـٰتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ ءَاسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَـٰفِرِينَ
(اعراف، 7:93)
تو وہ ان کو چھوڑ کر چل دیا یہ کہتے ہوئے کہ اے میری قوم کے لوگو ! میں نے تو تمہیں پہنچا دیے تھے اپنے رب کے پیغامات اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تھی تو اب میں کیسے افسوس کروں اس قوم پر جس نے کفر کیا ہے!

✐ ان آیات کی تشریح تفسیر نمونہ سے پیش کی جاتی:

🕮 تشریح از تفسیر نمونہ:

آیت 78، 79 کے ضمن میں تفسیر نمونہ نے یہ الفاظ لکھیں ہیں:
"زیر بحث آیت کے آخر میں فرمایاگیا ہے:اس کے بعد صالح (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیااور ان سے کہا: میں نے اپنے پروردگار کی رسالت(پیغام رسانی) کا حق ادا کردیا، اور جو کہنے چاہئے تھا وہ تم سے کہہ دیا، میں نے تمھاری نصیحت اور خیر خواہی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، لیکن (بات یہ ہے کہ) تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے (فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَاتُحِبُّونَ النَّاصِحِين) ۔

یہاں پھر ایک سوال پیش آتا ہے ، وہ یہ کہ حضرت صالح (علیہ السلام) نے یہ گفتگو جو کی ہے وہ ان (قوم ثمود) کی نابودی کے بعد تھی یا یہ گفتگو ان کے انجام سے قبل اتمام حجت کے طور پر تھی، اگر چہ قرآن میں اس کا ذکر ان کے مرنے کو بیان کرنے کے بعد کیا گیا۔

دوسرا احتمال اس خطاب کے ظاہر سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، کیوں کہ ان کے ساتھ گفتگو کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس وقت زندہ تھے لیکن پہلا احتمال بھی زیادہ بعید نہیں ہے، کیوں کہ ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے افراد کی عبرت کے لئے اس قسم کی گفتگو مرنے والوں کی روح کو مخاطب کر کے کی جاتی ہے، جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کے واقعات میں ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے جنگ جمل کے بعد طلحہ کے لاشہ کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا:

اے طلحہ! تم نے اسلام میں قابل قدر خدمات انجام دیں لیکن افسوس یہ کہ تم نے ان کو اپنے لئے محفوظ نہ کیا ۔

نیز نہج البلاغہ کے آخر میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جب جنگ صفین سے پلٹ رہے تھے تو آپ (علیہ السلام) نے دروازہ کوفہ کی پشت پر قبرستان کی طرف منہ کرکے ارواح رفتہ گان پر سلام کیا بعد ازاں ان سے فرمایا:

تم اس قافلہ کے آگے آگے چلے گئے ہم بھی تمھارے پیچھے پیچھے آتے ہیں "

(تفسیر نمونہ):(http://tafseerenamoona.net/topicResult/1203)

✍ **یعنی، ایسی گفتگو، جو زندہ ہیں ان کو عبرت کے لیے کی جاتی، یا خود کی ہی اپنۓ اطمینانِ قلب اور تسلی کے خاطر کی جاتی، نا کہ ایگزیکٹلے ان مُردوں سے گفتگو کے طور پر!** کیونکہ جب کسی نبی نے اپنی قوم کو تباہ ہونے کے بعد دیکھا، تو ان کے دل میں یقیناً کچھ احساسات پیدا ہوئے ، کہ دیکھو یہ میری قوم کی تھی، جن کے بیچ میں رہتا تھا، جس کی ہدایت کے لیے میں بھیجا گیا تھا۔ پر اب مٹی ہوچکے، نیست و نابود ہوچکے۔ تو اس احساسات کو ختم کرنے کے لیے بندہ اپنے اطمینان قلب ک لیے بول پڑتا، میں نے تمہیں بہت ہدایت کی، صبح شام کی، پر تم خود ہی نا مانے۔

☜ (یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہاں لفظ "ہدایت" تو میں اپنی کم علمی کی وجہ سے کرگیا، پر ان کے اپنے الفاظ یہی ہیں کہ میں نے تمھیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا، اور نصیحت کی۔ یہ ایک اور دلیل ہے، (ہمارے اس سے پہلے باب کی، کہ ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہوتی۔) وہ پیغمبر تھے وہ لفظوں کے استعمال کو اچھے سے جانتے تھے، کہ اللہ چاہے جسے ہدایت دے، اللہ چاہے جسے گمراہی میں رکھے، ہمارا کام صرف پہنچا دینا اور نصیحت کرنا ہے۔

اللہ کا قول vs غیر اللہ کا قول

✎ اس بات کو بھی ذھن میں رکھنا چاہیے، قرآن میں جب اللہ پاک خود کچھ فرماتے (جیسے "جو قبروں کے اندر ہیں آپ انہیں نہیں سنا سکتے") تو وہ اللہ ہی کا قول ہوتا جو سراپا سچ کے سوا کچھ نہیں۔۔۔ پر قرآن ہی میں جب موقع محل کی مناسبت سے اللہ فرماتا کہ ، فلاں نے ایسا کہا، فرعون نے ایسا کہا، یوسف کے بھائیوں نے ایسا کہا، عزیز مصر کی بیوی نے ایسا کہا، شیطان نے ایسا کہا۔وغیرہ، تو اب یہ اقوال انہیں کے ہیں جن کی طرف منسوب ہیں (موجود تو قرآن میں ہی ہیں، پر) اب یہ اقوال سچ کی بنیاد پر ہیں، جھوٹ کی بنیاد پر ہیں، یا اس سے کیا مفہوم اخذ ہوتا، یہ سب متکلم کی اپنی فہم کے مناسبت سے ہیں۔ یعنی متکلم نے کس فہم اور کس حساب سے کہے، اور سامعین نے اس سے کیا مفہوم اخذ کیا اور کیا سمجھا، یہ دونوں بولنے والے اور سننے والے کے اوپر ہے۔

یعنی بعض اوقات ظاہری الفاظ کچھ کہتے، پر اس کا باطنی مفہوم کچھ اور ہوتا۔ جس کی بڑی مثال قرآن سے ہی ہمیں اوپر حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں بیان کر آئے۔ جب وہ ستارہ، چاند، سورج کو دیکھ کر کہتے، یہ میرا خدا ہے۔ پر ہر بندہ سمجھ سکتا، اُن کے یہ الفاظ لوگوں کو صرف سمجھانے کے خاطر تھے۔

✐ پہلی آیت جو پیش کی سورہ فاطر کی وہ اللہ کا قول ہے، جب کہ دوسری اور تیسری آیات میں، قول انبیاء ہیں، انبیاء کے اقوال و اعمال ہمارے لیے بہرحال نمونہ عمل ضرور ہیں، پر پھر بھی قول اللہ کے مقابلہ میں نہیں آسکتے۔ جب بھی قول اللہ کے مقابلے میں کسی دوسرے کا اپنا ذاتی قول آئیگا، بھلے وہ نبی کا ہی ہو۔ قول اللہ سے وہ برتر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہہ دیا: تم قبروالوں کو نہیں سنا سکتے تو یہ حتمی ہیں۔ جبکہ دوسری آیات میں قول انبیاء ہے، انکا مطلب کیا تھا، اس پر غور و فکر ہوسکتی ہے، اور علماء نے کی بھی ہے (جیسے ایک فهم تفسیر نمونہ سے اوپر پیش کیا گیا۔) کہ ایسے الفاظ کہنا، خود اپنی تسلی کے خاطر، اطمینان قلب کے لیے ہوتا، یا آپکے ساتھ اگر کچھ احباب ہیں تو ان کی ہدایت کے واسطے ہوتا۔ یا ہوسکتا انکے مرنے سے پہلے کہا ہو وغیرہ۔۔۔

(یعنی جو بات حتمی ہے، بندہ پہلے اس پر تو آئے، اسے قبول کرے۔ باقی دوسری باتوں پر اللہ ہدایت دیگا تو انشاء اللہ سمجھ میں آجائینگی)

قبر کے حوالے سے ایک آیت اور آتی ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭاِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ

(توبہ، 9:84)

اور ان میں سے جو کوئی مرجائے، اس پر تم کبھی نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے—

✐ یہ آیت ویسے منافقوں کی شان میں نازل ہوئی، لیکن اسکا الٹا کرنے سے پتا چلتا ہے، کہ اگر منافقوں کی قبروں پر اوپر کھڑا ہونا منع ہے تو لازماً مومنوں کی قبروں پر کھڑے ہو سکتے۔

✐ پر نبی اکرم ﷺ کا کسی کی قبر پر کھڑے ہونے کا مقصد یہی ہے کہ وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ اور ویسے بھی قبروں پر کھڑا ہونا یا ان کی زیارت کرنا، احسن ہے، ہم اسے کے خلاف تو نہیں، بلکہ اسلامی روایات اس کی تائید کرتی، کیوں کہ اس سے بندہ کا ایمان تازہ ہوتا، دنیا سے بے رغبتی بڑھتی، آخرت کی فکر ہوتی، اور موت و قبر یاد آجاتی۔
باقی کسی کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، چاہے زندہ ہو یا مردہ، اس میں تو کوئی اشکال نہیں۔

مزید آیتیں:

جو قبروں میں ہیں انکو نہیں سنا سکتے:

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْاْ مُدْبِرِينَ

(روم، 30:52)

تو (اے نبی ﷺ !) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ ہی آپ اپنی پکار بہروں کو سنا سکتے ہیں (خاص طور پر) جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں— (ڈاکٹر اسرار احمد)

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْاْ مُدْبِرِينَ

(نمل، 80)

البتہ آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ ﷺ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل پڑیں— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✍ قرآن کی واضح الفاظ تو یہی کہتے کہ، آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے، جو قبروں میں ہیں آپ انکو نہیں سنا سکتے!

کیا مردے کسی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے؟ (تفسیر نمونہ)

تفسیر نمونہ نے ایک اور موقع پر، اس موضوع کو کسی اور طرح سے بیان کیا ہے: ملاحظہ ہو:

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ ١٩ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ ٢٠ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ ٢١ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ٢٢ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ٢٣
(فاطر35: 19-23)

اور اندھے اور بینا برابر نہیں ہوسکتے .اور تاریکیاں اور نور دونوں برابر نہیں ہوسکتے .اور سایہ اور دھوپ دونوں برابر نہیں ہوسکتے .اور زندہ اور مردے برابر نہیں ہوسکتے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بات سنا دیتا ہے اور آپ انہیں نہیں سناسکتے جو قبروں کے اندر رہنے والے ہیں آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں.

اوپر والی آیات میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس پر توجہ دینے سے دو سوال پیدا ہوتے ہیں :

پہلا یہ کہ قرآن یہ کیسے کہتا ہے کہ: "تم اپنی آواز مردوں کے کانوں تک نہیں پہنچا سکتے"، حالانکہ مشہور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے جنگ بدر کے دن یہ حکم دیا تھا کہ جنگ کے اختتام پر کفار کے بدنوں کو کنویں میں پھینک دیا جائے ۔ اس کے بعد آپؐ نے انہیں پکار کر فرمایا :

هل وجد تم ما وعد الله ورسوله حقًّا ؟ فاني وجدت ما وعدني الله حقاً۔
"کیا تم نے اس چیز کو کہ جس کا خدا اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا حق پایا ہے؟
میں نے تو جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سے پایا ہے۔"

اس موقع پر حضرت عمر نے کہا کہ اے خدا کے رسولؐ ! آپ ایسے اجساد سے کس طرح گفتگو کر رہے ہیں جن میں روح ہی نہیں ہے؟ پیغمبراکرمؐ نے فرمآیا :

ما انتم باسمع لما اقول منهم ، غير انهم لا يستطيعون أن يردوا شيئا۔
"تم میری باتوں کو ان سے بہتر طور پر نہیں سنتے، بات صرف اتنی ہے کہ وہ جواب دینے کی توانائی نہیں رکھتے۔

اسی طرح آداب میت میں سے ایک یہ ہے کہ عقائد حقہ کی اسے تلقین کی جائے ، سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات زیر بحث آیات کے ساتھ کس طرح مناسبت رکھتی ہے؟

اس سوال کا جواب ایک نکتے کی طرف توجہ کرنے سے واضح ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ زیر بحث کے ساتھ بیان ہوتی ہے:

آیات مردوں کے عدم ادراک کو معمول کے لحاظ سے اورطبعی حوالے سے بیان کرتی ہیں لیکن جنگ بدر کی روایات یا تلقین میت والی روایت فوق العادة شرائط وحالات کے ساتھ مربوط ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبر کی باتیں فوق العادة طور پر ان مردوں کے کانوں تک پہنچائیں ۔

دوسرے لفظوں میں عالم برزخ میں انسان کا ربط عالم دنیا سے منقطع ہوجاتا ہے ، سوائے ان موقعوں کے کہ جن کے بارے میں خدا حکم دے دے کہ یہ ارتباط برقرار رہے اسی بناء پر عام حالات میں ہم مردوں کے ساتھ ارتباط پیدا نہیں کرسکتے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ہماری آواز مردوں کے کانوں تک نہیں پہنچتی تو پھر پیغمبراکرمؐ اور آئمہ پرسلام بھیجنا اور انہیں وسیلہ قرار دینا اور ان کی قبور کی زیارت کرنا اور بارگاہ خدا وندی میں ان سے شفاعت کا تقاضا کرنا کیا مفہوم رکھتا ہے؟

اس سوال کا جواب بھی اسی سے کہ جو ہم نے پہلے سوال کے جواب میں دیا ہے واضح ہوجاتا ہے کیونکہ پیغمبراکرمؐ اور اولیائے خدا کا معاملہ دوسرے لوگوں سے الگ ہے۔ وہ شہداء کے مانند (بلکہ ان کی پہلی صف میں قرار پاتے ہیں، اور زندہ جاوید ہیں ، اور "احیاء عند ربھم یرزقون " کے مصداق پروردگار کی روزی سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ۔ خدا کے حکم سے اس جہان کے ساتھ ان کا ارتباط باقی رہتا ہے ۔ جیسا کہ اس جہان میں رہتے ہوئے وہ مردوں کے ساتھ ارتباط برقرار رکھ سکتے ہیں جیسا کہ مقتولین بدرکی مثال موجود ہے۔

اسی بناء پر بہت سی روایات میں کہ جو اہل سنت اور اہل تشیع کی کتابوں میں منقول ہوئی ہیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پیغمبراکرمؐ اور آئمہ کچھ لوگوں کی باتیں جو دور یا نزدیک سے ان پر سلام بھیجتے ہیں ، سنتے ہیں اور انہیں جواب دیتے ہیں ، یہاں تک کہ امت کے اعمال بھی ان کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں ۔ ؎1

یہ بات قابل توجہ ہے کہ ہمیں یہ حکم ہے کہ نماز کے تشھد میں پیغمبراکرمؐ پرسلام بھیجیں اور یہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے چاہے وہ شیعہ ہوں یا اہل سنت ، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم آنحضرت سے ایسی بات کریں کہ جسے آپؐ بالکل نہیں سنتے۔

(سورہ فاطر، تفسیر نمونہ)http://tafseerenamoona.net/topicResult/3824

✎ محققین تفسیر نمونہ نے پہلی بات بہت خوب کہی کہ آیت کے مطابق مُردوں سے رابطہ نہیں ہوسکتا، مُردوں سے بات چیت نہیں ہوسکتی۔ عالم برزخ میں انسان کا عالم دنیا سے رابطہ منقطہ ہوجاتا ہے۔ اب ارتباط ممکن نہیں۔اور پھر اسی بات کو بڑھاتے ہوئے دوسرا سوال خودی کرتے ہیں کہ پھر پیغمبر و ائمہ پر سلام بھیجنا، وسیلہ، قبور کی زیارت، اور شفاعت کا کیا مفہوم؟ حالانکہ اس سوال میں انہوں نے چار باتیں کردیں، جن پر تفصیل سے ہم الگ بحث کر آئے اور کریں گے۔ پر اس سوال کے جواب میں بھی وہ خود صرف دو دلیل دیتے: 1۔ پیغمبر اور اولیائے خدا کا معاملہ دوسرے لوگوں سے الگ ہے"۔ (اور اس دلیل کے فیور میں کوئی قرآنی آیت یا حدیث پیش نہیں کرتے۔ جبکہ قرآن اس دلیل کے خلاف کہتا ہے: "تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا (رعد، 13:38)۔ مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا ؛ اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے ؛ اس کی ماں راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے ۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے ساتھ

حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں (5:75)۔ محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں' ان سے پہلے اور رسول بھی گزرچکے ہیں' پھر کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤگے؟ (3:144)۔ اے بنی آدم! جب بھی تمہارے پاس آئیں رسول تم ہی میں سے جو تمہیں میری آیات سنائیں(7:35)۔ ان سے کہو، " میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبردار کردینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔ (46:9)۔

دوسری دلیل سلام پر، انہوں نے جواب دینے کے بجائے تعجب کا اظہار کیا که "کیسے ممکن ہے سنی شیعه سب ایک عمل نماز میں کرتے ہیں جو وہ سنتے بھی نه ہوں؟" یه سوال اپنی جگه قابلِ غور ضرور ہے، پر اتنا تو کنفرم ہے که شیعه کے نزدیک، نماز کے آخر میں جو 3 سلام پڑھے جاتے، اس میں شروع والے دو سلام یعنی "السلام علیک ایھاالنبی ورحمة الله و برکاته" اور "السلام علینا و علی عباد الله الصالحین" یه دونوں سلام مستحب گنے جاتے (توضیح المسائل، سیستانی، اردو، نماز کا سلام، ص 236)۔ ضروری سلام صرف "السلام علیکم" کہنا ہے۔ اسکے ساتھ "ورحمة الله و برکاته" بھی مستحب ہے۔ یعنی جو بندہ اگر جان بوجھ کر "السلام علیک ایھاالنبی ورحمة الله و برکاته" اور "السلام علینا و علی عباد الله الصالحین" نہیں بھی کہتا، تب بھی اس کی نماز درست ہے!

مفسرینِ نمونه نے یه تو کہه دیا که اس بات پر روایات بہت ہیں (اگرچه انہوں نے ایک بھی پیش نہیں کی) پر اگر ہو بھی، تب بھی، وہ قرآن کے واضح الفاظ کے خلاف جائیگی۔ الله کہتا ہے: تم قبر والوں کو نہیں سنا سکتے، اور ہم کہه رہے حدیث میں آیا ہے که سنا سکتے ہو!۔ اب قرآن سے حدیث کو چیک کریں؟ یا حدیث سے قرآن کی صداقت کو؟

؟ اگر اختلاف پیدا ہوجائے، تو بندہ کو قرآن کے الفاظ کو زیادہ اولیت دینی چاہیے یا حدیث کو؟

11۔ سچا پکارنا صرف اللہ ہی کا ہے

اللہ سے دعا مانگو، اللہ دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے، اللہ مضطر کی تکلیف دور کرتا، اللہ حبل الورید سے اقرب ہے، اللہ آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہے، اللہ مرنے والے سے سب سے قریب ہے۔

بھلا کون ہے مخلوقات میں سے جو اللہ کی ان صفات کو چیلنج کرے؟ یا شریک ہی ہو؟

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِۖ فَلْيَسْتَجِيبُواْ لِي وَلْيُؤْمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

(بقرۃ، 2:186)

اور (اے نبی ﷺ !) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) میں قریب ہوں میں تو ہر پکار نے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی (اور جہاں بھی) وہ مجھے پکارے پس انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِٱلْقِسْطِۖ وَأَقِيمُواْ وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ

(اعراف، 7:29)

تو کہہ دے کہ میرے رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر جیسا تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہو گے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭاِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

(اعراف، 7:55)

اپنے رب کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے ، یقینا وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭاِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

(اعراف، 7:56)

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت مچاؤ اور اللہ کو پکارا کرو خوف اور امید کے ساتھ یقیناً اللہ کی رحمت اہل احسان بندوں کے بہت ہی قریب ہے۔

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ ٱسْتَعِينُواْ بِٱللَّهِ وَٱصْبِرُوٓاْ (اعراف، 7:128)

موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا "اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو،

وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ(غافر، 40:60)
اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا

أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ (نمل، 27:62)
کون ہے جو بے قرار کی دُعا سُنتا ہے جبکہ وہ اُسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ (ق، 50:16)
اور ہم تو اس سے اس کی رَگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

وَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَقَلْبِهِۦ(انفال، 8:24)
اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔

فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ (واقعه، 56:83)
تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے
وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ (واقعه، 56:84)
اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔ (کہ وہ مر رہا ہے)
وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَـٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ (واقعه، 56:85)
اُس وقت تمہاری بہ نسبت ہم اُس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے

قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَـٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ تَدْعُونَهُۥ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَىٰنَا مِنْ هَـٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّـٰكِرِينَ (انعام، 6:63)
(اے محمدؐ!) ا ن سے پوچھو، صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے؟ کو ن ہے جس سے تم (مصیبت کے وقت) گڑ گڑا، گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟ کس سے کہتے ہو کہ اگر اس بلا سے تو نے ہم کو بچا لیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے؟

قُلْ أَرَءَيْتَكُم إِنْ أَتَىٰكُمْ عَذَابُ ٱللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ ٱلسَّاعَةُ أَغَيْرَ ٱللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ (انعام، 6:40)
ان سے کہو، ذرا غور کر کے بتاؤ، اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آ جاتی ہے یا آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو

بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَآءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ (انعام، 6:41)

اس وقت تم اللہ ہی کو پُکارتے ہو، پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو بُھول جاتے ہو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ (حج، 22:62)
یہ اس لیے ہے کہ خدا ہی یقینا برحق ہے اور اس کے علاوہ جس کو بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ بہت زیادہ بلندی والا اور بزرگی اور عظمت والا ہے۔ (جوادی)

وَمَا ٱلنَّصۡرُ إِلَّا مِنۡ عِندِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (انفال، 8:10)
اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بےشک خدا غالب حکمت والا ہے

إِن يَنصُرۡكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡۖ وَإِن يَخۡذُلۡكُمۡ فَمَن ذَا ٱلَّذِي يَنصُرُكُم مِّنۢ بَعۡدِهِۦۗ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ (آل عمران، 3:160)
اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد سے دست کش ہوجائے) تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا اس کے بعد ؟ اور اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے ایمان والوں کو۔

يَسۡـَٔلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٍ (رحمن، 55:29)
زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حا جتیں اُسی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔

أَوَلَمۡ يَعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ (زمر، 39:52)
اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے ، رزق کشادہ کردیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے ، تنگ کردیتا ہے ؟ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِۙ (ال عمران، 3:126)
۔۔ مدد تو ہمیشہ صرف خدائے عزیز و حکیم ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ (جوادی)

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ‌ؕ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ (توبہ، 9:116)
یقیناً اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔ وہی زندہ رکھتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی حامی ہے اور نہ کوئی مددگار۔

کیا کسی اللہ کے ولی نے یہ دعویٰ کیا، کہ میں شہ رگ سے قریب ہوں؟
کیا کسی اللہ کے ولی نے یہ دعوٰ یٰ کیا، میں دعائوں کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں؟
کیا کسی اللہ کے ولی نے یہ دعویٰ کیا کہ، میں مضطر کی دعا سنتا ہوں، اور تکلیف رفع کرتا ہوں؟؟
نہیں کیا تو پھر کیوں؟

دعویٰ تو صرف ایک ہی کیا گیا۔۔ "سلونی"،
۔۔ اوریہ دعویٰ نہیں کیا ادعونی۔۔۔

12۔ سلونی قبل ان تفقدونی

مولا علیؑ نے یہ تو دعویٰ کیا تھا۔۔۔

سلونی قبل ان تفقدونی۔ (نہج البلاغہ، خطبہ 187)

اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو۔۔

✐ مولا علیؑ نے اپنے مشہور دعویٰ "سلونی" بھی ***قبل ان تفقدونی***، کی suffix کے ساتھ آتا ہے۔ (یعنی "اس سے پہلے کے مجھے کھو دو۔")۔ اور اس میں عقلمندوں کے لیے نشانی ضرور ہے۔

یہ **"قبل ان تفقدونی"** خود "یا علی مدد" کے خلاف ہے۔ مولا کہہ رہے: سوال کرو جب تک میں تمہارے درمیان ہوں، جب تک میں تمہارے بیچ میں ہوں، جب تک میں زندہ ہوں، تب تک "علم" کے اعتبار سے جو "سوال" کرنا چاہو، تو کرلو۔ اس سے پہلے کے میں تمہارے درمیان نہ رہوں، اس سے پہلے کہ تم مجھے کھو دو، اس سے پہلے کہ مجھے موت آجائے، اور پھر یہ سوال کا دروازہ بھی تمہارے لیے ہمیشہ کے لیے بند ہوجائے۔

یعنی مولا نے جس چیز کا خود دعویٰ کیا اس میں بھی مولا نے "قبل ان تفقدونی" کی شرط لگائی۔۔۔ یعنی ابھی پوچھ لو، جب تک میں تمہارے درمیان زندہ ہوں۔ پھر موقع نہیں ملیگا تمہیں۔۔۔ پھر میرا دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد، موت آجانے کے بعد۔۔۔ تمہارا یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جائیگا، پھر سوال نہیں کر سکتے ، اور نہ ہی میں تمہیں جواب دے سکتا، ابھی پوچھ لو جو پوچھنا ہے۔

یہ "سلونی" قیامت تک نہیں جا رہا، اس میں زندہ-شہید والا عنصر نہیں پایا جاتا۔۔ اگر ایسا ہوتا تو 11 دیگر اماموں کی ضرورت نہ پڑتی۔۔ ۔ پھر ایک ہی امام کافی تھا تا قیامت۔

? جب "سلونی" کا دعویٰ صرف مولاؑ کی حیات تک تھا۔۔۔ تو اُدعونی (جس کا دعویٰ ہی نہیں) اب تک زندہ کیسے ہے!؟

یعنی مولا نے "سلونی" کا دعویٰ کیا تھا۔ "ادعونی" کا نہیں۔

پر سلونی کے دعویٰ میں بھی "قبل ان تفقدونی" کی شرط ہے۔ جب تک زندہ ہوں تب تک پوچھ لو۔

اور جس کا دعویٰ ہی نہیں (یعنی اُدعونی) تو اس کی تو بات ہی نہیں کر سکتے، --- اور بالفرض یہ دعویٰ ہوتا بھی تب بھی "قبل ان تفقدونی" کے ساتھ ہی ہوتا۔ یعنی تب تک ہوتا، جب تک مولا حیات تھے۔

اور قرآن بھی یہی کہتا ہے: **فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ**۔-- اہل ذکر سے سوال کرو۔

(انہیں حاجات کی طلبی کے لیے نہیں پکارو، جو کام اللہ کا ہے، وہ مخصوص اللہ کے لیے چھوڑ دو، جو کام اللہ نے اپنے بندو کے ذمہ کیا ہوا ہے، وہ بھی ان پر چھوڑ دو۔ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے،بس اس پر فوکس کرو۔-- **اور حکم ہے:**

اللہ کا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ(غافر، 40:60)

اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اور نبی اکرم ﷺ کہتے:

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا (جن، 72:20)

اے نبی ! کہو کہ ” میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا “۔

اور مولا علی علیه السلا کہتے:

"یاد رکھو که جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں اسنے تم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اورقبولیت کی ضمانت دی ہے اور تمہیں مامور کیا ہے کہ تم سوال کرو تاکه وہ عطا کرے اور تم طلب رحمت کرو تاکهوہ تم پر رحم کرے اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب نہیں رکھا ہے **اور نہ تمہیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے ۔" (نہج البلاغه، وصیت 31)**

13۔ دعا بڑی عبادت ہے

(تفسیر نمونہ)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

(غافر، 60 : 40)

اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا یقینا وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کی بنا پر اعراض کرتے ہیں وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر۔ (اسرار احمد)

ٱللَّهُ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ

(غافر، 61 : 40)

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو ، اور دن کو روشن کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ مگر اکثر لوگ شکرادا نہیں کرتے (فی ظلل القرآن)

ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ خَـٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ

(غافر، 62 : 40)

وہ ہے اللہ تمہارا رب جو ہرچیز کا خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کہاں سے تم پھرائے جا رہے ہو! (اسرار احمد)

كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ ٱلَّذِينَ كَانُوا۟ بِـَٔايَـٰتِ ٱللَّهِ يَجْحَدُونَ

(سورہ غافر، 63 : 40)

اسی طرح وہ لوگ بھی الٹے پھرائے گئے تھے جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے (اسرار حمد)

دعابذات خود ایک قسم کی عبادت ہے کیوکہ آیت میں اس کے لیے یہ لفظ آیا ہے۔

١۔ ایک حدیث میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

الدعاء ھو العبادۃ

” دعا عبادت ہی تو ہے “

۲۔ ایک اورحدیث میں ہے حضرت امام جعفرصادق علیه السلام سے آپ علیه السلام کے ایک صحابی نے سوال کیا :

ماتقول فی رجلین دخلا المسجد جمیعاً کان احد هما اکثر صلاة والا خرد عاء ، فایهما افضل ؟ قال کل حسن

آپ ان دو لوگوں کے بار ے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جومسجد میں داخل ہوں ایک بہت زیادہ نمازیں بجالائے اور دوسرابہت زیادہ دعا کر ے توان دونوں میں سے کون افضل ہے ؟

امام علیه السلا م نے فرمایا : دونوں اچھے ہیں ۔ سائل نے پھر عرض کیا :

قد علمت ، ولکن ایهما افضل ؟

جانتا تومیں بھی ہوں که دونوں اچھے ہیں ، لیکن یه فرمائیے که ان میں سے افضل کون ہے؟

تو امام علیه السلام نے فرمایا :

اکثر هماد عا ء،اماتسمع قول الله تعالیٰ ادعونی استجب لکم ان الذ ین یستکبر ون عن عبادتی سید خلون جهنم داخرین

جوشخص زیادہ دعامانگتا ہے وہی افضل ہے ، کیا تم نے خد ا وند متعال کایه فرمان نہیں سنا

ادعونی استجب لکم ...

آپھر آپ علیه السلام نے فرمایا :

هی العبادة الکبری

دعابہت بڑ ی عبادت ہے

ایک مختصر سے تجز یه وتحلیل کے ذریعے ان تمام احادیث کے اصل فوائد اور مقاصد تک پہنچاجاسکتا ہے اوروہ یه ہیں ۔

۱۔ دعاانسان کو معرفت خداکی طرف دعوت دیتی ہے جو ہرانسان کابہترین سر مایه ہے۔

۲۔ دعااس بات کاسبب بنتی ہے کہ انسان اپنے آپ کوخدا کامحتاج سمجھے اوراس کے سامنے جھک جائے اور تکبر وغرور کو تر ک کردے کو جو ہر قسم کی شقاوتوں ، بدبختیوں اور آیات خدا میں مجادلہ کرنے کامنبع ومرکز اورسرچشمہ ہے اور اس کی ذات پاک کے سامنے اپنے آپ بالکل ہیچ سمجھے ۔

۳۔ انسان تما م نعمتوں کی عطا و بخشش خداکی ذات سے سمجھے اور اسی کے ساتھ محبت کرے جس سے اس کی محبت کے رشتے اورمحکم ہوں گے ۔

۴۔ دعا کرنے والا چونکہ خود کوضرورت مندا ور خداکی نعمتوں کامر ہون منت جانتا ہے لہٰذا وہ اپنے تئین اس کے احکام کا پابند بھی سمجھتاہے ۔

۵۔ دعا کرنے والا چونکہ جانتا ہے کہ دعا کی قبولیت غیر مشروط نہیں ہے بلکہ خلوص دل اورصفائے قلب نیز گناہوں سے توبہ اورضرورت مندوں اور دوستوں کی حاجات کوپورا کر نا اس کے شرائط میں سے ہے ، لہذا خود سازی کرتاہے اوراپنی تربیت کے لیے قدم اٹھاتا ہے ۔

۶۔ دعا، انسان کو خود اعتماد ی کادرس دیتی ہے مایوس اور ناامید ہونے سے بچاتی ہے اور مزید سعی و کوشش کی دعوت دیتی ہے

(مزید تفصیل: تفسیر نمونہ، http://tafseerenamoona.net/topicResult/4253)

14۔ عرض میں نہیں طول میں (کٹ حجتیاں)

اب لوگ کہیں گے، ہم ان ہستیوں کو، اللہ سمجھ کر نہیں، بلکه اللہ کا نبی، ولی، وصی سمجھ پکارتے ہیں۔

ہم انکو معبود سمجھ کر نہیں پکارتے، بلکه اللہ کی مخلوق سمجھ کر ہی پکارتے ہیں۔

ہم انکو، اللہ کے عرض میں نہیں، بلکه طول میں پکارتے۔ یہ لوگ اللہ کے مساوی نہیں، پر اللہ کی طول میں، اس کے نیچے آتے۔ ہم تدریجاً چھوٹے کو پکارتے که وہ ہماری بات بڑے تک پہنچائے۔

⮪ اس طرح کہنا، صرف کٹ حجتیاں ہیں۔ پر سوال پھر بھی وہی ہے، اگر آپ خود اوپر نظر اٹھا کر دیکھیں، (کتنی قرآنی آیات، اور روایات پیش کی گئی، حتیٰ کے مخلوقات کو نا پکارنے والی بھی) جب اللہ پاک کہہ رہا، میں شھ رگ سے قریب ہوں، میں بندے کی پکار کو سنتا ہوں، مجھ ہی سے دعا کرو --- اور خود معصومینؑ نے یہی درس دیا، سب سے مایوس ہوکر صرف اللہ ہی کو پکارو۔ پھر بندہ کے پاس اور کوئی حجت باقی نہیں بچتی۔

پھر یہ عرض اور طول والی باتیں، بس کھینچ تان والی باتیں ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے اصحاب سبت کرتے تھے، وہ بھی ظاہری طور پر تو مخالفت نہیں کرتے تھے، ہفتہ کو مچھلی نہیں پکڑتے تھے، اور جال بھی جمعہ کو بچھا دیتے تھے، اور پکڑتے اتوار کو تھے۔ ایک کام جو کیا نہیں، پر پھر بھی قصوروار ٹھرے، کیوں؟ کیوں که اللہ سب جانتا ہے، انکی حرکتیں بھی طول اور عرض والی تھی۔

عیسائیوں سے اگر پوچھو، تم حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا/یا خود خدا کیوں کہتے ہو تو انکے جوابات بھی آپکو کچھ اس طرح کے ہیں ملیں گے۔ ورنہ ان سے اگر پوچھو "ایک جملہ ہی دکھا دو، انجیل سے ہی، که حضرت عیسیٰؑ نے کہا ہو میں اللہ کا بیٹا ہوں" تو وہ اسکا جواب نہیں دے پائینگے۔
باقی اس کٹ حجتیاں کو استعمال کرکے بہت مثالیں لے آئیں گیں حتیٰ که قرآن سے ہی ثابت کردینگے که حضرت عیسیٰ الہ ہے۔

مثال۔ ایک عیسائی نے کہا قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی خود اله ہیں وہ بھی سورہ مریم کی پہلی آیت سے ثابت ہے۔ یعنی "کھیعص"۔ اس طرح کہ: اس حروف مقطعات کا ابجدی نمبر بنتا ہے "195"--- اب "المسيح الٰهی" (یعنی مسیح میرا اله ہے)، اس کا ابجد بھی 195 بنتا ہے۔ اس طرح ثابت ہوگیا کہ مسیح اله ہیں۔ کیونکہ دونوں کا ابجد نمبر ایک ہی بنتا۔
(اسکےجواب میں میں نے لکھا اگر یہی منطق ہے تو پھر "المسیح" کا 149 بنتا ہے، اور "الٰهی ابلیس" کا بھی 149 بنتا، تو کیا آپ کہو گے دونوں کا ابجدی نمبر برابر ہے تو دونوں کا معنیٰ بھی برابر ہوگئی؟ جبکہ اسکے مقابلے میں قرآن بلکہ سورہ مریم کی ہی واضح آیتیں آتی ہیں اسکے انکار میں: -- قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ۔ 19:30)

ہندوں سے اگر پوچھو، ان مٹی کے پتلوں کو کیوں پوجتے جن کو خود تراشتے، وہ بھی آج کے دور میں یہی کہتے، ہم انکو خدا نہیں سمجھتے، پر یه ان بھگوانوں کا پرتو ہیں، ایک شبیھ، اوتار ہیں۔ کیونکہ invisible کی پوجا مشکل ہوتی، بندہ دھیان نہیں لگا پاتا، تو ان مورتیوں کو سامنے رکھ کے پوجا کی جاتی۔

بہرحال، کہنے کا مطلب، ہر کسی کو اپنی بات منوانے کے لیے، کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا بولنے کے لیے۔
پر حق تو حق ہے، جو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام میں فرما چکا۔ باقی سب کٹ حجتیاں ہیں۔

اور حق اللہ کا کلام ہے، جو کہتا:

أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَـٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ ٱلرِّيَـٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦٓ
(نمل، 27:63)
بھلا وہ کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور بارش سے پہلے بشارت کے طور پر ہوائیں چلاتا ہے--

أَمَّن يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَـٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا۟ بُرْهَـٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ
(نمل، 27:64)
یا کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا اور کون ہے جو آسمانوں اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے آپ کہہ دیجئیے کہ اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو تو اپنی دلیلیں لے آؤ۔ (ترجمہ جوادی)

15۔ بھلا میں صحیح کیسے!؟

(جب بڑے بڑے عالم اسے صحیح سمجھتے!)

یہی ایک واحد سوال تھا، جس کی وجہ سے میں خود کافی عرصہ سے گمراہی میں رہا۔
یعنی میں خود، ساری دلیلیں دیکھنے کے باوجود "لکیر کا فقیر" بنا رہا۔
یعنی میں ناچیز گناہگار صحیح کیسے جب کہ ہمارے سارے علماء اس کی وکالت کر رہے۔
(میں نے بھی قرآن کی واضح آیتوں کے آگے آنکھیں بند کرلی تھی، اور "قرآن مشکل ہے" بول کر "اندھی تقلید میں لگا رہا!")

جب کہ اتنے عالم بول رہے تو ٹھیک ہی بول رہے ہونگے، حتیٰ کہ مجتھد کے لیول تک کہہ رہے، تو میں کس کھیت کی مولی ہوں؟

پر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دے دی۔ اور مجھ پر القیٰ کر دیا۔ مجتھد بھلے مجھتد پر معصوم تو نہیں! کیا وہ خطا سے پاک ہیں؟ یقیناً سب عالم اور مجھتد ہمارے لیے ریسپیکٹیڈ ہیں، علمی اعتبار سے کسی سے مخالفت تو ہوسکتی ہے۔ پر وہ ہر معاملے میں صحیح ہوں یہ حتمی طور پر ضروری نہیں۔ جبکہ قرآن سے ثابت ہے معصوم / انبیاء بھی غلطیاں کرتے رہے۔

اور بعض اوقات ترک اولیٰ لوگوں کے فیصلہ سنانے میں بھی ہوئی۔

سورہ ص کا پورا متن، انبیاء کی ترک اولیٰ/یا غلطیوں پر ہے۔ اسکے علاوہ

اور حضرت دائود علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے:
وَدَاوُۥدَ وَسُلَيْمَـٰنَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِى ٱلْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ ٱلْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَـٰهِدِينَ
(انبیاء، 21:78)
اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے (جالندھری)

پر انسان ایک بار اگر "لکیر کا فقیر" بننے کے بجائے، تنقیدی نگاہ سے قرآن کو کھول کر پڑھے،(اور یہ بات بھول جائے کہ اس بارے میں کون کیا کہتا ہے) تو حق کھل کر سامنے آجائیگا، پر بات قبول کرنے کا بس حوصلہ ہونا چاہیے پر چاہے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَا یَکُوۡنُ مِنۡ نَّجۡوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ہُوَ رَابِعُہُمۡ وَلَا خَمۡسَۃٍ اِلَّا ہُوَ سَادِسُہُمۡ وَلَاۤ اَدۡنٰی مِنۡ ذٰلِکَ وَلَاۤ اَکۡثَرَ اِلَّا ہُوَ مَعَہُمۡ اَیۡنَ مَا کَانُوۡا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ (مجادلہ، 58:7)

"کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ زمین و آسمان کی ہر شے سے باخبر ہے، کہیں بھی تین آدمیوں کے درمیان راز کی بات نہیں ہوتی ہے مگر یہ کہ وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے، اور پانچ کی راز داری ہوتی ہے تو وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے، اور کم و بیش بھی کوئی رازداری ہوتی ہے تو ان کے ساتھ ضرور رہتا ہے چاہے وہ کہیں بھی رہیں اس کے بعد روزہ قیامت انہیں خبر کرے گا کہ انہوں نے کیا کیا ہے کہ بیشک وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ " (جوادی)

✎ قرآن کے بعد انسان اگر، انبیاء کے صحیح حدیث اور ائمہ کے صحیح اقوال مستند حوالوں کی طرف آئے، تب بھی کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ کہ وہ کہیں کہ ہماری طرف آئو، ہمیں پکارو۔ ہم تمہاری حاجات پوری کرتے: نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ۔ ایک ابھی اشارہ نہیں ملتا کہ لکھا ہو، اللہ کے چھوڑ کر دوسروں کو پکارو،

بڑی بڑی مشہور دعائیں چیک کرلیں، دعا جوشن کبیر (خالص توحید)، دعا مشلول (خالص توحید)، دعا کمیل (خالص توحید)، دعای مجیر، صحیفہ کاملہ کی ساری دعائیں، دعا سباہ (خالص توحید)، دعا احد (خالص توحید)، ۔۔۔

(گو کہ چند حدیثوں اور دعاوں میں ثبوت مل بھی جائینگے، پر اُس میں بھی اگر آپ Dig-Deep کریں گے، تو حقیقت سامنے آجائیگی، یعنی وہ حدیث ضعیف نکلے گیں، یا اس کی روایت بندے کے خواب میں آئی تھی۔ یا اُس کی ٹرانسمیشن کسی معصوم تک نہیں پہنچتی وغیرہ۔۔۔ ان چند روایتوں پر بھی ہم کتاب کے آخر میں بحث کرینگے۔)

بلکہ اللہ قرآن پاک میں کہتے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ ٱللَّهُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا۟ عِبَادًا لِّى مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَـٰكِن كُونُوا۟ رَبَّـٰنِيِّـۧنَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ ٱلْكِتَـٰبَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

(آل عمران، 3:79)

کسی انسان کے شایان شان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس کو کتاب حکمت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ اللہ کو چھوڑ کر بلکہ (وہ تو یہی دعوت دے گا کہ) اللہ والے بن جاؤ اس وجہ سے کہ تم لوگوں کو کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم خود بھی اس کو پڑھتے ہو— (ڈاکٹر اسرار احمد)

پر اصل سوال میں صحیح کیسے؟ جب عرفہ عام میں علما اسے صحیح کہہ رہے؟

پر اس پہیلی کو بھی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حل کر دیا۔ کچھ اس طرح کہ:

فرقیواریت

⮪ فرقیواریت کے چکر میں: جیسے، سنی، وھابی، دیوبندی وغیرہ، (یقیناً ان میں بھی کئی علما گزرے ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں اسلام کے لیے وقف کردی،) ، تو پھر اسکے باوجود جو شیعہ کا اصل موقف ہے (علی خلفۃ فلا فصل) ماننے کو تیار کیوں نہیں؟

یعنی جب بات ضد پر آجاتی تو "حق" چھوڑ کر "فرقیواریت" پہلے آجاتی۔
("یہ بات تسلیم کرنے سے شیعت کو تقویت ملے گی۔"اس لیے یہ کام تو کرنا ہی نہیں۔ جس سے مخالف کے موقف درست ثابت ہو۔ اور ہم اب تک جس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے آئے، اور اچانک ہم خود ہی اسکی تائید میں بول پڑیں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔اور لوگ کیا کہیں گے؟ ")

اصل بات بس یہی ہے، بس اس بات کو ڈیفینڈ کرنے کے لیے، نا انہیں ہمارے "صحیح موقف" کو تسلیم کرنا ہے، اور نہ ہمیں ایسی کوئی بات تسلیم کرنی ہے جو ان کے موقف کو تقویت دیتی ہو۔
اس فرقیواریت کے چکر میں ہم سب نے حق کو چھوڑ دیا۔

اہل حدیث، اہل بیت، اہل توحید، اہل اصحاب، اہل رسول۔۔۔

بس ہر کسی نے اپنی اپنی ایک مخصوص چیز پکڑ لیا اور اس پر بضد ہوگئے، اور اس کہانی کا مصداق بن گئے، جب کچھ اندھے نکلے تھے ہاتھی دیکھنے، جس نے ہاتھی کے سونڈھ پر ہاتھ لگایا، کہا ہاتھی سانپ جیسے ہے، جس نے ہاتھی کے پیٹ پر ہاتھ لگایا، کہا ہاتھی دیوار جیسے ہے، جس نے ہاتھی کے ٹانگ پر ہاتھ لگایا کہا ہاتھی کھنبے جیسی ہے۔۔۔

اور دوسرا سبب، نفسیاتی ہے۔

ہم جس ماحول میں پلے بڑھے، جس رسم و رواج کو لیکر ہم بڑے ہوئے، اور ہر جگہ، ہر مجلس میں، ہر تقریر، ہر بیان میں، ایک ہی چیز سنتے، دیکھتے، اور بولتے آئے۔ تو اُسکی مخالفت میں کچھ سننے کو ہمارا دماغ تیار نہیں۔ خاص کر اگر کسی چیز کے ساتھ جذباتی لگائو ہو۔

یعنی، شیعوں سے بات جب "علی" کی ہوگی، تو نام سن کر ہی، علی کے چاہنے والے جوش میں آجاتے، اور اس کی مخالفت میں کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتے۔ سنیوں سے "اصحاب" کی کروگے، تو مخالفت میں کچھ سننے کو تیار ہی نہیں، چاہیے وہ حق ہی ہو۔ (اور قانون بناڈالیں گے، مشاجرات صحابہ ڈسکس ہی نہیں کرنا)

اسی لیے، آج کے علماء، چاہیے وہ کتنے ہی بڑے عالم کیوں نہ ہوں، پر پھر بھی کوئی معصوم تو نہیں ہیں، (ہمارے لیے قابل احترام ہیں) پر انکی بات اگر واضح قرآن کی آیات اور نبی و امام کی مستند اقوال سے ٹکرائے گی، تو یقیناً ہمیں انکو اس بات میں فالو نہیں کرنا۔ اور ان آیات کا مصداق نہیں بننا کہ قیامت والے دن (جھنمی) فالوور اپنے لیڈرز پر الزام لگائیں گے، اور لیڈرز اپنے فالوورز پر۔۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا ٱدَّارَكُواْ فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَىٰهُمْ لِأُولَىٰهُمْ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّونَا فَـَٔاتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ ٱلنَّارِۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ (اعراف، 7:38)

ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا ، حتی کہ جب سب وہاں جمع ہوجائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب ، یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا ، لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے . جواب میں ارشاد ہوگا . ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہوں .

جیسے مخالفین، کئی معاملات میں پھنسے ہوئے، جانتے سب ہیں پر ماننے کو کوئی تیار نہیں کیونکہ "اس سے مخالف کو تقویت ہوگی۔ "
بالکل ایسا ہی ہمارا معاملہ اس سے مختلف نہیں!

لا تنظر إلى من قال وانظر إلى ما قال

(امام امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیه السلام)

یه مت دیکھو که کون کهه رہا ہے، بلکه یه دیکھو که کیا کهه رہا ہے۔

(غرر الحكم، باب، القول والكلام، 68)

16۔ یا علی مدد کی ابتداء

یا علی مدد کی ابتداء کب ہوئی؟
(اس سینس میں یعنی غیب سے، شھید ہوجانے کے بعد مدد لینے کے مفھوم میں)
اس پر ریسرچ درکار ہے۔۔۔
پر تفسیر نمونه، سوره مائده، آیت 35، کے زمرے میں مفسرین کے یه الفاظ کچھ اشاره ضرور دیتے:

یَـٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَیْهِ ٱلْوَسِیلَةَ وَجَـٰهِدُوا۟ فِى سَبِیلِهِۦ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (مائده، 5:35)

اے اہل ایمان اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی جناب میں اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (اسرار احمد)

"یه یاد دہانی ضروری ہے یہاں یه مقصد ہر گز نہیں که کوئی چیز ذات ِ پیغمبر یا امام سے مستقل طور پر مانگی جائے بلکه مراد اعمال ِ صالح بجا لانا ہے پیغمبر و امام کی پیروی کرنا ہے ، ان کی شفاعت کا حصول ہے یا پھر ان کے مقام و مکتب کا واسطه دینا ہے۔"
(تفسیر نمونه، سوره مائده آیت، 35) (http://tafseerenamoona.net/topicResult/925)

✐ تفسیر نمونه کو سو سال بھی نہیں ہوئے، اور اگر کھینچ تان سے 100 سال پہلے تک اگر لے جائیں تو مفسرین وثوق کے ساتھ زور دے کر یه لکھ رہے که ۔ "ذاتی طور پیغمبر یا امام سے مدد نہیں مانگی جا سکتی۔۔" تو اس سے ایک اندازه ہوتا که سو سال پہلے تک یا علی مدد نہیں تھا، یا اتنا عروج پر نہیں تھا۔۔۔ جیسے آج کے دور میں بن گیا ہے، اور ہم سب مل کر، بلاوجه (مخالف کے ضد میں) ڈیفینڈ کرنے بیٹھ گئے ہیں۔)

اسکا مطلب یه ہے که یه ایک نئیں چیز ہے،۔۔۔ ایسا نہیں ہے کے پرانے زمانے سے چلی آرہی۔
پہلے نہیں تھا۔ اور 100 سال پہلے تک بھی نہیں تھا۔ پرانے علماء جو اس معاملے میں عقیده رکھتے تھے۔ وه تفسیر نمونه کےاقتباس سے صاف ظاہر ہے۔
آج کے زمانے کے علماء جو، اس معاشرے میں پیدا ہوئے، که جنہوں نے پیدا ہوتے ہی "یا علی مدد" سنا ہے۔
چونکه انہوں نے بچپن سے ہی سنا ہے، سنتے آرہے، اور بولتے آرہے۔ تو انکا "لگا" که یه شروع سے ہی چلتا آرہا تو غلط کیسے ہوگا؟ اور انکو "لگا" که ہم سے پچھلے

علماء جو ہم سے بھی بڑے بڑے رتبے پر فائز تھے، وہ بھی یہی کہتے ہوئے آرہے ہیں تو غلط کیسے ہوا؟

اور جب تاریخ میں اس کی دلیل ڈھونڈی جاتی، تو اس کی رد میں کوئی دلیل نہیں ملتی!
نا اعتراف میں کچھ ملتا اور نا اعتراض میں۔
کیوں کہ جب ایک چیز تھی ہی نہیں تو تاریخ میں کچھ ملتا بھی نہیں۔
جب تاریخ میں اس معاملہ میں "خاموشی" ملتی، یعنی کچھ ملتا ہی نہیں تو خود سے یہ assume کرلیا جاتا/فرض کرلیا جاتا کہ۔۔۔چونکہ اس کی رد میں کوئی چیز نہیں ملی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ، یہ شروع سے ہے اور شروع سے ہی سارے علماء اس کو ٹھیک سمجھتے آرہے ہیں۔

(یہ ایک تھوڑی سے منطقی بات ہے، جو اُسی کو سمجھ میں آسکتی جس کو اللہ توفیق دے)

یعنی، بالفاظِ دیگر، "اعتراف" کو تو کوئی نہیں دیکھتا کہ اگر یہ چیز تھی تو کہاں تھی، پر "اعتراض" میں بھی کچھ نہیں ملتا تو پھر یہ خود سے قیاس کر لیا جاتا، یہ چیز صحیح ہے، جائز ہے، OK ہے، کیونکہ ماضی میں کسی عالم نے کوئی "اعتراض" نہیں کیا۔
(اب یہ کون سمجھائے، اعتراض اس لیے نہیں ملا، کیونکہ یہ چیز تھی ہی نہیں!)

اب اس کی ابتداء تاریخ چاہے صرف 100 سال ہی پرانی کیوں نہ ہو، پر ہم سب کی زندگیاں اس کےاندر ہی آجاتی، یعنی اس وقت کوئی عالم ضعیف ترین بھی ہوگا تو اس کی عمر غالباً اس 100 کے اندر ہی ہوگی، پھر ہم جس چیز کو اپنے ماحول میں پاتے، اسے صحیح بھی سمجھ لیتے، کہ یہ تو ہمیشہ سے ہی ایسے ہے تو صحیح ہے۔ جیسے جاپانی اور چاینی اور کتے اور کچھوے کھاتے ہیں تو اس میں انکو قباحت فیل نہیں ہوتی، کیونکہ یہ کام تو وہ شروع سے کرتے ہوئے آئے ہیں۔
بہرحال: باقی کام فرقیواریت، ایک دوسرے کے ضد میں کردیتی۔ یعنی ہمیں، ہماری غلطی اپنے مخالف کو غلط ثابت کرنے کے لیے اور مضبوط کردیتی۔

17۔ یا علی مدد کے معاشرتی نقصانات

بہت سارے لوگ، حق پہچان لینے کے بعد، یہ جان لینے کے بعد کہ علیؑ ہی وصی رسول اللہ ہیں، علی ہی خلیفۃ بلا فصل ہیں، پر اہل بیت کی چوکھٹ پر آکر واپس لوٹ جاتے--- صرف "یا علی مدد" کی وجہ سے۔ کیونکہ باقی چیزیں ہزار غلط صحیح، پر ایک چیز "شرک" کی موت تو کوئی نہیں مرنا چاہتا۔ اب شرک ہے کہ نہیں، یہ تو سوال ہے--- پر لوگوں میں تاثر تو ضرور ہے۔
اور اُس چیز کے قریب ہی کیوں جایا جائے، جس میں تھوڑا سا بھی شرک کا شبہ پایا جائے، اور جسکی معافی کوئی نہیں۔

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا

(نساء، 4:48)

اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا ، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے ، اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا ، اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی ۔

طویل مدتی اثرات / Long-Term Effects:

✎ کچھ چیزوں کا اثر جلدی ہوتا ہے، (جیسے بندہ زہر کھائے اور فوراً مر جائے) تو کچھ چیزوں کا اثر دیر سے ہوتا۔ جیسے aspirin روزانہ کھانے سے long-term بنیادوں پر آپکو معدہ میں bleeding ہوسکتی۔کچھے ایسے ہی انڈسٹریل ریوولیوشن کی وجہ سے 200 سال بعد آج ہمیں اُسکے long-term نقصانات دکھ رہے ہیں: گلوبل ورمنگ کی شکل میں۔ جب انڈسٹریز شروع ہوئی تھی تب کسی کو پتہ نہ تھا یہ تھوڑا تھوڑا کر کے چند سو سال بعد کتنا بڑا نقصانات کا سبب بن سکتی، انڈسٹریز لگ بھگ 1800 میں لگنا شروع ہوئی تھی، پر ان کے مضر اثرات کا پتا 150 سال بعد چلا، 1950 میں ایک آمریکی سائنٹس نے بتایا کہ پولز پر CO^2 کا کنسنٹریشن میں تھوڑا اضافہ دیکھا گیا، ہے، پر کسی نے کان نہیں دھرا، پھر 1965 میں آمریکی صدر نے اپنے کانگریس سے یہ بات کہی، پھر 1988 میں برطانوی وزیرعظم نے یونائیٹڈ نیشنس سے بات کہی۔" 1995 میں جاکر آفیشنلی تسلیم کرلیا گیا، کہ انسان ہی اسکا زیادہ تر ذمیدار ہے۔"
اس سے آپ اندازہ لگا سکے، کچھ تبدیلیاں اتنی سلو انداز سے ہورہی ہوتی، کہ بعض اوقات انکو صرف تسلیم کرنے میں 50 سال لگ جاتے۔ یہ تو پھر بھی سائنس تھی جو مادی چیزوں کے تجربات سے آپکو فیکٹس اینڈ فگرز دے رہی

ہوتی، جس کی بنیاد پر آپ تسلیم کرنے پر مجبور تھے۔ پر یہی چیز اگر مذہب میں ہو تو بندہ تسلیم کیسے کرے؟ کیونکہ مذہب کا زیادہ فوکس مادی کے بجائے معنوی چیزوں پر ہوتا۔ اور معنوی چیزیں کسی پیمانہ میں نہیں آتی۔ (پر اگر کوئی پیمانہ ہے تو صرف "قرآن"!)

"یا علی مدد" کا معاملہ بھی کچھ ایسے ہی ہے۔ ہر دور میں اسکے ماننے والے اسے ہلکا لیتے آئے، کہ آیا اس میں برا ہی کیا ہے؟ علی کو علی سمجھ کر ہی تو پکار رہے، اللہ سمجھ کر تو نہیں۔ لیکن اسکے طویل مدتی اثرات اب آنا شروع ہو گئے ہیں، جب لوگ کعبۃ اللہ پر بھی علی علی کرتے ہیں، شیعہ اب نصیریت کی طرف بڑھ رہی۔ لیکن یہ ایک جینیریشن کا کام نہیں، نسل در نسل تھوڑا تھوڑا کر کے تبدیلی ایسے آتی، کہ ہر نسل کو پتہ تک نہیں چلتا۔ اب سائنس ہوتی تو کلکیولیشن کرکے بتا دیتی کہ کیا نقصان ہوا ور کتنا نقصان اب تک ہوچکا، پر مذہب میں تو اس چیز کا پتہ بھی نہیں چلتا، بلکہ لوگ بول پڑتے، یہ تو صدیوں سے ہم اپنے آباواجداد سے سنتے آرہے! تو غلط کیسے؟ (یعنی جو صدیوں سے ہوتا آرہا تو صحیح ہی ہوگا۔ ویسے یہ منطق اور جملہ وہی ہے جو قرآن میں مشرکین کے لیے آتا، وہ بھی ایسے ہی بولتے تھے)

علما کی ذمیداری

یہ ذمیداری علما کی بنتی ہے، وہ ابا و قبا جو اُنھوں نے پہنا ہے، اُس کا انھیں اللہ کے حضور جواب دینا ہے۔ معاشرہ کی اصلاح ان کی اولین فریضہ ہے، جب کہ وہ پنی آنکھوں سے دیکھ رہیں ہوں، معاشرہ کس راہ میں جا رہا ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۚ وَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ (آل عمران، 3:104)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے نیکی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

📖 **رسولُ اللهِ (صَلَّیَ اللهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ) : إذا ظَهَرتِ البِدعُ في اُمّتي فلْيُظهِرِ العالِمُ علمَهُ ، فمَن لَم يَفعلْ فعَلَيهِ لَعنةُ اللهِ.**

The Prophet (SAWA) said, ‘When innovations arise in my community, the scholar must display his knowledge; and those who do not do this deserve the curse of Allah.

📖 جب دین میں بدعتیں ظاہر ہوں تو عالم پر منحصر ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے، اور جو ظاہر نہیں کرتے، اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔

(حوالہ: میزان الحکمۃ 1945)https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:30370

📖 حدیث میں ہے کہ جو شخص ہمارے شیعوں کے دلوں کو مضبوط کرے وہ ایک ہزار عبادت گزاروں سے بہتر ہے اور فرمان رسول ہے جب میری امت میں بدعتیں ظاہر ہو جائیں تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔

(اُصول کافی ج ۱ ص۸۵،۶۳)

📖 امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کہ بغیر عقل و فہم کے عمل کرنے والا غلط راستے پر چلنے والے کی مانند ہے کہ جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دور رہے گا۔

(اصول کافی، کتاب فضل علم)

18۔ یا علی مدد کے نفسیاتی نقصانات

جب اس بات پر زیادہ اسرار کیا جاتا، اور رٹ لگائی جاتی، یا علی مدد صحیح ہے، وسیلے سےآئو، وغیرہ۔۔۔ تو سادہ لوح انسان اس فلسفہ اور منطق کو صحیح سے سمجھ نہیں پاتے۔۔۔ خود علماء تو اللہ ہی کو پکارتے ہیں، کونسی مسجد ہے جہاں نماز کے بعد اللہ کے بجائے علی سے مدد مانگی جاتی ہو۔ کوئی نہیں۔ (ہوگی تو پھر نصیریوں کی ہوگی)

پر سادہ لوح انسان جو علم سے اتنا واقف نہیں۔۔۔ نا عبادت و نماز وغیرہ سےانکی اتنی آشنائی ہے۔ (یہ بھی علما کی غلطی ہے کہ عوام کو اللہ کی طرف راغب کرنے کےبجائے، اہلبیت کی طرف، اصحاب کی طرف، اپنے پیروں، فقیروں، ولیوں کی طرف ہی بلاتے، جبکہ انبیاء کا درس صرف "توحید" تھا)۔ عوام اس یا علی مدد کے چکر میں اللہ کو بھلا بھیٹے ہیں۔ انکی زندگی سے "اللہ" ختم ہوچکا ہے، اور صرف "علی" اور "حسین" باقی رہ گیا ہے۔

یہ لوگ اب حج پر جاتے تو "اللھم لبیک" کے بجائے "لبیک یا حسین" کے ورد کرتے، عمرہ پر جاتے تو کعبۃ اللہ کو دیکھ کر اللہ کرنے کے بجائے "یا علی یا علی" کے نعرہ لگاتے۔
آپ (مولوی، علما و ذاکرین) نے حب اہلبیت (و اصحاب) میں اتنا سختی سے کام لیا ہے کہ ۔۔۔ لوگ اللہ ہی کو بھلا بھیٹے، اب انکی زندگی میں صرف "اہلبیت" (و اصحاب) ہی رہ گئے ہیں، وہ نعرہ تکبیر کم بلند آواز سے لگاتے، اور نعرہ حیدری میں اپنی جان نکال دیتے۔

جبکہ اللہ کہتا قرآن میں:
وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِۗ وَلَوْ يَرَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓاْ إِذْ يَرَوْنَ ٱلْعَذَابَ أَنَّ ٱلْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعَذَابِ
(بقرہ، 2:165)
کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے سوا اوروں کو اس کا ہمسر قرار دیتے ہیں اور ان سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح خدا سے کرنی چاہیے۔ مگر جو صاحب ایمان ہیں وہ سب سے بڑھ کر خدا سے محبت کرتے ہیں۔

19۔ الشرک باللہ

✐ شرک کسے کہتے؟

(اقتباسات از کتاب گناہان کبیرہ، علامہ دستغیب)

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا (نساء، 4:48)

یقیناً اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس سے کم تر جو کچھ ہے وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس نے تو بہت بڑے گناہ کا افترا کیا — (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (مائدہ، 5:72)

(اور جان رکھو کہ) جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

شرک کی 5 اقسام ہیں:

1۔ توحید اور شرک ذاتِ خدا کے مقام میں۔

2۔ توحید اور شرک صفاتِ خدا کے مقام میں۔

3۔ توحید اور شرک افعال کے مقام میں۔

4۔ توحید اور شرک اطاعت کے مقام میں۔

5۔ توحید اور شرک عبادت کے مقام میں۔

✐ (زیادہ تفصیل کے لیے کتاب کی طرف رجوع کریں۔ ہم یہاں اختصاراً کچھ نقل کردیتے)

1۔ **ذاتِ خدا میں شرک** یعنی رب الارباب کی ذات اقدس کو یکتا تسلیم کرنا کہ وہ قدیم اور ازلی ہے۔

2۔ **صفاتِ خدا میں شرک** یعنی خدا کی ذاتی صفات یعنی جیسے حیات، علم، قدرت، ارادہ اور ان کی مانند دوسری صفات کو خدائے واحد کا عین جاننا اور جدا نہیں سمجھنا۔

اس کے سوا یہ صفات مخلوقات کی ذات پر زائد و عارض صفات جاننا اور خدائے یکتا کا فیضانِ رحمت اور بخشی ہوئی نعمت سمجھنا چاہیے۔ (مثلاً زید کے لیے حیات و علم و قدرت ذاتی نہیں بلکہ بعد میں عارض ہوا ہے)

۞ چناچه انبیاء اور ائمه اطہار علیہم السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ ہی یہی ہے که ان حضرت کا علم و قدرت و عصمت اور دوسرے کمال کے اوصاف مرحمت پروردگار ہیں۔ کوئی ایک صفت بھی وہ ذاتی طور پر نہیں رکھتے بلکه انہیں جو کچھ ملا ہے وہ سرچشمه فیض سے ملا ہے۔
۞ کبھی کبھار بعض یکتا پرست (موحدین) غفلت کی بناء پر مشرکانه باتیں منه سے نکالتے ہیں مثلاً اپنی تعریف کے موقع پر کہتے ہیں: "میرا علم، میری قدرت، میرا ارادہ، میری دولت، میری سوجھ بوجھ، میری طاقت وغیرہ وغیرہ۔" اس کے بجائے اور وہ کہتا میرا علم جو اللہ تعالیٰ نے مجھے مرحمت فرمایا ہے۔ میری قدرت جو اللہ نے دی ہے۔ میری دولت جو اللہ کا فضل و امانت ہے، تو درست و مناسب تھا۔ اور یہی حقیقت کے مطابق عین توحید ہوتا۔ (ج1، ص29)

۞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ (فاطر، 35:15)
لوگو! تم سب کے سب (ہر وقت) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو الغنی اور الحمید ہے۔

3۔ افعال میں شرک --- افعال میں توحید کی حقیقت سے مراد یه ہے که ہمیں یقین حاصل کرنا چاہیئے که سارے عوالم خواہ وہ ملک (مادی) یا ملکوت (روحانی) سے تعلق رکھتے ہوں ان کا مالک و مدبر اور کنٹرول کرنے والا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں اور یقینی طور جاننا چاہیے که اس کی ربوبیت اور الوہیت میں کسی حالت میں کوئی شرک نہیں۔

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا (طارق، 65:12)
اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے ہیں اور زمین میں سے بھی انہی کی مانند۔ ان کے درمیان (اللہ کا) امر نازل ہوتا ہے تاکه تم یقین رکھو کہ اللہ ہرچیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ (اعراف، 7:54)
کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔ یہ خدا رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔

انسان کی توانائی مشیت ایزدی سے گھیری ہوئی اور محدود ہوتی ہے جیسا کہ انسان بہت سے امور کی انجام دہی کے لیے ارادہ تو کرتا ہے لیکن اچانک اُس کا ارادہ منسوخ ہوجاتا ہے یا اپنی توانائی سرے سے ختم ہوجانے کی بنا پر وہ کام انجام تک نہیں پہنچاتا۔ در حقیقت موثر کی مرضی کے خلاف کام ہوتا ہے اس لیے فاعل کو روک لیتا ہے۔

چناچہ کسی نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا اے میرا مولا! "آپ نے اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانا؟" پس فرمایا میں نے اس کو ارادوں کے منسوخ ہونے اور ہمتوں کے ٹوٹنے سے پہچان لیا ہے۔ **(نہج البلاغہ)**

سچ مچ خدا ہی کو تمام اشیائے کائنات کا موثر اورجن اشیاء میں مختلف آثار پائے جاتے ہیں ان کا مصدر بھی خدا ہی کو جاننا اور اُسی پر کام اعتماد رکھنا توحید کا بلند ترین مقام ہے۔ توحید کے اس اعلیٰ مرتبے پر پہنچنے میں بہت کم لوگ کامیات ہوتے ہیں۔ جب بندے کو اس بات کا یقین پیدا ہوجائے کہ عالمِ امکان خواہ محسوس (مادی) ہوں یا غیر محسوس (روحانی) ہوں ان سب کا موثر سوائے خدا کے اور کوئی نہیں تو لازمی طور پر کچھ علامتیں اُس سے ظاہر ہوتی ہیں ----

اُمید بخدا

حضرت امیرالمومنینؑ کا ارشادِ گرامی:

"تم میں سے کسی کو اپنے پروردگار کے سوا کسی سے امید نہیں رکھنا چاہیئے۔ **(نہج البلاغہ)**

وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(انعام، 5:17)

اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے، اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُونَ (نحل، 16:53)

تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اُسی کی طرف دوڑتے ہو۔

ثُمَّ إِذَا كَشَفَ ٱلضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ (نحل، 16:54)

مگر جب اللہ اُس وقت کو ٹال دیتا ہے تو یکایک تم میں سے ایک گروہ اپنے ربّ کے ساتھ دُوسروں کو(اس مہربانی کے شکریے میں)شریک کرنے لگتا ہے۔

مَّآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِ(نساء، 4:79)
تجھے جو بھلائی بھی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے پہنچتی ہے۔

إِن كُلُّ مَن فِي ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ إِلَّآ ءَاتِي ٱلرَّحْمَـٰنِ عَبْدًا (مریم، 19:93)
تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے۔

اگر کوئی اپنے کام میں اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے سے امیدوار ہے تو خداوند کریم اسے لطف و کرم سے اس کی امید کو نامیدی سے بدل دیتا ہے۔

لاقطعن امل کل مومل غیری (عدة الداعی)
میں ان تمام امیدواروں کی امید کے رشتوں کو کاٹ دوں گا جو دوسروں کےباندھے ہوئے ہیں۔

مخلوق کی مدح میں پوشیدہ شرک

حضرت امام جعفر صادق علیه السلام سے تفسیر آیه مبارکه:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ (یوسف، 12:106)
اور اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ خدا پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کیے جاتے ہیں۔

شرک کے بارے میں فرمایا کہ شرک کی اقسام میں سے ایک یہ ہے

ترجمہ: "کہ کوئی شخص کہے جائے اگر فلاں آدمی نہ ہوتا تو میں ہلاکت میں پڑجاتا۔ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں چیز مجھے مل جاتی اور اس طرح کہا جائے اگر فلاں نہ ہوتے تو میرے بال بچے تلف ہوجاتے اس قسم کی عبارتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ بولنے والے کے عقائد بھی ایسے ہیں۔ اگر حقیقت میں ایسا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ مشرک ہے اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر کوئی یوں کہے: خداوند عالم نے فلاں آدمی کے ذریعے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں ہلاکت میں پڑتا تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ عین توحید ہے۔

حضرت امام صادقؑ اور اور سائل شکور

مسمع بن عبدالملک سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیه السلام منیٰ میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک سائل خدمت میں حاضر ہو۔ آپ نے کسی کو حکم دیا کہ اسے انگور کا ایک خوشہ دیا جائے۔ سائل نے عرض کیا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اگر پیسہ ہے تو دیا جائے۔ پس آنحضرت نے فرمایا: "اللہ تجھے وسعت دے۔" مگر کچھ دیا نہیں۔

اس کے دوسرا سائل خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے تین دانہ انگور دست مبارک سے اٹھا کر اسے مرحمت فرمایا۔ سائل نے اٹھا لیا اور کہا:

الحمد لله رب العالمين الذی رزقنی۔ "ساری حمد و ثنا تمام عالم کے پروردگار کے لیے ہے جس نے مجھے روزی عطا کی۔

فرمایا: ٹھرجائو! دونوں دست مبارک ہتھیلیوں تک انگور کے دانوں سے پُر کرکے دو مرتبہ اور دیا۔ سائل دوبارہ شکر خدا باجالایا۔

آنحضرتؑ نے پھر فرمایا: ذرا اور ٹھرجا۔ جب وہ کھڑا رہا تو آپ نے اپنے غلام سے دریافت فرمایا تیرے پاس کتنے پیسے موجود ہیں؟ عرض کیا تقریباً بیس درہم۔ آپ نے سائل کو دے دیئے۔ اس نے اُٹھا کر کہا:

"الحمد لله رب العالمين هذا منک وحدک لاشریک لک۔"

ساری تعریفیں تمام عالم کے پروردگار کے لیے مخصوص ہیں۔ خدایا، یہ روزی تیری طرف سے ہے۔ تو یکتا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔"

چوتھی مرتبہ فرمایا: ابھی ٹھرجاؤ۔ اپنی قمیض اتار کر اُسے دی اور فرمایا: اسے پہن لو۔ سائل نے اُسے پہن لیا اور اس خدا کا شکر ادا کیا جس نے اُسے لباس دیا اور خوش و خرم کیا۔ اس وقت سائل نے حضرت کی طرف متوجہ ہوکرکہا: اے بندہ خدا اللہ تعالیٰ تجھے اچھا صلہ عطا کرے اور روانہ ہوگیا۔

مسمع راوی کہتا ہے اگر سائل امامؑ کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور صرف خدا کی حمد بجالاتا تو آپ مزید عطیہ کا سلسلہ جاری رکھتے۔

(✎ یہ روایت ہم پہلے بھی بیان کر چکے، پر یہ اتنی اسٹرانگ ہے کہ اسے بار بار پڑھنا چاہیے--- اس پر ذرا غور کریں--- ایک بندہ زندہ امام سے کچھ مانگ رہا--- امام کہ رہے--میرے پاس نہیں ہے۔ اور امام کچھ دے رہا تو شکر اللہ بجا لا رہا، اس صورت میں امام کے پاس نہیں بھی ہے تو غلام سے لےکر بھی عطا کر رہے۔ جب بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا، تو وقت کا امام خود بخود آپ کی طرف رجوع کرتا۔ اور جو بندہ صرف امام کی طرف رجوع کرتا تو امام کہتے، "اللہ تجھے وسعت دے" میرا پاس کچھ نہیں، تو جا سکتا۔*)*

توحید اور توکل

یاد رکھیئے! تمام اسباب سبب پیدا کرنے والے (مسبب) کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اس لیے موحد (یکتا پرست) کو چاہیئے کہ اپنے سارے امور میں خواہ و منفعت حاصل کرنے سے تعلق رکھتے ہوں یا ان کا ضرر و نقصان دور کرنے کا واسطہ ہو۔ ہر حالت میں اس کی امیدیں فقط اپنے پروردگار سے وابستہ ہونی چاہیئیں۔ اسے جاننا چاہیئے کہ تمام اسباب ارادہ خدا کے ماتحت ہیں۔

وَأُفَوِّضُ أَمْرِىٓ إِلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرٌۢ بِٱلْعِبَادِ
(غافر، 40:44)
میں اپنے معاملات پروردگار کے حوالے کررہا ہوں کہ بیشک وہ تمام بندوں کے حالات کو خوب دیکھنے والا ہے ۔(جوادی)

خدائے واحد کے پرستار کو یقین کے ساتھ جاننا چاہیے کہ پروردگار عالم خود اس کا اور سارے موجودات کا حقیقی منعم ہے۔ اور جو چیزیں جہاں سے اور جس سے اس کو ملتی ہیں خدا ہی کا فضل و کرم ہیں۔ اور ظاہری اسباب و علل بھی اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں۔

✎ جب کہ ایسا ہی واقعہ نبی اکرم ﷺ کے لیے قرآن میں بھی آچکا۔۔

وَلَا عَلَى ٱلَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا۟ وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا۟ مَا يُنفِقُونَ (توبہ، 9:92)
اور نہ ان (بےسروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ تمہارے پاس آئے کہ ان کو سواری دو اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تم کو سوار کروں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا، ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

4۔ اطاعت میں توحید اور شرک

وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوٰةً وَلَا نُشُورًا (فرقان، 25:3)
وہ اختیار نہیں رکھتے خود اپنے بارے میں بھی کسی نقصان یا نفع کا اور نہ ہی انہیں اختیار ہے موت کا نہ زندگی کا اور نہ جی اٹھنے کا۔

رسول کی اطاعت

مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَۖ(نساء، 4:80)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ (حشر، 59:7)

جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔

اولی الامر کی اطاعت

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ

(نساء، 4:59)

اے اہل ایمان ! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے اولوالامر کی بھی

اولی الامر خود رسول کی طرح ہے اور ہر قسم کے سہو و خطا سے پاک و معصوم ہے، تاکہ مکمل اطمینان سے ان کی پیروی اور اطاعت کرسکیں۔

بارہ امام اولی الامر ہیں۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری سے یہ روایت منقول ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں خدائے تعالیٰ اور رسول خداﷺ کو جانتا ہوں مگر اولی الامر کو نہیں جانتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اولی الامر میرے بعد میرے خلفاء اور مسلمانوں کے آئمہ ہیں۔ ان میں سے پہلے علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ ان کے بعد حسنؑ، ان کےبعد حسینؑ۔ ان کےبعد علی ابن الحسینؑ، ان کے بعد محمد بن علیؑ، جن کا لقب توریت میں باقر ہے۔ تمہارے ان سے ملاقات ہوگی تو ان کا میرا سلام کہنا، ان کے بعد جعفرؑ ان کے بعد موسیٰؑ، ان کے بعد علیؑ، ان کے بعد محمدؑ، ان کے بعد علیؑ، ان کے بعد حسنؑ، جب حجت ابن الحسن کا نام لیا تو فرمایا، وہ میرا ہم نام ہوگا اور اسکی کنیت میری کنیت ہوگی۔ وہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر حجت اور بقیۃ اللہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُسے مشرق اور مغرب کا فاتح قرار دے گا۔ وہ اپنے پیرووٗں کے درمیان سے اس طرح غائب ہوں گے کہ غیبت کا زمانہ طولانی ہونے کی بنا پر لوگ ان کے وجود کی تصدیق نہیں کریں گے، مگر ایسے مومن کہ جن کا دل اللہ تعالیٰ نےآزمایا ہو۔

(تفصیل کے لیے کتاب غایۃ المرام)

عادل مجتہد کی اطاعت

ترجمہ: "فکر و نظر سے اس شخص کی طرف دیکھو جو تم میں سے ہماری احادیث کو روایت ہے اور ہمارے حلال و حرام دیکھتا ہے ۔ اور ہمارے احکام کو وہ جانتا ہے۔ پس تم اسکے حکم پر راضی ہوجاؤ۔ بے شک اس شخص کو میں تمہارا حاکم قرار دیتا ہوں۔ جب وہ ہمارے احکام کے بارے میں حکم صادر کرے تو اسے قبول نہ کرنیوالا یقیناً حکم خدا کا استخفاف کرتا ہے۔ اور ہلکا شمار کرکے اسکی تردید و انکار کرتا ہے۔ ہمارے احکام سے روگردانی شرک باللہ کی حد ہے۔ **(کتاب کافی)**

https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:OGY5Ln0BGWfjTl3qMDLr

والدین کی اطاعت

۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا

(اسرء، 17:23)

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو. اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا

ضمناً یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ تمام اوامر و نواہی میں مطلق طور پر والدین واجب الاطاعت نہیں ہیں بلکہ ان کی اطاعت مشروط ہے، کہ وہ کسی حرام کا امر نہ کریں اور نہ واجب قطعی کی انجام دہی سے منع کریں۔ اس صورت میں خدا اور رسولؐ کی اطاعت مقدم ہے۔ چونکہ قرآن میں اس کے متعلق واضح بیان موجود ہے۔

وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَـٰهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَآ ۚ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

(عنکبوت، 29:8)

اور ہم نے ہدایت کی ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اور اگر وہ تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ ایسی چیزوں کو جن کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مانو میری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے (ڈاکٹر اسرار احمد)

شوہر سے بیوی کی اطاعت

ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ ۚ فَٱلصَّٰلِحَٰتُ قَٰنِتَٰتٌ حَٰفِظَٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ ۚ

(نساء، 4:34)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں بسبب اس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے اور بسبب اس کے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال پس جو نیک بیویاں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں غیب میں حفاظت کرنے والیاں اللہ کی حفاظت سے۔

مقصرین کی اطاعت نہیں

أَفَرَءَيْتَ مَنِ ٱتَّخَذَ إِلَٰهَهُۥ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ ٱللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِۦ وَقَلْبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَٰوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِنۢ بَعْدِ ٱللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (جاثیه، 45:23)

کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش ِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ؟ اور اللہ نے اسے گمراہ کر رکھا ہے اس کے علم کے باوجود اور اللہ نے اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے تو اللہ کے (اس فیصلے کے) بعداب کون اسے ہدایت دے سکتا ہے تو کیا تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟

وضاحت

✎ سب بھی پہلے: اطاعت سے مراد "احکام خداوندی کی پیروی کرنا ہے"۔ کوئی بھی ایسا کام جو قانون الٰہی یا احکام خداوندی کے خلاف ہو، اس میں "اولی الامر کی اطاعت" نہیں ہوگی۔

✎ اور دوسری بات، ان ساری اطاعتوں میں، اطاعت زندہ کی ہی کی جا رہی۔ ہر نبی کے بعد دوسرے نبی کا آنا، اور ہر امام کے بعد دوسرے امام کا آنا۔۔۔ یه بتاتا که اطاعت زندہ کی ہوگی۔ حتیٰ کے بارہویں امام کا غیبت صغریٰ میں جانے کے بعد یه سلسلا نواب اربعہ کے ذریعہ سے ہونا، دوبارہ زندہ کی اطاعت کی طرف تلقین کرتا۔ اور جب نائب اربعہ جا چکے اور امام غیبت کبریٰ میں چلے گئے تو زندہ مجتھدین کی طرف رجوع کرنے کو کہا گیا۔ (یعنی که زندہ کی اطاعت/تقلید)

✎ تیسری بات، ان "اطاعتوں" میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے که ان انکو حاجات طلبی کے لیے پکارا جائے جیسے اللہ کو پکارا جاتا ہے۔ "اطاعت" سے مراد صرف احکام خداوندی میں انکی اطاعت ہے۔

5۔ عبادت میں توحید اور شرک (توحید عبادی)

ریاکاری شرک ہے۔

✐ اسے "توحید عبادی" بھی کہتے۔ اور یہ سب سے نازک عنوان ہے۔ جس کو سمجھنا اور سمجھانا بہت دقیق نظریہ کا کام ہے۔ اس کو تفصیل سے "شریعت سنگلاجی" نے اپنی کتاب "توحید عبادت/ یکا پرستی" میں کی ہے، جس کے اقتباسات حصہ دوم میں پیش خدمت ہیں۔

توحیدی عبادی مطلب عبادت میں توحید، یعنی "عبادت" کسے کہتے، اور وہ کونسے کام ہیں جو بندہ کرتا اور وہ عبادت کے زمرہ میں آتی، پر اگر وہ عبادت اللہ کے لیے نہ ہوئی، کسی اور کے لیے ہوئی تو یہ شرک عبادت کہلائے گا۔۔ یعنی عبادت میں شرک۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

(غافر، 40:60)

اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

(جوادی)

✐ اس آیت کے مطابق "دعا" خود عبادت ہے۔ اور جب یہ "دعا" اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے کی جائے تو بعید نہیں کہ "شرک عبادی" میں آئے۔

وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ

(بینہ، 98:5)

ان کو (اس کے سوا اور کوئی) حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں

وَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ۚ

(اعراف، 7:29)

اس کے لیے نری کھری عبادت کر کے اس سے دعا مانگو

وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا

(کھف، 18:110)

تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہیئے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف، 106)

ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں. (جوناگڑھی)

20۔ شیعہ میں خرافات

1۔ غیر خدا کو پکارنا/مدد مانگنا

⮪ یا علی مدد قبر پرستی کی پرکٹس کو فروغ دیتی ہے، یقیناً ائمہ انبیاء، مومنین اپنے اہل عیال کی قبروں کی زیارت بہت اچھی چیز ہے، پر "یا علی مدد" ان قبروں سے حاجات طلب کرنے کی طرف ترویج دیتا۔ اس پرکٹس سے لوگ اللہ کی طرف رجوع نہیں ہوتے، اللہ سے حاجات طلب کرنا چھوڑ دیتے، (جبکہ سورہ ص میں اللہ تعالیٰ، اپنی طرف رجوع کے بارے میں بار بار فرماتے:

وَوَهَبْنَا لِدَاوُۥدَ سُلَيْمَـٰنَ ۚ نِعْمَ ٱلْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ٣٠

اور داؤد کو ہم نے سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا ، بہترین بندہ ، کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا

إِنَّا وَجَدْنَـٰهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ ٱلْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ٤٤

ہم نے اسے(ایوبؑ) صابر پایا ، اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والے بندوں کی ثنا کرتا۔
پر ہمارے والے کہتے اللہ بہت بلند چیز ہے، ہماری رسائی وہاں تک نہیں، اس لیے ہم نیچے اللہ کی مخلوق سے حاجات طلب کرتے، وہ بھی ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر جاکر۔۔۔
اس پرکٹس کو ختم ہونا چاہیے۔ اور ختم ہوگی سب سے پہلے "یا علی مدد" کی حوصلہ شکنی کرنے سے۔
ہر سچے شیعانِ علی کو اپنے مولا سے بے انتہا محبت ہوتی (الحمدللہ)۔ پر محبت کا اگر یہ مطلب ہو کہ اسے اللہ کا بیٹا بنا دیں، یا اللہ ہی بنا دیں، یا وہ چیزیں منصوب کریں جن کا نا انہوں نے خود دعویٰ کیا ہو یا اشارہ ہی دیا ہو۔ تو یقینا ایسی باتوں سے اللہ بھی ناراض تو مولا بھی ناراض۔ ایسی باتوں سے مولا کا سچا شیعہ دور ہی رہنا پسند کریگا جس سے اُسکا اپنا مولا خود ہی ناراض ہو۔

2۔ لفظ "خدا" کا کثرت سے استعمال

(یعنی اللہ کو اللہ کہہ کر نا پکارنا، نہ ہی رحمٰن کہہ کر پکارنا، پر خدا کہہ کر پکارنا)

⮪ لفظ **"خدا"** ہمارے پاس بہت زیادہ استعمال ہوتا۔ ہر کتاب میں ہر ترجمہ میں۔

حالانکہ یہ لفظ اللہ کے مشہور 99 ناموں میں سے نہیں پایا جاتا۔ نا ہی دعا مشلول کے 255 اللہ کے ناموں میں سے، اور نہ ہی، دعا جوشن کبیر کے 1001 اللہ کے نام و صفات میں سے۔

جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کہتا ہے۔۔۔

وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا

(7:180)

اور تمام اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تو پکارو اسے ان (اچھے ناموں) سے

قُلِ ٱدْعُواْ ٱللَّهَ أَوِ ٱدْعُواْ ٱلرَّحْمَـٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُواْ فَلَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ

(17:110)

آپ کہہ دیجیے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں

ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ

(20:8)

وہ اللہ ہے ! اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اسی کے ہیں تمام اچھے نام

هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَـٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَـٰدَةِ ۖ هُوَ ٱلرَّحْمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُ **(59:22)**

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا ، وہی رحمن اور رحیم ہے

هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَـٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَـٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

(59:23)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس ، سراسر سلامتی ، امن دینے والا ، نگہبان ، سب پر غالب ، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا ، اور بڑا ہی ہوکر رہنے والا۔ پاک ہے ، اللہ اس شرک سے جو لوگ کررہے ہیں

هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَـٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ

(59:24)

وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لئے بہترین نام ہیں۔ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کررہی ہے ، اور وہ زبردست اور حکیم ہے “۔

اور دعا مشلول کے آخری جملے تو کچھ اس طرح ہیں:
"میں سوال کرتا ہوں تیرے ہر اُس نام کے واسطه سے جس سے تونے اپنی ذات کو پکارا،
یا اپنے صحیفوں میں سے کسی میں اتارا، یا اسے علم غیب میں اپنے لئے مقرر و خاص کیا، ..
اور میں سوال کرتا ہوں تیرے پیارے ناموں کے ساتھ جنکی تو نے قرآن میں توصیف کی، پس تونے کہا، الله کیلئے ہیں پیارے پیارے نام تو تم اسے انہی سے پکارو.." (دعا مشلول)

✐ بھلا الله تبارک و تعالیٰ کو "الله" ہی کے نام سے کیوں نه پکارا جائے، یا ان اسماء الحسنیٰ سے جس کی تلقین خود الله پاک نے کی ہے۔ الله کہه کر پکارو یا رحمٰن کہه کر---
پر ہم نے وہ نام پکڑ لیا جو کہیں نہیں۔

3۔ عَلَم کے آگے دعا مانگنا

➪ اگر علم کے آگ کھڑے ہوکر آپ علم سے دعا مانگ رہے، تو یه عین شرک ہے، آپ کسی بے جان چیز سے مانگ رہے۔ جو اپنا نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یه بت پرستی ہے۔
اگر علم کےآگے کھڑے ہوکر آپ حضرت عباس سے دعا مانگ رہے۔ تو جب "یا علی مدد" پر ہی اعتراض ٹھرا تو یه ایک قدم اور پیچھے ہے، که حضرت عباس تو معصوم بھی نہیں۔
اگر علم کے آگے کھڑے ہوکر آپ امام سے مانگ رہے، تو یه وہی بات جس پر یه پوری بحث ہے، الله کی ذات کے علاوہ نا کوئی دعا سننے والا ہے، اور نه حاجات برآوری کرنے والا۔
اگر علم کے آگے کھڑے ہوکر آپ الله سے مانگ رہے، تو پھر علم کے آگے کھڑے ہوکر ہی کیوں؟ کیوں بلاوجه شرک کو دعوت دی جائے۔
بہتر نہیں که بندہ الله کی مسجد میں جاکر، یا قبله رو ہوکر صرف خالص الله سے دعا مانگے!
اور شرک کے لمس سے بھی دور رہے، کیوں که بالآخر ضد میں آکر ہی سہی، پر کون ہے جو شرک کی موت مرنا پسند کرے گا؟ جس کی معافی بھی نہیں۔

4۔ متبرک دھاگے یا کپڑے

⇦ ہم نے ائمه کی سیرت پر عمل کرنے کے بجائے صرف ان کے قبور کو ہی زیادہ فوکس کیا ہوا ہے۔ انکی تعلیمات کے بجائے ان کی جسمانی خدوخال، تشبیہات، انکے گھوڑے، انکی قبریں، انکی کپڑے، انکی مٹی، انکے طوق ، انکے جیل اور انکی زنجیریں،۔۔۔
کیا بعید ہے که اس میں مذہب کے نام پر مفاد پرستی کا شامل ہو، کوئی چیز تب تک نہیں بکتی جب تک اسے متبرک نه بنا دیا جائے۔ کسی امام کی قبر کی جالی سے، یا اس قبر کی شبیھ سے ہی، کوئی دھاگه، کپڑا مس ہوجائے تو وہ ہمارے لیے اتنا مبارک بن جاتا جیسے اس سے بڑی کوئی بات نه ہو۔ اگر وہ دھاگے جو آپ کلائی پر پہنتے یا گلے میں پہنتے، اگر یه عقیدہ رکھتے که یه آپ کی زندگی بدلیں گے، تو جان لیں، یه بات شرک سے خالی نہیں۔ آپ نے ایک بے جان دھاگے یا کپڑے کے ٹکڑے کو کو اپنی تقدیر بدلنے والا سمجھ لیا۔

5۔ ذوالجناح/ضریح وغیرہ

⇦ یه سب شبیہات ہیں، کسی کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے، جیسے تصویر۔ یه ہماری تقدیریں نہیں بدل سکتی، بلکه کچھ بھی نہیں کر سکتیں، اللہ نے اپنی مخلوقات میں سے کسی کو اگر عزت بخشی ہے، کسی پر فخر کیا ہے تو وہ "انسان" ہے، جسے اشرف المخلوقات کہا گیا۔ یه گائیں گھوڑے آپکی دعائیں اور منتیں پوری نہیں کرسکتے، انکے نیچے سے گزرنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ انکو اتنا متبرک بنا کر پیش نه کرو که خدانخواسته اسی صف میں کھڑے ہوجائو جس میں ہندو کھڑے ہیں۔

سامری نے بھی ایک بچھڑا بنایا تھا اور کہا تھا "یه تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے" (سورہ طه، 88)
تو کیا یه تشبیه اللہ کو پسند آئی؟

بندہ کی توکل اللہ کی ذات کے سوا کسی سے نہیں ہونی چاہیے۔ یہی ہمیں قرآن سکھاتا، نبی اکرمﷺ نے سکھایا، اور ائمه علیہم السلام نے سکھایا۔

21۔ شیعت کی اصلاح

Reformatoin of Shiaism

یہ بات، اس کتاب کے لکھنے کے، بہت دیر سے پتا چلی کہ، شیعہ میں ایک ایسا طبقہ پہلے سے موجود ہے جو غیر اللہ سے مدد مانگنے کے خلاف ہے۔ انھیں **"اہل قرآن شیعہ"** کہتے۔

زیادہ تفصیل ان کے متعلق آپ یہاں سے پڑھ سکتے:
https://ur.wikipedia.org/wiki/اہل_قرآن_شیعہ

"اہل قرآن شیعہ جس موضوع پر سب سے زیادہ زور دیتے ہیں ان کے ہاں وہ قرآن فہمی ہے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑہیں اور اس پر تدبروغور کریں اور اپنے عقائد کی بنیاد قرآن کو بنائیں .اور کوئی عقیدہ نظریہ روایت قرآن کے خلاف نظر آئے تو اس کورد کر دیا جائے خواہ کتنی ہی صحیح السند روایت کیوں نہ ہو وہ زخرف یعنی لغو ہے۔"

"اہل قرآن شیعہ" میں شریعت سنگلاجی بڑا نام ہے، جنہوں نے چند کتابیں لکھی جن میں سے "توحید عبادت" اور "کلید فھم القرآن" ٹاپ فھرست ہیں۔ انکے ایک شاگردعلی اکبر حکمیزادہ کی "اسرار ہزار سالہ" بھی مشہور ہے۔

(فی الوقت یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ کاتب کا "اہل قرآن شیعہ" کی ساری باتوں سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے، پر یہ نشاندہی کرنا ضروری ہے کہ یہ کوئی نئیں بات نہیں ہے۔ بلکہ ایک طبقہ کئی دیہائیوں سے پہلے یہ بات کررہا کہ شیعہ کی اصلاح کی ضرورت آن پڑی ہے، ہم میں بہت سے خرافات شامل حال ہوچکی ہیں۔)

یہ کالم لکھتے ہوئے ان کے فیس بوک پیج کو جب چیک کیا گیا تو آیت اللہ صرخی کا یہ قول سرفھرست تھا:

"تم کیوں استغاثہ کرتے ہو؟تم کیوں مدد کی بھیک مانگتے ہو،تم کیوں شفاعت مانگتے ہو،تم کیوں نذر مانتے ہو؟ قبروں سے ،مشاہد سے،مقامات سے،مٹی سے،پتھر سے،لوہے سے ،چاندی سے،سونا سے،پردوں سے،دروازوں سے،کھڑکیوں سے،قبوں سے،صندوقوں سے......جب کہ یہ سب چیزیں اپنے لیے کچھ کرنے سے عاجز ہے،اپنے اور اپنے آس پاس والوں کے لیے۔
آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمۡ اَمۡ عَلَى اللّٰهِ تَفۡتَرُوۡنَ(یونس 59)
کیا تم کو اللہ نے حکم دیا تھا یا اللہ پر افترا ہی کرتے ہو؟"
(آیت اللہ صرخی - fb)

22۔ قرآن سے دلائل کے جوابات

(وہ ساری آیات جو "مدد" پر دلیل کے طور پر پیش کی جاتی)

1۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (1:1)

کچھ لوگ "یا علی مدد" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ثابت کرتے ہیں۔ کچھ اس طرح: "بسم اللہ" کا مطلب ہے اللہ کے نام کے ساتھ، یا "ب" عربی میں مدد کی معنیٰ میں بھی آتا، تو بسم اللہ کی معنیٰ کچھ اسطرح ہوگی، اللہ کے نام سے مدد۔ یعنی اللہ الگ ہے، اور اللہ کا "نام" الگ ہے۔ یعنی اسم الگ ہوتا اور مسموم الگ ہوتا، اسم اور مسموم دو الگ چیزیں ہیں، اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوتی۔ یعنی جب ہم بول رہے، بسم اللہ، تو کہہ رہے، اللہ کے نام سے مدد، یعنی اللہ سے مدد نہیں بلکہ اللہ کے "نام" سے مدد۔ اللہ کا نام چونکہ اللہ سے جدا ہے، تو ثابت ہوا کہ اللہ کے نام سے مدد، اللہ کے غیر سے مدد مانگنا ثابت ہوا۔

✍**جواب:** اس تشریح کے ضمن میں سب سے پہلے علامہ طالب جوہری کی کتاب "احسن الحدیث" سے تفسیر بالرائے کی ڈیفینیشن جاننا ضروری ہے۔

📖 "1۔ اس اعتبار سے اگر انسان پہلے سے ایک عقیدہ یا نظریہ رکھتا ہو اور اسے ثابت کرنے کے لیے آیات قرآن کو کھینچ تان کر مختلف غیرمانوس طریقہ ہائے استدلال کے ذریعے، خلاف قواعد زبان و ادب اور خلاف اصطلاحات اہل شرع اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کرے تو یہ **تفسیر بالرائے** ہے۔

2۔ آیت کی تفسیر کو قواعد کے مطابق قبول کرے۔ مگر اس کے مصداق یا مورد کو اپنے نظریے کے اثبات کے لیے تبدیل کرے اور کہے کہ یہ آیت فلاں سے نہیں بلکہ فلاں سے متعلق ہے، یا یہ فلاں مورد میں نہیں بلکہ فلاں مورد میں نازل ہوئی ہے۔

3۔ ایسی تفسیر کرے جو عقل سلیم اور منطقِ صحیح کے بالکل خلاف ہو۔

4۔ قرآن فہمی کے اُصول و قواعد اور لازمی علوم کے حاصل کیے بغیر آیات قرآنی میں اپنی رائے قائم کرے۔

احادیث:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے خوف ہے کہ میرے بعد میری اُمت تین خصلتوں میں مبتلا ہوگی، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگ قرآن کی تاویل کریں گے جو خلاف مراد ہوگی۔ " (خصائل شیخ صدوق قلمی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے قرآن میں اپنی رائے سے گفتگو کی اگر وہ صحیح نتیجے تک پہنچ جائے، جب بھی خطاکار ہے۔" (بحار الانوار)

امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا:
"خبردار اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر نہ کرنا۔" (توحید، صدوق، باب 36)

امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص اپنی رائے کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے اگر وہ واقع، درحقیقت تک پہنچ جائے تو اسے اجر نہیں ملے گا اور اگر وہ خطا کرے تو جنت سے اتنی ہی دُور ہوگا جتنا آسمان سے دور ہے۔" (تفسیر برہان)"
(احسن الحدیث، طالب جوہری، ص21-23)

✎ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں اللہ کے نام سے مدد، ترجمہ بھی اگر کیا جائے، تو اللہ سے مدد مانگی جائے یا اللہ کے نام سے مدد مانگی جائے، دونوں صورتوں میں بات "ایک اللہ" ہی کی ہے۔ اس میں اللہ کے غیر کا کوئی نام و نشان نہیں۔ بات بہت واضح اور سیدھی ہے۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح خود معصوم نے کیا کی ہے، وہ بھی تفسیر نورالثقلین سے یہاں اسکرین شاٹ دکھا دیا جاتا۔

یہ تفاسیر اور تشریح دیکھنے کے بعد اور عقل سلیم استعمال کرتے، کوئی حجت نہیں بچتی کہ آپ کہیں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں "غیر اللہ" سے مدد مانگی جا رہی۔

۵۰- کتاب التوحید میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے متعلّق منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اللہ اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کی طرف تمام مخلوق اپنی حاجات کے لیے رجوع کرے اور جب دنیا کے تمام سہارے اور وسیلے ٹوٹ جائیں اور تمام اسباب منقطع ہو جائیں تو اس عالم میں جس ذات کی طرف رجوع کیا جائے اسے ''اللہ'' کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ جب ''بسم اللہ'' کہتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں اپنے تمام امور میں اللہ سے مدد چاہتا ہوں، جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ جب اس سے استغاثہ کیا جائے تو وہ مدد کرتا ہے اور جب اسے پکارا جائے تو وہ جواب دیتا ہے۔

یہی بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے اس وقت کہی تھی جب اس نے کہا تھا کہ اے فرزند رسولؐ! مجھے اللہ کے متعلّق رہنمائی کریں، کیونکہ مباحثہ کرنے والوں نے مجھے عاجز کر دیا ہے؟

اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:

بندۂ خدا! کیا تم نے کبھی کشتی کا بھی سفر کیا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا کبھی ایسا اتفاق بھی ہوا کہ کشتی سمندر میں ٹوٹ گئی ہو، جہاں تمھارے بچانے کے لیے کوئی کشتی موجود نہ ہو اور نہ ہی وہاں پیراکی تمھیں فائدہ دے سکتی ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا اس حالت میں تمھارے دل میں کوئی امید اور سہارے کا تصور موجود تھا، جس کے متعلّق تمھارے دل میں یہ امید ہو کہ وہ تمھیں ہلاکت سے نجات دے سکتا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: وہی تو اللہ ہے جو وہاں بھی نجات دیتا ہے جہاں کوئی نجات دہندہ نہیں ہوتا۔ اور وہ وہاں مدد کرتا ہے جہاں کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

2۔ استعینو بالصبر والصلاۃ۔(2:45، 2:153)

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَ
۱۵۳(بقرہ)

"ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"
(جوادی)

یہ آیت ویسے بہت مشہور ہے، اس تناظرے میں، کہ دیکھو، اللہ خود فرماتا نماز اور صبر سے مدد لو، اور یہ دونوں چیزیں اللہ نہیں ہیں، یعنی اللہ کا غیر ہیں۔ تو اللہ کے غیر سے مدد ثابت ہوگئی، جب اللہ کےغیر سے مدد ثابت ہوگئی، تو اب چاہیے کسی سے بھی مدد مانگ سکتے۔

✎ **جواب:** نماز اور صبر، دو عبادتیں ہیں، عبادت صرف اللہ کے لیے ہوتی۔ اللہ کی عبادت کر کے اللہ کا تقرب حاصل کرو۔(توحید عبادی میں ہم بحث کر آئے کہ عبادت اگر غیر اللہ کے لیے ہوگی تو وہ شرک عبادی میں آئے گی۔) ہر عبادت کا مقصد "تقرب الی اللہ ہوتا"۔ آپ نماز کی نیت ہی کو دیکھ لیں۔ "فلاں نماز پڑھتا ہوں، اتنی رکعت واجب **قربةً الی اللہ"**، --- کچھ علما اپنے شاگردوں کو تلقین کرتے، ہر کام قربةً الی اللہ کی نیت سے کرنا چاہیے، اس طرح مباح کام بھی عبادت بن سکتا۔

✎ "ذکر علی اگر عبادت ہے": جب اللہ والوں کا ذکر ہوتا ہے، تو اس سے مومنین کا ایمان تازہ ہوجاتا ہے، جیسا اللہ تعالیٰ خود، انبیاء کے قصے قرآن میں بیان فرمائے، تاکہ مومنین کے لیے یاددھانی/ذکر ہو اور ان کے ایمان تازہ ہوں اور ان کے لیے یہ قصہ سبق آموز بن جائیں۔ بالکل اسی طرح، ذکر علی، سے مومنین کا ایمان تازہ ہونا چاہیے، ان کے فضائل پڑھ کر، ان کے کردار پر عمل کر کر۔" ذکر علی مطلب ان کے کردار پر عمل کرنا۔ نا کہ ان کے نام کی تسبیح پڑھنا۔

📖 **اِنَّ شَفَاعَتَنَا لَا تَنَالُ مُسْتَخِفًّا بِالصَّلَاةِ ۔ {الفقیه ۱ : ۲۰۶}**
ہماری شفاعت اس شخص کو نہیں پہنچے گی جو نماز کو سبک و خفیف سمجھے۔ (تفسیر کوثر)

📖 **اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ** :خشوع نہ رکھنے والوں، ذوق عبادت نہ رکھنے والوں اور دل سے عبادت بجا نہ لانے والوں پر یہ نماز بارگراں ہے۔ جب کہ خشوع رکھنے والے نماز سے جو لذت اور سکون قلب حاصل کرتے ہیں وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے۔ (تفسیرکوثر)

📖 حضرت علی علیہ السلام کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو اٹھ کرنماز پڑھ لیتے اور اس آیت :وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ کی تلاوت کرتے تھے۔ (تفسیرکوثر)

📖 * امام جعفر صادق علیه السلام سے روایت ہے:

لَا تَتَهَاوَنْ به وَ لاَ بِصَلَاتِکَ فَاِنَّ النَّبِیْ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهٖ: لَیْسَ مِنِّی مَنْ اِسْتَخَفَ بِصَلَاتِهٖ لَا یَرِدُ عَلٰی الْحَوْضِ لَا وَ الله ۔ {بحار الانوار ۸۰ : ۹}

تم اپنی نمازسے تساہل نہ برتوکیونکہ رسول خدا (ص) نے اپنی وفات کے وقت فرمایا : وہ شخص مجھ سے نہیں ہے جو نماز کو خفیف سمجھتا ہے۔ وہ میرے پاس حوض پر نہیں پہنچ سکے گا۔ قسم بخدا وہ نہیں پہنچے گا۔ (تفسیر کوثر)

📖 امام صادق سے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :

جب دنیا کے غموں میں سے کسی کا سامنا کرو تو وضو کرو اور مسجد میں جاکر نماز پڑھو اور پھر دعا کرو کیونکہ خدا نے خود ہی حکم دیا ہے : **واستعینو بالصبر والصلوٰۃ**(تفسیر نمونہ، 2:45)

📖 کتاب کافی میں امام صادق سے روایت ہے:

کان علی اذا اھالہ امر فزع قام الی الصلوٰۃثم تلامذہ الآیۃواستعینو بالصبر والصلوٰۃ۔

جب حضرت علی کو کوئی سخت مشکل در پیش ہوتی تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور پھر اس آیت کی تلاوت فرماتے : **واستعینو بالصبر والصلوٰۃ**۔(تفسیر نمونہ، 2:45)

3۔ اولی الامر منکم

یَٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوٓاْ أَطِیعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِیعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِی ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ

(نساء، 4:59)

"اے اہل ایمان ! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے اولوالامر کی بھی (اطاعت کرو)" – (اسرار احمد)

✎ اس آیت میں اطاعت کرنے کو کہا جا رہا ہے، اطاعت سیرت پر عمل کرنے کا نام ہے، ان کے نقش قدم پر چلنا۔ اہل تشیع کے نزدیک "اولی الامر" سے مراد معصومین علیہم السلام (14 معصوم) ہیں۔ کیونکہ اللہ جن کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے، اس کا معصوم ہونا ضروری ہے، یقینا اللہ کسی خطاکار کی اطاعت کا حکم نہیں دے سکتا۔

✎ بہرحال اس آیت میں محض زندہ امام کی اطاعت کا حکم ہے، نہ کہ کسی فوت شدہ امام سے دعا مانگنے کا۔ بات بہت واضح اور سیدھی ہے۔ **وَلَقَدْ یَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ** (قمر، 17) "اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟"

4۔ حالت رکوع میں زکواۃ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُمْ رَٰكِعُونَ

(مائدہ، 5:55)

تمہارے ولی تو اصل میں بس اللہ اس کا رسول ﷺ اور اہل ایمان ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں جھک کر

✐ یہ آیت بنیادی طور پر ولایت کے اوپر ہے، اور ولایت کو ہم اوپر "ولایت" میں بحث کر آئے۔ ولایت مطلب ولی کا کہنا ماننا، انکی سیرت پر عمل کرنا، ان کی تعلیمات پر عمل کرنا، نہ کہ ولی کی قبر پر جاکر اس سے دعا مانگنا۔

5۔ اے نبی اگر تم بھی انکی مغفرت کی دعا کرو

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلْقَلْبِ لَٱنفَضُّوا۟ مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَٱعْفُ عَنْهُمْ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى ٱلْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَوَكِّلِينَ

(آل عمران 3:159)

(اے نبی ﷺ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بہت نرم ہیں اور اگر آپ ﷺ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ ﷺ کے ارد گرد سے منتشرہو جاتے پس آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیں پھر جب آپ فیصلہ کرلیں تو اب اللہ پر توکل کریں یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے—

✐ مغفرت کی دعا مانگنا، چاہے زندہ زندہ کے لیے مانگے، یا زندہ مردہ کے لیے مانگے۔ اس میں توکسی چیز کی قباحت ہی نہیں۔

6۔ استغفار کرو

فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَىٰكُمْ (محمد، 47:19)

بس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی خطائوں کے لیے (اللہ سے) استغفار کرو اور اہلِ اِیمان مردوں اور عورتوں کے لیے بھی (استغفار کریں) اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے لوٹنے کی جگہ کو اور تمہارے مستقل ٹھکانے کو۔

✍ یہ آیت بھی مغفرت کے حوالے سے ہے۔ دعا تو خیر اس میں بھی صرف اللہ ہی سے ہورہی۔ اور مغفرت کی دعا تو بندہ اپنے مومن/مسلمان بھائی میں سے کسی کے لیے بھی کرسکتا، زندہ زندہ کے لیے بھی کرسکتا، زندہ مردہ کے لیے بھی کرسکتا۔ اور اسکی کئ دلیلیں قرآن سے مل جاتی، جیسے:

رَّبِّ ٱغْفِرْ لِى وَلِوَٰلِدَىَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ
(نوح، 71:28)
رَبَّنَا ٱغْفِرْ لِى وَلِوَٰلِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ ٱلْحِسَابُ
(ابراہیم، 14:48)

پر جہاں یہ آیات ہیں، وہاں ایک یہ آیت بھی ہے:

ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ
(توبہ، 9:80)
(اے نبی ﷺ !) آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں۔ اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کریں گے تب بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں فرمائے گا یہ اس لیے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کرچکے ہیں اور اللہ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔۔۔ (ڈاکٹر اسرار احمد)

7۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص سے شفا

ٱذْهَبُوا۟ بِقَمِيصِى هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِى يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِى بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ
(یوسف، 12:93)
جاؤ، میرا یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے منہ پر ڈال دو، اُن کی بینائی پلٹ آئے گی، اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ" --(ترجمہ مودودی)

✍ اسکی مثال کچھ ایسے ہے جیسے آپ سردرد کی ٹیبلیٹ کھائیں اور سر درد ختم ہوجائے۔ ایک گولی آپ کی "مشکل" "کشائی" کردیتی ہے، پر اسکے باوجود آپ اسے سامنے ہاتھ جوڑ کر، اسے پکارتے نہیں۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں، یہ چیز ایسے کام نہیں کرتی۔ اس میں اگر کچھ تاثیر ہے تو وہ کھا کر ہی ہوگی، نا کہ پکار کر۔ (بالکل ایسے ہی، انبیاء و والیاء علیہم السلام سے تعلق جوڑنے، اور انکی شفاعت کا حقدار

بننا، انکی تعلیمات اور سیرت پر عمل کرنے سے ہے، نا کہ انہیں قبروں میں پکارنے سے)

✏ حضرت یوسفؑ کی قمیص کے پیچھے ایک منطق فلسفیانہ بھی ہے۔ کہ ایک قصہ جو قمیص سے شروع ہوا تھا، جب یوسفؑ کے بھائیوں نے اس کی قمیص اتار کر کنویں میں پھینک دیا، اور قمیص پر بھیڑ کا خون لگا کر اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کو پیش کیا اور جھوٹ بولا کہ حضرت یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ یہ قمیص ان کے لیے غم و حزن کا سبب بنی۔ اور اس غم میں رو رو کر انکی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

وَجَآءُوٓ أَبَاهُمْ عِشَآءً يَبْكُونَ 16

شام کو وہ روتے پیٹتے اپنے باپ کے پاس آئے

قَالُواْ يَٰٓأَبَانَآ إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَٰعِنَا فَأَكَلَهُ ٱلذِّئْبُۖ وَمَآ أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَٰدِقِينَ 17

اور کہا "ابا جان، ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے میں لگ گئے تھے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا کہ اتنے میں بھیڑیا آ کر اُسے کھا گیا آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں گے چاہے ہم سچے ہی ہوں"

وَجَآءُو عَلَىٰ قَمِيصِهِۦ بِدَمٍ كَذِبٍۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًاۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌۖ وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ 18

اور وہ یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کرلے غائے تھے۔ یہ سن کر ان کے باپ نے کہا " بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک بڑے کام کو آسان بنا دیا۔ اچھا صبروں کروں گا اور بخوبی صبر کروں گا ، جو بات تم بنا رہے ہو ، اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے

اور اسی طرح قصہ کا اختتام بھی ایک قمیص پر ہوا، جو ان کے لیے خوشی و مسرت کا سبب بنی، اور اس طرح ان کی آنکھوں کی بینائی بھی واپس آگئی۔

ٱذْهَبُواْ بِقَمِيصِى هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِى يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِى بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ٩٣

جاؤ، میرا یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے منہ پر ڈال دو، اُن کی بینائی پلٹ آئے گی، اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ

فَلَمَّآ أَن جَآءَ ٱلْبَشِيرُ أَلْقَىٰهُ عَلَىٰ وَجْهِهِۦ فَٱرْتَدَّ بَصِيرًاۖ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ 96

تو جب آیا بشارت دینے والا اور اس نے ڈالا اس (قمیص) کو یعقوب کے چہرے پر تو آپ پھر سے ہوگئے دیکھنے والے آپ نے فرمایا : کیا میں تم سے کہتا نہیں تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے ان چیزوں کا علم ہے جو تم نہیں جانتے

✍ تیسرا پہلو، اس کے پیچھے انبیاء کے معجزات ہیں۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوائوں پر حکومت تھی، جنات قبضے میں تھے، چرند پرند پر حکومت تھی۔
جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے، بیماروں کو شفا دیتے تھے، اور جو تم گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو، اسکی خبر دیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات مشہور ہیں، حضرت دائود علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کردیا گیا تھا:

❁ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ مِنَّا فَضْلًاۖ يَـٰجِبَالُ أَوِّبِى مَعَهُۥ وَٱلطَّيْرَۖ وَأَلَنَّا لَهُ ٱلْحَدِيدَ ١٠ (سبا)

اور ہم نے دائود ؑ کو اپنی طرف سے خاص فضل عطا کیا تھا (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو ! تم تسبیح کو دہرائو اس کے ساتھ اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا تھا) اور ہم نے اس کے لیے لوہے کو نرم کردیا تھا۔

أَنِ ٱعْمَلْ سَـٰبِغَـٰتٍ وَقَدِّرْ فِى ٱلسَّرْدِۖ وَٱعْمَلُوا۟ صَـٰلِحًاۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ١١

اس ہدایت کے ساتھ کہ زر ہیں بنا اور ان کے حلقے ٹھیک اندازے پر رکھ (اے آلِ داوٗدؑ)نیک عمل کرو، جو کچھ تم کرتے ہو اُس کو میں دیکھ رہا ہوں

✍ جب ایک نبی کے ہاتھوں بیمار شفا پاتے ہیں، جب ایک نبی ہوائوں کے دوش پر سفر کرتے ہیں، جب ایک نبی کے ہاتھوں لوہا نرم ہوجاتا ہے، جب ایک نبی چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے، تو پھر ایک نبی کی قمیص سے انکے باپ کی آنکھوں کی بینائی ٹھیک ہوجائے تو پھر اسکے بعد ہمارے لیے دنیا کے سارے دھاگے، کپڑے اور قمیصیں متبرک کیونکر بن جاتی ہیں؟ نبی اکرمﷺ کی لعاب سے بھی کئی معجزات وارد ہیں، جن میں سے ایک مولا علیؑ کی آنکھوں کا درد ٹھیک کرنا تھا، جنگ خیبر کے موقع پر، حضرت موسیٰؑ کی چھڑی بھی بڑے کام کرتی تھی، تو کیا پھر ہم دنیا جہاں کی چھڑیوں کو بھی پوجنا شروع کردیں؟ جب ان سب انبیاء کے معجزات محض معجزات تھی، اور ان معجزات میں استعمال ہونے والی چیز پر فوکس نہیں ہے، تو پھر محض حضرت یوسفؑ کے قمیص (والے معجزہ) سے پکارنا ثابت کیسے ہوجاتا؟

8۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو

وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُواْ

(آل عمران، 3:103)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

تفسیر کوثر

📖 اللہ کی رسی سے مراد اس کی کتاب اور اس کے رسول (ص) ہیں۔ بعض احادیث کے علاوہ سابقہ آیت (۱۰۱) اس بات کی دلیل ہے جس میں فرمایا :تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلُہٗ ۔۔۔ تمہیں اللہ کی آیات سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اللہ کا رسول بھی موجود ہے۔

حدیث ثقلین

عن ابی سعید الخدری ، قال رسول اللہ :اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اِللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مَا بَیْنَ السَمَائِ وَ اْلَارَضِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ ۔

ابو سعید خدری راوی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب جو ایک لمبی رسی ہے آسمان اور زمین کے درمیان، دوسری میری عترت، میرے اہل بیت ہیں۔

واضح رہے کہ قرآن و رسول (ص) اور اہل بیت رسول (ص) حَبۡلُ اللہ کی تشکیل کے لیے ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ مجموعی طور پریہ سب حبل اللہ ہیں۔ (تفسیر کوثر)

تفسیر نمونہ:

📖 حبل اللہ (اللہ کی رسی) سے کیا مراد ہے ؟ مفسرین نے اس کے متعلق کئی احتمالات کا ذکر کیا ہے ، بعض کے نذدیک اس سے مراد قرآن ہے اور بعض اس سے مراد اسلام لیتے ہیں ۔ کچھ حضرات کے نزدیک خاندان رسالت اور ائمہ معصومین (ع) مراد ہیں ۔ جو روایات پیغمبر اکرم اورا ےمہ اہل بیت (ع) سے نقل ہوئی ہیں ان میں بھی کئی تعبیرات نظر آتی ہیں جیسا کہ تفسیر در منثور میں پیغمبر اکرم اور معانی الاخبار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ حبل اللہ قرآن کریم ہے اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کی رسّی سے مراد آل محمد (ع) ہیں اور لوگوں کو ان سے تمسک کرنے پر مامور کیا گیا ہے ۔ لیکن ان احادیث اور تفاسیر میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ اللہ کی رسی سے مراد ہر قسم کا ذریعہ ہے جو ذات پاک کے ساتھ ربط رکھتا ہے ۔ چاہے و ہ وسیلہ اسلام ہو یا قرآن یا پیغمبر اور ان کے اہل بیت (ع) ۔ باالفاظِ دیگر تمام وہ چیزیں جو ذکر ہو چکی ہیں ارتباط ِ خدا کے وسیع مفہوم میں داخل ہیں ۔

(تفسیر نمونہ) http://tafseerenamoona.net/topicResult/605

✐ تفسیر کوثر، اور تفسیر نمونه سے "حبل الله" کی ڈیفینیشن واضح کردی۔
"حبل الله" یعنی الله کی رسی، سے مراد آپ، اسلام لیں، قرآن لیں، نبی اکرم ﷺ کی ذات لیں، یا ائمه معصومین علیهم السلام لیں۔ انکو تھامنے سے مراد، انکی تعلیمات پر عمل کرنا، انکی سیرت کو زنده کرنا ہے۔ وه جس مقصد کے لیے بھیجے گئے تھے، آپکو انکے مقصد کو کامیاب کرنا، انکی تعلیمات کو عملی جامع پهنانا ہے۔

9۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِۚ

(مائده، 5:2)

اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناه اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں که خدا کا عذاب سخت ہے

✐ یه حقیقت میں وه آیت ہے، جو زنده کو زنده کی مدد کے بارے میں دلیل ہے۔
ہر نبی نے اگر کسی انسان سے مدد لی تو وه کسی زنده انسان سے ہی مدد طلب کی۔ کسی بھی نبی نے اپنی نصرت کے لیے، اپنے سے پہلے فوت شده نبی کو نہیں پکارا۔ بلکه مدد کے لیے بھی "دعا" الله ہی سے کی۔ ہماری امداد بھیج دے، ہماری نصرت کر، میرے لیے نصیر بھیج دے، ہارون کو وزیر بنا دے، کون ہے جو الله کی راه میں میری مدد کرے گا؟

حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنے بھائی کی سفارش کی که اسے میرا وزیر بنادے۔
حضرت عیسیٰؑ نے کہا، کون ہے جو الله کی راه میں میری مدد کریگا، اور 12 حوارین آگئے۔
اور نبی اکرمﷺ نے کہا مجھے "من لدنک سلطانا نصیرا" دے۔ اور مولا علیؑ اور جان نثار اصحاب آگئے۔
یعنی ان سبھی مثالوں میں ایک زنده انسان نے ہی زنده انسان کی مدد کی ہے۔
(اب زنده زنده کی مدد کو دلیل بنا کار، پھر شهید کو زنده کرکے ، آپ مغالطے کا شکار ہو رہے۔ اگر آپکو نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر عمل کرنا ہے، تو آپ بھی الله سے دعا کر سکتے، "من لدنک سلطانا نصیرا، پر نبی کی سیرت یه نہیں تھی که وه اپنے سے پہلے شهید انبیاء کو پکارتے ہوں، اور نه ہی بعد والے ائمه نے اپنے سے پہلے ائمه کو پکارا ہو!)

اس آیت کی تائید میں ایک اور آیت بھی آتی ہے:

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

(زخرف، 43:32)

کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ لوگ تقسیم کریں گے؟ ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کا سامان دنیا کی زندگی میں تقسیم کردیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے درجات میں فوقیت دے دی ہے تاکہ بعض لوگ دوسروں کو خدمت گار بنا سکیں اور آپ کے رب کی رحمت کہیں بہتر ہے ان چیزوں سے جو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✎ معیشتِ دنیا اللہ نے اس طرح لوگوں میں تقسیم کی ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، تاکہ ایک دوسرے کی خدمت کر سکیں۔ اور یہ نظام سوشل سسٹم کو ترویج دیتا ہے۔

جیسا کہ سائنس کی زبان میں انسان ایک "سوشل اینیمل" ہے، اُس کی زندگی بقا آپس میں مل جل کر رہنے میں ہے۔ جیسا کہ اسلام بھی ایک دوسرے کو گفٹس دینے کی ہمت افزائی کرتا، اور صلہ رحمی کے معاملہ میں تو اسلام بڑا سخت ہے۔ یعنی آسان الفاظ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، ایک دوسرے کے کام آنا، وہ عمل ہے جس سے انسان کا انسان کے رشتہ ناطہ جڑتا، محبت بڑھتی، اور ایک صحت مند معاشرہ ترویج ہوتی ہے۔ جیسا کہ اوپر والی آیت خود اس بات کی دلیل بنتی۔

✎ ایک زندہ انسان کا زندہ انسان سے مدد لینا، ایک کا دوسرے سے خدمت لینا، ایک الگ چیز ہے۔ جس کی تائید میں یہ دو آیتیں بھی آتی۔ اور فوت شدہ سےمدد طلب کرنا، مرنے کے بعد انکو زیادہ سپرپاور بنا کر پیش کرنا، یہ اسلاف پرستی، اجداد پرستی، شخصیت پرستی کی طرف دعوت ہے۔ اور اس کی تائید میں کوئی آیت نہیں آتی۔ بلکہ الٹا اللہ کہتا جو قبروں میں ہے تم انہیں نہیں سنا سکتے۔

اسی مناسبت سے یہ آیت بھی ہے:

مَّن يَشْفَعْ شَفَٰعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُۥ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَٰعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُۥ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ مُّقِيتًا

(نساء، 4:85)

"جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے۔" (فی ظلل القرآن)

مزید: سورہ یٰس اور سورہ مزمل کی یہ آیات بھی اسی فکر پر غور کرنے کی دعوت دیتی:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٤٧

(یٰس، 36:37)

ور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے تو یہ کافر کہتے ہیں اہلِ ایمان سے کہ کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا ! تم تو خود ہی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہو!

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ٧

(مزمل، 73:7)

دن کے اوقات میں تو تمہارے لئے بہت مصروفیات ہیں۔

(مصروفیات یقیناً، دنیا داری کے کاموں کے حساب سے ہی ہے، ورنہ عبادت کا ذکر اس سورہ میں پہلے ہوتا؛ اور دنیا کی مصروفیات یقیناً لوگوں کے میل ملاپ/کام کاج سے ہی ہوتا۔)

اور اس میں تو شک ہی نہیں، کہ جس اللہ نے یہ دنیا بنائی ہے، انسان بنائیں ہیں کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ لوگوں آپس میں کس طرح کے کام پڑتے ہیں۔ اور وہ آپس میں کس طرح ایک دوسرے کو پکارتے؟ پر اللہ بھی خوب جانتا، اور بندہ خوب جانتا کہ زندہ زندہ کو کس طرح پکارتا اور بندہ ولیوں کی شہادت کے بعد ان کو کس طرح پکارتا۔

10۔ (یا اللہ) میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے

وَٱجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ٢٩، هَـٰرُونَ أَخِي ٣٠ ٱشْدُدْ بِهِۦٓ أَزْرِي ٣١

(طٰہٰ 20:29-31)

اور میرے لئے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے۔ (یعنی) میرے بھائی ہارون کو، اس کے ذریعے سے میری کمر کو مضبوط کر دے۔

✍ انھوں نے "اللہ سے دعا مانگی" جس میں انہوں نے اپنے بھائی کی مدد کی درخواست کی۔ اللہ اگر درخواست منظور کرتا ہے، تو وہ مدد لے سکتے، ورنہ نہیں۔

خیر یہاں پر انکا مقصد نبوت کے کام میں مدد لینا تھا، تبھی درخواست کی گئی، خیر دعا پھر بھی اللہ سے کی گئی--- پر اگر رواجی زندگی میں وہ اگر اپنے بھائی سے کوئی کام لیتے، تو یہ وہی "عرفہ عام میں زندہ کا زندہ سے مدد لینے کے مفہوم میں ہے" جس کو آپ "نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو" کے ضمن میں لا سکتے۔ (اس آیت سے کسی بھی اینگل سے مُردوں سے مدد لینا، یا قبروں پر جاکر پکارنا ثابت نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں کہ آپ میری بتائی ہوئی بات پر آنکھیں بند کر کے عمل کریں، آپ خود قرآن کی آیت پر غور و خوض کریں، اور خود فیصلہ کریں ایمانداری سے، آپ کو لگتا ہے، اس آیت سے "یا علی مدد" کی ثابتی ملتی؟ "حضرت موسیٰؑ اپنے بھائی کو اپنا وزیر بنانے کی اللہ سے درخواست کر رہے!")

11۔ نبی اکرم ﷺ کی دعا، اے اللہ میرے لیے نصیرا پیدا کردے

وَقُل رَّبِّ أَدۡخِلۡنِی مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِی مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّی مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِیرًا

(17:80)

اور دعا کیجیے کہ اے میرے رب مجھے داخل کر عزت کا داخل کرنا اور مجھے نکال عزت کا نکالنا اور مجھے خاص اپنے پاس سے مددگار قوت عطا فرما ـــــ (ڈاکٹر اسرار احمد)

✎ یہ نبی اکرمﷺ کی دعا، اوپر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے مثل ہے، انہوں نے اپنے بھائی کی وزارت مانگی تھی، اور یہاں نبی اکرم ﷺ نے بھی "من لدنک سلطانا نصیرا" مانگ رہے۔ یعنی اپنے بھائی "مولا علی علیہ السلام" کی وزارت مانگ رہے۔ تو اسکا جواب بھی وہی جو پچھلی آیت کا جواب تھا۔

نبی اکرمﷺ نے "اللہ سے دعا" مانگی۔ اور نصیر مانگا۔ نصیر کے طور پر اگر مولا علی مل گئے تو ایک زندہ زندہ کی مدد والی مثال ہوگئی۔ایک زندہ مددگار مانگا، ایک زندہ کی مدد مانگی۔

12۔ اللہ اسکا مولا ہے، اور جبرئیل، اور صالح مومنین اور ملائکہ

إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوبُكُمَاۖ وَإِن تَظَـٰهَرَا عَلَیۡهِ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ مَوۡلَىٰهُ وَجِبۡرِیلُ وَصَـٰلِحُ ٱلۡمُؤۡمِنِینَۖ وَٱلۡمَلَـٰۤىِٕكَةُ بَعۡدَ ذَ ٰلِكَ ظَهِیرٌ

(تحریم، 66:4)

اگر تم دونوں خدا کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہوگئے ہیں۔ اور اگر نبی کے مقابلے میں تم نے جتھ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبرائیل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔

✎ اس آیت میں نبی کے مددگار، اللہ کے بعد، جبرئیل، صالح مومنین اور ملائکہ کو بتایا گیا ہے۔ اور یقیناً اللہ اپنے نیک بندوں کی مدد مختلف ذریعوں سے کرتا بھی ہے۔ فرشتہ تو توبہ و استغفار کرتے ہی ہیں مومنین کے لیے (غافر، 40:7)۔

ٱلَّذِینَ یَحۡمِلُونَ ٱلۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهُۥ یُسَبِّحُونَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَیُؤۡمِنُونَ بِهِۦ وَیَسۡتَغۡفِرُونَ لِلَّذِینَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَعِلۡمًا فَٱغۡفِرۡ لِلَّذِینَ تَابُوا۟ وَٱتَّبَعُوا۟ سَبِیلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِیمِ (غافر، 40:7)

وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو ان کے ارد گرد ہیں وہ سب تسبیح کر رہے ہوتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ! تیری رحمت اور تیرا علم ہرچیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے پس بخش دے ُ تو ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لے۔

اور صالح مومنین سے مراد انکا بھائی انکے اصحاب تھے، جو ہر جنگ میں ہر مشکل میں انکے ساتھ تھے۔

✐ اللہ تبارک و تعالیٰ آپکی نصرت و مدد کس "ذریعے" سے کرتا ہے، وہ ذریعہ اللہ تعالیٰ کچھ بھی اختیار کریں، وہ اللہ کا کام ہے، پر آپکو ہمیشہ اللہ سے متمسک رہنا ہے۔ اسکی ایک زندہ مثال ہم اوپر بیان کر کر آئے، (سائل شکور) جب ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا، امام نے کچھ انگور دیے، تو وہ "شکر اللہ" بجا لیا، یہ سن کر امام نے اور دیا، اور اس طرح وہ شکر اللہ کرتے گئے، اور امام دیتے گئے، حتیٰ کہ اپنی قمیص تک اتار کر بھی دیدی۔ یعنی امام بھی اس بندہ کو پسند کرتے جو اللہ سے متمسک رہتا، اللہ ہی سے دعا کرتا، اللہ ہی کا شکر بجا لاتا۔

✐ اگر اللہ آپ کو پتھر سے رزق دے رہا ہے، تو پتھر ایک ذریعہ ہے، آپکو شکر اللہ کا بجا لانا ہے، دعا صرف اللہ سے ہی مانگنی ہے۔ نہ کہ رزق پتھر سے ملنے پر آپ پتھر کی ہی پوجا شروع کردیں۔
اور یہی تو قرآن کا اصل ٹاپک ہے، **قرآن کہتا ہے: "کیا تم نے اس نطفہ کو دیکھا ہے جو رحم میں ڈالتے ہو۔ اسے تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں، --- اس دانہ کو بھی دیکھا ہے جو تم زمین میں بوتے ہو، اسے تم اگاتے ہو یاہم اگانے والے ہیں۔ کیا تم نے اس پانی کو دیکھا ہے جس کو تم پیتے ہو، اسے تم نے بادل سے برسایا یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔ کیا تم نے اس آگ کو دیکھا ہے جسے لکڑی سے نکالتے ہو، اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں۔ (سورہ واقعہ)**

✐ پرانے زمانے کے مشرکین، ہر اس چیز کو خدا بنا بیٹھے تھے، جو انکی زندگی کا ذریعہ بنتی تھی۔ ہوا، آگ، پانی، مٹی، دودھ، گائیں، پہاڑ، بادل، برسات، گرج، سورج، چاند، وغیرہ۔ ان سب سے انکو وسائل حیات ملتے تھے تو ان کے لیے خدا بن گئے۔ پر اللہ انکو تنبیہ کرتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو، ہم ہی کرنے والے ہیں، ہم ہی نے بادل کو حکم دیا کہ پانی برسائے۔ یہ ایک وسیلہ ہیں، پر کرنے والے ہم ہیں، جب کرنے والا رب ہے تو مانگنا بھی رب سے ہی ہے، وسلیہ سے نہیں۔

اور مزہ کی بات، ان سب چیزوں کو اگر قوت گویائی دے دی جائے، تو یہ چیزیں ان لوگوں سے برات کا اظہار کریں گی جو انکو رب سمجھ کر پکارتے ہیں۔ (اور حضرت عیسیٰؑ کی دلیل کی طرح) بولیں گی، خدایا ہم نے انہیں نہیں کہا تھا کہ ہمیں پکاریں،

ہمیں جو حکم ملا اپنے رب سے وہ سرانجام دے رہے تھے، سورج اپنا کام کر رہا تھا تو بادل اپنا کام کر رہے تھے، باقی تو یہ لوگ خود گمراہ تھے۔

✎ آج کے مسلمانوں کا حال ان سے مختلف نہیں ہیں۔ بس فرق اتنا ہے، انہوں نے ہوا، آگ، پانی کی جگہ، نبی، ولی، وصی کو دے رکھی ہے۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ دیا، اور وسیلوں کو پکڑ لیا۔ ایک ذریعہ کو، ایک میڈیم کو۔ یعنی جس پتھر سے اللہ آپکو رزق دے رہا تھا، آپ نے اس پتھر کو پکڑ لیا، اور اللہ کو چھوڑ دیا۔ ہوا، آگ، پانی کی طرح نبی ولی وصی کی بھی اللہ نے ایک ڈیوٹی لگائی تھی، انکا ایک کام تھا، لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا، اور اس پیغام پر سب سے پہلی عملی طور پر کر کے دکھانا، کتاب و حکمت کی تعلیم دینا، انکے نفوس کو پاک کرنا، اور ہدایت دینا۔ وہ آئے اور بخوبی سرانجام دے کر چلے گئے، پر ہم نے پیغام بھلا دیا، اور "شخصیت" کو پکڑ لیا۔ (ذرا غور کریں)

حالانکہ اس "شخصیت پرستی کے خلاف خود قرآن بول چکا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِين مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ(3:144)"

محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر ان کا انتقال ہوجائے یا قتل کردیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے ؟۔

✎ کربلا میں امام حسین علیہ السلام نے سجدہ میں سر کٹوایا، کس حال میں کٹوایا، آپ کو اچھے سے پتا ہے۔ لاشوں کو کفن دفن نہیں دیا گیا، اپنا جسم یقیناً خون سے لت پت ہوگا۔ پر نماز نہیں چھوڑی۔۔۔ اس سے پہلے مولا علیؑ سجدہ میں/ مسجد میں ضرب کھا چکے۔ کیا سبق لیا ہم نے؟ ماتم کا!۔۔۔ **اور نماز! جس کا درس دیتے دیتے وہ شہید ہوئی؟**

✎ اگر ان سے آپکو پیار ہے، اور شفاعت کی مناسبت سے آپ انسے اپنا ربط و تعلق جوڑنا چاہتے ہیں، تو اپنے قول و فعل سے انکی تعلیمات کو سچ کر کے دکھائیں۔ اپنی زندگی کو عملی طور پر ایسا بنانا ہے کہ کوئی دیکھے تو کہے کہ، یہ تو اصحاب رسول کی مانند ہے، یہ تو سچا شیعانِ علی لگ رہا ہے۔
جیسے دودھ پینے سے آپ کو طاقت ملیگی۔ نہ کہ دودھ کو سامنے رکھ کر اسے پکارنے سے۔
ایسے ہی اولیاء اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے آپ ان سے تعلق جوڑ سکتے، نہ کہ انکی قبور پر جاکر پکارنے سے۔ یا محض بیٹھے بیٹھے یا علی مدد بولنے سے۔

13۔ جو لوگ ایمان لائۓ ایک دوسرے کے ولی/مددگار/ساتھی ہیں

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَـٰهَدُواْ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَـٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍۚ

(8:72)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی یہ سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔

🖉 مومن مومن کی مدد کرتا ہے، "نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ 5:2" کے مصداق یہ آیت ہے، زندہ زندہ کی مدد کرسکتا۔ اور نیکی کے کاموں میں کرنی بھی چاہیے۔ یہ آیت مُردوں سے حاجات طلب کرنے کی طرف کوئی اشارہ نہیں دیتی۔ باقی تفسیر باالرائ سے کام لیتے ہوۓ کسی کو کھینچ تان کر اپنی بات کو وہیں پہچانی ہے، تو ایسا کرنے والوں کا انجام ہم اوپر (آیت 1، بسم اللہ) احادیث کی روشنی میں نقل کر آۓ۔

14۔ کون ہے میرا مددگار؟

ٱلْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِۖ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

(آل عمران، 52)

جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اس نے کہا : کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے۔ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے مددگار ہیں ، ہم اللہ پر ایمان لائے ۔ گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں ۔ (فی ظلال القرآن)

🖉 یہ آیت بھی **وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ**" کے زمرے میں آتی ہے۔ زندہ بالحیات سے ہی مدد کی درخواست کی جارہی، ناکہ قبروں میں لیٹے ایمان والوں سے۔

🖉 اس آیت میں ایک بات اور پوشیدہ ہے، کہ ایک جلیل القدر نبی، عام لوگوں سے مدد طلب کر رہا۔ یعنی کہنے پر، لوگ آج کے دور میں، جن کی قبروں پر جاکر مدد طلب کرتے (اس سینس میں کہ اگر ان کی کوئی قبر ہوتی اور لوگ جاتے)، پر وہ خود لوگوں سے مدد طلب کر رہے۔ (یعنی آپ جن کی قبروں پر جاکر مدد مانگ رہے، اور وہ جب زندہ تھے تو کہتے تھے کون ہے جو میری مدد کرے!)

15۔ فرشتے کا بیبی مریمؑ کو بیٹا عطا کرنا

قَالَ إِنَّمَآ أَنَا۠ رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَـٰمًا زَكِيًّا (مریم، 19:19)

اس نے کہا "میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں" — (مودودی)

✐ فرشتہ نے بیٹا دیا، اللہ کے حکم سے۔ نا ہی بیبی مریمؑ نے فرشتہ کو پکارا تھا، اور نا ہی فرشتہ خود ہی سے آگیا تھا۔ ایک کام جو اللہ کے اذن سے ہوا۔ اور بیبی مریمؑ کا اگر بس چلتا وہ تہ یہ بیٹا فرشتہ سے لیتی بھی نہیں۔ کیونکہ انکے اپنے الفاظ ہیں قرآن میں:

قَالَتْ يَـٰلَيْتَنِى مِتُّ قَبْلَ هَـٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ٢٣ (مریم)

کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔

(آپ تو فرشتوں سے جھوم جھوم کے مدد مانگ رہے، اور دلیلیں دکھا رہے، اور وہ اللہ والے بندے تھے: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیبی مریم سلام اللہ علیہا، جن کے پاس فرشتے خود حاضر ہوجایا کرتے تھے، اور اسکے باوجود وہ کہتے تھے، ہمیں تمہاری مدد نہیں چاہیے۔ ذرا غور کریں۔)

✐ کچھ ایسی مثال، خود نبی اکرم ﷺ کی ہے، یعنی جبرئیلؑ نے نبی اکرمﷺ کو قرآن کی تعلیم دی۔ **عَلَّمَهُۥ شَدِيدُ ٱلْقُوَىٰ** (نجم، 5) تو کیا آپ کہہ سکتے ہو، یہ قرآن نبی پر اللہ نے نازل کیا ہے یا جبرئیل نے؟

بہرحال، اللہ اپنا کام "کس ذریعہ" سے کرواتا ہے، کہ اللہ کا کام ہے، اسکا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس وسیلہ کو ہی صرف پکڑ لیا جائے، اور اللہ کو چھوڑ دیا جائے۔ اس کی زیادہ تفصیل ہم نے آیت 12 میں لکھی ہے۔

16۔ اللہ اور اسکے رسول نے انکو غنی کردیا

وَهَمُّوا۟ بِمَا لَمْ يَنَالُوا۟ ۚ وَمَا نَقَمُوٓا۟ إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ (توبہ، 9:74)

اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کی ٹھان لی تھی جو وہ نہ کر پائے اور انہیں اس بات پر غصہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان (مسلمانوں) کو دولت سے مالامال کر دیا ہے۔ (محسن نجفی)

✐ اس آیت سے قبروں پر جاکر، یا فوت شدہ لوگوں سے دعا مانگنا کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ سورہ توبہ قرآن کی آخری سورتوں میں سے ہے، اور اس موقع پر اسلام پورا جزیرہ عرب فتح کر چکا تھا۔ مسلمان دولت سے مالا مال ہوچکے تھے، یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے فتح ہوچکے تھے، اور نبی اکرمﷺ کی ملکیت میں شامل تھے، اور اسلام اپنے ابتدائی دنوں کے مقابلے میں اب بہت مستحکم تھا، خصوصاً دولت کے حساب سے۔ اور اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ مسلمانوں کو دولت سے مالامال کر دیا ہے، یعنی انہی فتوحات کی بنا پر۔

17۔ کیا اچھا ہوتا اگر اللہ اور رسول کی ءاتا پر راضی رہتے

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا۟ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ سَيُؤْتِينَا ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ وَرَسُولُهُۥٓ إِنَّآ إِلَى ٱللَّهِ رَٰغِبُونَ

(توبہ: 9:59)

کیا اچھا ہوتا کہ اللہ اور رسول نے جو کچھ بھی انہیں دیا تھا اس پر وہ راضی رہتے اور کہتے کہ " اللہ ہمارے لیے کافی ہے ، وہ اپنے فضل سے ہمیں اور بہت کچھ دے گا اور اس کا رسول بھی، ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

✐ یہ آیت ایک عملی زندگی کی مثال پیش کرتی ہے۔ یعنی جب کوئی شخص کسی حاکم، حکمرانِ وقت/یا نبی کے پاس جاتا ہے، اور کچھ مانگتا ہے تو اسے عطا کیا جاتا ہے۔ ایک فزیکل چیز، جیسے پیسا/درھم، دینار، کھانا، کپڑا، گھر، سواری وغیرہ۔ اُس وقت نبیﷺ زندہ تھے، انکے پاس جاکر ان سے مانگا جا سکتا تھا۔

✐ یہ بھی سورہ توبہ کی آیت ہے، اور یہ واقعات جنگ تبوک کے حوالے سے ہو رہے، اور اس میں بھی ان لوگوں کو تنبیہ کی جارہی کہ کاش یہ لوگ جو کچھ دیا گیا ہے اس پر راضی رہتے۔ اور کہتے کہ **"حسبنا اللہ"** ،اللہ ہمارلے لیے کافی ہے، اللہ اپنے فضل سے ہمیں دیگا۔ اور اسکا رسول۔ حالانکہ اس آیت میں بھی زیادہ حصہ آیت کا، اللہ ہی کی طرف ہے، "اللہ ہمارے لیے کافی ہے، اللہ اپنے فضل سے ہمیں دیگا۔"، **"ورسولہ"**، اور یہ لفظ ورسولہ بس ایک لفظ کی حد تک ہے، نہ اس میں رسول کافی ہے لکھا ہے، نہ اس کے ساتھ "من فضلہ" لگا ہے۔ پر پوری آیت جو اللہ کی طرف لے جاتی۔ اسکو چھوڑ دیا۔ اور بس "ورسولہ" کو پکڑ لیا۔ حالانکہ رسولﷺ بھی اگر کچھ عطا کریں گے تو یہ عملی طور پر اس وقت کی بات تھی۔ جو یہ اس موقع محل پر یہ سب چیزیں ہو رہی تھی۔ اور اسکی اگلی آیت اس موقف کو واضح کردیتی ہے، کہ اگر کچھ صدقات کو بانٹنے پر تنازع تھا تو یہ صدقات غریبوں مسکینوں کے لیے تھا صرف۔

❁ **إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ** **(توبہ، 9:60)**

صدقات تو بس مفلسوں اور محتاجوں اور عاملین صدقات کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلوب مطلوب ہو اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جن پر تاوان پڑا ہو (ان کے لیے) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد) میں۔ یہ اللہ کی طرف سے معین ہوگیا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✐ یعنی پہلی آیت میں بلاوجہ مانگنے سے ہی منع کیا جا رہا اور کہا جا رہا **"کیا اچھا ہوتا جو آپ کو دیا گیا ہے اس پر راضی رہتے۔"** اور دوسری آیت میں، بہت سارے لوگ خود بہ خود کٹ جائے، یعنی نبی اکرمﷺ کے پاس اُس وقت کچھ دولت تھی بھی تو وہ صرف ان مخصوص لوگوں کے لیے تھی، یعنی فقراء اور مسکین وغیرہ کے لیے۔ (سب کے لیے نہیں)

✐ اور اس سے بڑھ کر، اسی سورہ میں آگے چل کر، آیت 92، میں ذکر ہوتا، کہ کچھ لوگ سواری مانگنے آئے تھے جنگ پر چلنے کے لیے، پر نبی اکرم ﷺ انہیں سواری نہ دے سکے۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا (توبه، 9:92)

ترجمہ: "جنہوں نے خود آکر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے سواریاں بہم پہنچائی جائیں ، اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس آگئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسُو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا۔" (مودودی)

✐ اگر کوئی کہتا ہے کہ آیت 59 کے مطابق نبی عطا کرتا ہے، اور نبی چونکہ قیامت تک نبی ہے اس لیے قیامت تک عطا ہوتا رہیگا۔ اس کا رد کہا ہیں؟

✐ اسکا رد، اللہ پاک نے، قرآن میں، بلکہ اسی سورہ میں آیت 92 میں دے دیا: نبی بعض اوقات کچھ دے دیتے ہیں تو نبی بعض اوقات خالی ہاتھ بھی لوٹا دیتے!

✐ بہرحال، سورہ توبہ کی ان تینوں آیتوں پر اگر غور کیا جائے، تو پتا چلتا ہے، اللہ حکم دے رہا ہے کہ:

(1) **"نبی سے نہ مانگو"**
(2) اور جو وہ خود سے دے دیں اس پر راضی رہو۔ اور کہو **"حسبنا اللہ"،**
(3) اور نبی کے پاس اُس وقت اگر کچھ تھا بھی تو صرف مخصوص طبقہ (فقراء مساکین وغیرہ کے لیے) اور عین ممکن ہے اس میں سے بھی نبی آپکو خالی ہاتھ لوٹا دیں (آیت 92)۔

✐ کچھ اسی طرح کا مفہوم ہم اوپر "امام صادقؑ اور سائل شکور" میں دیکھ آئے، کہ جب امام کے پاس دو شخص آئے، پہلے والے نے درہم/دینار مانگے پر امام کے پاس نہیں تھے تو اُسے دعا دے کر خالی ہاتھ لوٹا دیا، دوسرے کو جو ملا، شکر اللہ بجا لایا، تو امام اُسے اور دیا۔

18۔ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ أَنِّي قَدۡ جِئۡتُكُم بِـَٔايَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ أَنِّيٓ أَخۡلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيۡـَٔةِ ٱلطَّيۡرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيۡرَۢا بِإِذۡنِ ٱللَّهِۖ وَأُبۡرِئُ ٱلۡأَكۡمَهَ وَٱلۡأَبۡرَصَ وَأُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰ بِإِذۡنِ ٱللَّهِۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأۡكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمۡۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَةٗ لَّكُمۡ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ

(آل عمران،3:49)

اور اس کو رسول بنا کر بھیجے گا بنی اسرائیل کی طرف (چنانچہ حضرت مسیح ؑ نے بنی اسرائیل کو دعوت دی) کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مانند صورت بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ بن جاتا ہے اڑتا ہوا پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں شفا دے دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو بھی اور کوڑھی کو بھی اور میں مردے کو زندہ کردیتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاسکتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو یقیناً ان تمام چیزوں میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✐ اس آیت میں محض ایک نبی کے معجزات کا ذکر ہے۔

✐ اگر آپ کہتے ہیں، ایک نبی (یا ولی) مرنے کے بعد بھی معجزات دکھاتا ہے۔ تو اسکی دلیل قرآن و سنت سے ملنا ضروری ہے۔ حالانکہ "معجزات" کے باب میں آپ پڑھینگے کہ انبیاء حد درجہ کوشش کرتے تھے کہ معجزات کی نوبت نہ آئے۔ اور قرآن و تاریخ ایسےواقعات سے بھری پڑی ہے:

وَقَالُواْ لَوۡلَآ أُنزِلَ عَلَيۡهِ ءَايَٰتٞ مِّن رَّبِّهِۦۖ قُلۡ إِنَّمَا ٱلۡأٓيَٰتُ عِندَ ٱللَّهِ وَإِنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٞ مُّبِينٌ

(عنکبوت، 29:50)

انھوں نے کہا کہ اس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اس کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتارے گئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو سب اللہ کے پاس ہیں، میں تو صرف کھلم کھلا آگاہ کردینے والا ہوں۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (عنکبوت، 29:51)

کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جارہی ہے۔ اس میں رحمت (بھی) ہے اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان والے ہیں۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد، 13:7)

اور کافر کہتے ہیں کہ اس پرا اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں اتاری گئی۔ بات یہ ہے کہ آپ تو صرف آگاہ کرنے والے ہیں۔ اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (رعد، 13:38)

تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا اور کسی رسول کی بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی خود دکھاتا۔ ہر دور کے لئے ایک کتاب ہے۔ (فی ظلال القرآن)

✐ یہ آخری آیت بڑی سخت ہے، اللہ کی اجازت کے بغیر تو ایک رسول معجزہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اور یہ بیان تو اس مناسبت سے ہے جب نبی لوگوں کے درمیان چلتے پھرتے تھے/زندہ تھے۔ اور انکی وفات کے بعد تو جیسا مولا علیؑ نے کہا "آپ کے جانے سے آسمان کی خبروں کا سلسلہ منقطعہ ہوگیا" تو پھر معجزات کا رونا ہونا کیسا؟ وہ بھی ان قبروں سے!۔ چلو اگر ایسا ہو بھی تب بھی، کرنے والا تو اللہ ہی ہے۔ جب معجزات بھی اللہ ہی دکھاتا ہے، اور دعا بھی اللہ ہی قبول کرتا ہے، اور کہتا ہے، "کون ہے جو مضطر کی پکار کو سنتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے، اور جب میرا بندہ سوال کرتا ہے تو میں اس کے قریب ہی ہوتا ہوں۔" تو پھر اللہ کو چھوڑ کر، الٹی سیدھی منطق دینا، نیچے سے آئو، وسیلہ سے آئوِ، اللہ کو چھوڑ کو پیروں، فقیروں، مرشدوں، اولیائوں، انبیائوں کو پکارو۔۔۔ کم فہمی اور کم عقلی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ قرآنی کی آیات واضح الفاظ میں ایک بہت واضح پیغام دیتی ہیں۔ اسلام کا راستہ خالص توحید کا راستہ ہے، جس نے یہ بات سمجھ لی وہ کامیاب ہوگیا۔

✐ رسول کا معجزہ نہ دکھانے، اُسے گریز کرنے کا واقعہ سورہ مائدہ میں بھی آتا کہ:

(وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو

وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں

(تب) عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے (وہ دن) عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کے لیے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے

خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا **(سورہ مائدہ، آیت 111-115)**

✐ یہ بات بڑی مشکل ہے، (اور اسلامی روایات کے خلاف ہے) کہ جو شخصیات جیتے جی تو معجزات دکھانے سے گریز کرتے تھیں، پر مرنے کے بعد قبروں سے معجزات دکھانا شروع کردیں۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا

(اسراء، 17:59)

اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لئے موقوف کردیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔ اور ہم نے ثمود کو اونٹنی (نبوت صالح کی کھلی) نشانی دی۔ تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو (جالندھری)

✐ دوسری جانب یہ بات درست ہے، کہ انبیاء، اولیاء جہاں مدفون ہیں، وہ جگہیں متبرک ضرور ہیں۔ وہاں جاکر اللہ کے حضور 2 رکعت نماز پڑھ کر، اور اللہ سے دعا مانگی جائے، (تو ان جگہوں پر کھڑے ہوکر دعا مانگنے سے) دعا مستجاب (انشاء اللہ) ضرور ہوتی۔

(حوالہ، حدیث امام باقرؑ، ص 45، ھذا کتاب)

19۔ حضرت ذوالقرنینؑ قوم سے مدد طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا

(کھف، 95)

اس نے کہا " جو کچھ میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے وہ بہت ہے۔ تم بس قوت سے میری مدد کرو۔ " میں تمہارے اور ان کے درمیان بند بنائے دیتا ہوں۔ (فی ظلال القرآن)

✐ یہ بھی زندہ کی زندہ سے مدد لینے والی آیت ہے۔ جس پر ہم اوپر بہت کچھ لکھ آئے۔ ایک زندہ ہی زندہ کی مدد کر سکتا ہے، ایک وفات پانے والا زندہ کی نہیں، (پر ہاں اگر وہ کتاب لکھ گیا ہو، یا اپنی تعلیمات چھوڑ گیا ہو، پھر آپ ان پر عمل کریں، تو اس قسم کی مدد کو آپ کائونٹ کر سکتے۔ جو صدقہ جاریہ کے طور پر کائونٹ ہوتی۔)

20۔ اللہ نے مومنوں کے ذریعے سے آپ کی تائید کی

وَإِن يُرِيدُوٓاْ أَن يَخۡدَعُوكَ فَإِنَّ حَسۡبَكَ ٱللَّهُۚ هُوَ ٱلَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصۡرِهِۦ وَبِٱلۡمُؤۡمِنِينَ

(انفال، 8:62)

اور اگر وہ ارادہ رکھتے ہوں آپ ﷺ کو دھوکہ دینے کا تب بھی (آپ ﷺ گھبرائیے نہیں) آپ ﷺ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہی تو ہے (اللہ) جس نے آپ ﷺ کی مدد کی ہے اپنی نصرت سے اور اہل ایمان کے ذریعے سے۔— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✍ یہ مثال بھی زندہ کی زندہ سے مدد لینے والی مثال ہے۔

21: قال هذا فضل ربی

قَالَ ٱلَّذِي عِندَهُۥ عِلۡمٞ مِّنَ ٱلۡكِتَٰبِ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبۡلَ أَن يَرۡتَدَّ إِلَيۡكَ طَرۡفُكَۚ فَلَمَّا رَءَاهُ مُسۡتَقِرًّا عِندَهُۥ قَالَ هَٰذَا مِن فَضۡلِ رَبِّي لِيَبۡلُوَنِيٓ ءَأَشۡكُرُ أَمۡ أَكۡفُرُۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشۡكُرُ لِنَفۡسِهِۦۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيّٞ كَرِيمٞ

(نمل، 27:40)

کہنے لگا وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں اس سے قبل کہ آپ ؑ کی نگاہ پلٹ کر آپ ؑ کی طرف آئے پھر جب اس نے دیکھا اسے اپنے سامنے رکھا ہوا اس ؑ نے کہا کہ یہ میرے رب ہی کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا نا شکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی (بھلے کے) لیے کرتا ہے اور جو کوئی نا شکری کرتا ہے تو میرا رب یقیناً بےنیاز ہے بہت کرم کرنے والا— (ڈاکٹر اسرار احمد)

✍ یہ آیت بھی اللہ کے ولی کے معجزات کے اوپر ہے۔ یہ معجزات وہ تبھی دکھاتے تھے، اور کرتے تھے، جب وہ بہ نفس نفیس زندہ تھے۔ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام آج بھی جنوں پر حکومت کرتے ہیں؟ کیا آج (انکی وفات کے بعد) ھوا کو وہ حکم دیتے ہیں۔ اگر ہاں تو ثبوت دیں، اور اگر نا تو پھر جاننا چاہیے سب معجزات کسی نبی یا ولی کی حیات میں ہی ہوتے تھے۔ انکی موت کا قصہ قرآن میں خود اس بات کا ثبوت ہے کہ انکی موت کے ساتھ انکا معجزات، انکو دی گئی پاور، انکا جنوں، ہوا، چرند پرند پر حکومت ختم ہوگئی۔

يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَتَمَاثِيۡلَ وَجِفَانٍ كَالۡجَوَابِ وَقُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ‌ؕ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا‌ؕ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ

(سبا، 34:13)

وہ بناتے تھے اس کے لیے جو وہ چاہتا تھا بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور تالابوں کی مانند بڑے بڑے لگن اور بڑی بڑی دیگیں جو ایک جگہ مستقل پڑی رہتی تھیں اے دائود ؑ کے گھر والو ! عمل کرو شکر ادا کرتے ہوئے } اور (واقعہ یہ ہے کہ) میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہی ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآ بَّةُ الۡاَرۡضِ تَاۡ كُلُ مِنۡسَاَتَهٗ‌ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ الۡغَيۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِى الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِؕ

(سبا، 34:14)

پھر جب ہم نے اس ؑ پر موت طاری کردی تو کسی نے ان (جنات) کو اس کی موت سے آگاہ نہ کیا مگر زمین کے کیڑے نے جو اس ؑ کے عصا کو کھاتا تھا پھر جب وہ گرپڑا تو جنوں پر واضح ہوگیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

22۔ وسیلہ

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ وَجَـٰهِدُوا۟ فِى سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(مائدہ، 5:35)

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو ۔

📖 جوہری نے صحاح میں لکھا ہے :الوسيلة ما يتقرب به الى الغير۔ لسان العرب میں لکھا ہے :الوسيلة فی الاصل ما يتوصّل به الى الشيء و يتقرب به اليه ۔ راغب نے لکھا ہے: وسیلة کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کے معنوں میں ہے۔ حبر امت حضرت ابن عباس نے کہا ہے :اطلبوا اليه القرب فی الدرجات بالاعمال الصالحة ’’اعمال صالحہ سے قرب الٰہی حاصل کرو۔‘‘ یعنی اعمال صالحہ کو ذریعہ بناؤ۔ اس کے علاوہ وسیلة کے معنی قربت سے بھی کیا ہے جو در اصل وسیلة کا مقصد قربت حاصل کرنا ہی ہوتا ہے نیز محبت اور منزلت بھی اس کے معانی میں مذکور ہیں۔ (تفسیر کوثر)

📖 ”وسیلہ“ قرب حاصل کرنے کو کہتے ہیں یا اس چیز کو کہتے ہیں جو لگاؤ اور رضا و رغبت سے دوسرا کا قرب حاصل کرنے کا باعث بنے لہٰذا آیت میں لفظ ”وسیلہ “ ایک وسیع مفہوم کو حامل ہے اس کے مفہوم میں ہر وہ کام اور چیز شامل ہے جو پروردگار کی بارگاہِ مقدس سے قریب ہونے کا باعث ہو اس میں اہم ترین خدا اور پیغمبر اکرم پر ایمان لانا اور جہاد کرنا، ،نیز نماز، زکوٰۃ،روزہ اور خانہ خدا کا حج ، اسی طرح صلہ رحمی، راہ خدا میں پنہاں یا آشکار خرچ کرنا اور ایسا اچھا اور نیک کام اس کے مفہوم میں داخل ہے ہے جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے :

ان افضل ماتو سل به المتوسلون الیٰ الله سبحانه و تعالیٰ الايمان به و برسله والجهاد فی سبيله فانه ذروة الاسلام، وكلمة الاخلاص فانها الفطرة و اقام الصلوٰة فانها الملة و ايتاء الزكوٰة فانها فريضة واجبة و صوم شهر رمضان فانه جنة من العقات وحج البيت و اعتماره

فانهما ينتفيان و يرحضان الذنب، وصلة الرحم فانها مثراة فى المال و مغساة فى الاجل، و صدقه السر فانها تكفر الخطينة و صدقة العلانية فانها تدفع ميّة السوء و صنائع المعروف فانها تقی مصارع الهوان۔

یعنی بہترین چیز جس کے ذریعے اور وسیلے سے تقرب ِ الہٰی حاصل ہو سکتا ہے وہ خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانا اور جہاد کرنا ہے کہ جو ہسارِ اسلام کی چوٹی ہے اسی طرح جملهٔ اخلاص (لااله الاالله) کہ جو وہی فطرتِ توحید ہے اور نماز قائم کرنا کہ جو آئین اسلام ہے اور زکوٰۃ کہ جو واجب فریضہ ہے اورماہ رمضان کے روزے کہ جو گناہ اور عذاب ِ خدا کے سامنے سپر ہیں اور حج و عمرہ کہ جو فقرو فاقہ اور پریشانی کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں اور صلہ رحمی کہ جو مال و ثروت کو زیادہ اور زندگی کو طویل کرتا ہے اور مخفی طور پر خرچ کرنا کہ جو گناہوں کی تلافی کا باعث بنتا ہے اور ظاہری طور پر خرچ کرنا کہ جو ناگہانی اور بری موت کو دور کرتا ہے اور نیک کہ جو انسان کو ذلت و خواری کے گڑھے میں گرنے سے بچا تے ہیں (سب تقرب الہٰی کا وسیلہ ہیں)

✪ یہ یاد دہانی ضروری ہے یہاں یہ مقصد ہر گز نہیں کہ کوئی چیز ذات ِپیغمبر یا امام سے مستقل طور پر مانگی جائے بلکہ مراد اعمال ِ صالح بجا لانا ہے پیغمبر و امام کی پیروی کرنا ہے ، ان کی شفاعت کا حصول ہے یا پھر ان کے مقام و مکتب کا واسطہ دینا ہے (جوکہ خود ایک قسم کا احترام ہے اور اس سے واسطہ دینے والے کی نظر میں ان کی حیثیت و مقام کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کی خدا کی عبادت ہے) اور اس ذریعے خدا سے مانگا جائے تو اس میں کوئی بوئے شرک نہیں اور نہ ہی یہ قرآن کی دوسری آیات کے خلاف ہے اور نہ ہی یہ زیر بحث آیت کے عمومی مفہوم سے متجاوز ہے (غور کیجئے گا) ۔

(تفسیر نمونہ) http://tafseerenamoona.net/topicResult/925

✎ تفسیر کوثر و تفسیر نمونہ کے الفاظ اس آیت کی تشریح میںMore than Enough ہیں۔ ورنہ آخری پیرا تو بات ہی ختم کردیتی کہ "مراد پیغمبر و امام کی پیروی کرنا ہے، یہ مقصد ہرگز نہیں کہ کوئی چیز ذاتِ پیغمبر یا امام سے مانگی جائے"!!!

🕮 اور ہمیں اس مہینہ میں ایسے پاک وپاکیزہ **اعمال کے وسیلہ** سے تقرب حاصل کرنے کی توفیق دے جن کے ذریعہ تو ہمیں گناہوں سے پاک کر دے اور از سر نو برائیوں کے ارتکاب سے بچا لے جائے یہاں تک کہ فرشتے تیری بارگاہ میں جو اعمال نامے پیش کریں وہ ہماری ہر قسم کی اطاعتوں اور ہر نوع کی عبادت کے مقابلہ میں سبک ہوں ---- اور ہمیں اس مہینہ میں توفیق دے کہ نیکی واحسان کے ذریعہ عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی اور انعام وبخشش سے ہمسایوں کی خبر گیری کریں اور اپنے اموال کو مظلوموں سے پاک وصاف کریں او رزکوة دے کر انہیں پاکیزہ وطیب بنا لیں ۔**(صحیفہ سجادیہ، دعا 44، استقبال ماہ رمضان)**

🕮 اس حالت میں کہ ہم اس روزہ نماز کے ذریعہ تیری اس رحمت کے خواستگار تھے جس کا دامن تو نے ہمارے لئے پھیلا یا ہے او راسے تیرے اجر وثواب کا وسیلہ قراردیا ۔ **(صحیفہ سجادیہ۔ دعا 45، دعا وداع ماہ رمضان)**

23:۔ اہل ذکر سے سوال کرو، دعا نہیں

فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ

(نحل، 16:43 / انبیاء، 21:7)

اہل ذکر سے پوچھو/سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔

✐ فقہی مسائل میں تو ہمیں زندہ مجتہد کی ضرورت پڑتی ہے، وہاں شہید زندہ نہیں ہوپاتا جو آپکے مسائل کا جواب دے سکے، پر حاجات کے برآوری اور مشکل کشائی کے لیے وہ نہ صرف زندہ ہوجاتے، بلکہ ہر جگہ حاضر بھی ہوجاتے، جو آپ کی پکار کو سنتے، جواب دیتے، اور مشکل کشائی بھی کرتے۔ یہ دوہرا معیار کیوں؟ مشکل کشائی تو زیادہ مشکل ہے، کسی سوال کا محض جواب دینے سے۔

23۔ مدد مانگنے والی روایات

اب آخر میں اگر غیر-خدا-سے-مدد مانگنے کی روایات کا ذکر کرلیتے ہیں جو ڈھونڈنے پر یقیناً ضرور مل جائینگی۔
پر اس سے پہلے: ایمانداری سے آپ خود فیصلہ کریں، اوپر لگ بھگ 200 قرآنی آیات پیش کی گئی، اور کئی معتبر و مستند کتابیں (نہج البلاغه، صحیفه کامله۔۔۔) سے روایات دکھائی گئی۔ جس میں غیر-خدا سے مانگنے سے منع کیا گیا، زیادہ نہیں تو مولا کو مولا سمجھ کر، اور خود کو اسکا سچا شیعه سمجھ کر، صرف مولاؑ علی کی اس وصیت پر ہی عمل کرلیا جائے تو بات یہی ختم ہے:

وصیت امام علیؑ:
"یاد رکھو که جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں اسنے تم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اورقبولیت کی ضمانت دی ہے اور تمہیں مامور کیا ہے که تم سوال کرو تاکه وه عطا کرے اور تم طلب رحمت کرو تاکهوه تم پر رحم کرے اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب نہیں رکھا ہے اور نه تمہیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے۔"
(نہج البلاغه، وصیت 31)

پر نہیں! نه ہمیں قرآن سمجھ میں آتا ہے، نه نہج البلاغه، نه صحیفه سجادیه،۔۔۔ اور سمجھ میں آتی ہے تو وه ایک آدھ روایت جو خود قرآن اور دوسری حدیثوں سے ٹکراتی ہو۔یعنی ڈھونڈ ڈھانڈ کے، چند ایک چیز نکال کر لانی ہیں، جس کی صحت کا بھی ہمیں کچھ علم نہیں۔

قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُواْ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا (جن 72:20)
(اے نبی ﷺ !) آپ کہہ دیجیے کہ **میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں** اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

بہرحال، اُن روایات میں سے چند کو یہاں نقل کر دیا جاتا ہے، آپ کی تسلی کے خاطر۔
☜ (یه روایات کسی نے دلیل کے طور پر کلیکٹ کی تھی، اور مجھے کسی طریقه سے موصول ہوئی تھی، ان روایات کو یہاں وہاں سے کاپی پیسٹ کیا جا رہا ہے، جن کے متن و حوالاجات سے میں لا علم ہوں۔)
1۔ ان روایات میں زیادہ تر وسیله والی روایات ہیں۔ اور وسیله پر کوئی اعتراض تو ہے نہیں، اور تفسیر نمونه نے لکھا ہے، الله سے اس طرح اگر دعا مانگی جائے، یا الله

تجھ سے دعا کرتا ہوں محمد و آل محمد کے واسطہ/وسلیہ سے۔۔۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

2۔ کچھ رویات وہ ہیں، جن کا لب و لھجہ "اتباع" کے حوالے سے ہے:
پر لوگوں نے اس اتباع کے مفہوم کو بھی "دعا" میں ڈال دیا۔

"۔ باب شيعتنا آخذون بحجزتنا
عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا أَخِي دَارِمٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع كَانَ أَبِي يَقُولُ إِنَّ شِيعَتَنَا آخِذُونَ بِحُجْزَتِنَا وَ نَحْنُ آخِذُونَ بِحُجْزَةِ نَبِيِّنَا وَ نَبِيُّنَا آخِذٌ بِحُجْزَةِ اللَّهِ. (المحاسن، حديث:179)

امام صادق علیہ السلام فرمایا میرے بابا (امام باقر علیہ السلام) فرماتے تھے: ہمارے شیعہ ہمارا دامن پکڑے ہوئے ہیں اور ہم اپنے نبی کا دامن پکڑے ہوئے ہیں اور ہمارے نبی کے ہاتھ میں اللہ کا دامن ہے۔"

3۔ کچھ روایات وہ ہیں، جن میں لوگ قبور پر آکر اپنے مقربین سے باتیں کرتے ہیں: جیسے:

"شیخ کلینی (متوفی:382 ہجری) نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے:

حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْمِيثَمِيِّ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) يَقُولُ جَاءَتْ فَاطِمَةُ (عليها السلام) إِلَى سَارِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَ هِيَ تَقُولُ وَ تُخَاطِبُ النَّبِيَّ (صلى الله عليه وآله): قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أَنْبَاءٌ وَ هَنْبَثَةٌ لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ يَكْثُرِ الْخَطْبُ إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا وَ اخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَ لَا تَغِبْ .

(الروضہ الکافی: حدیث: 564)

امام نے فرمایا: حضرت فاطمہ الزہراء مسجد کے ستون کی طرف آئیں اورانھوں نے نبی اکرم کو مخاطب کر کے فرمایا: آپ کے بعد کچھ ایسی خبریں اور باتیں ہیں کہ اگر آپ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ہم نے آپ کو کھودیا اور زمین نے بارش کو۔ "

✎ لوگوں کا اپنے پیاروں کی قبروں پر آکر باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، انسان اپنی دل کی تسلی کے خاطر (نفسیاتی اور جذباتی طور پر) ایسا کرتا ہے، اپنے دل کو سکون پہنچانے کے لیے۔

ایسی ایک دلیل نہج البلاغہ:
" حضرت علی علیہ السلام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غسل دے رہے تھے تو فرمارہے تھے:

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَ الْإِنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ خَصَّصْتَ حَتَّى صِرْتَ مُسَلِّياً عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَّمْتَ حَتَّى صَارَ النَّاسُ فِيكَ سَوَاءً وَلَوْ لَا أَنَّكَ أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَأَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّئُونِ وَلَكَانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا وَالْكَمَدُ مُحَالِفاً وَقَلَّا لَكَ وَلَكِنَّهُ مَا لَا يُمْلَكُ رَدُّهُ وَلَا يُسْتَطَاعُ دَفْعُهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي اذْكُرْنَا عِنْدَ رَبِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ بَالِكَ».(نہج البلاغہ: خطبہ: 235)

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے رحلت فرمانے سے، نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ قطع ہوگیا جو کسی اور (نبی) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا۔۔۔۔میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہمیں اپنے پروردگار کے پاس یاد کیجیے گا اور ہمارا خیال رکھیے گا۔"

✐میرے پاس یہ خطبہ 232 نمبر پر ہے۔
✐ ویسے یہ الفاظ کفن و دفن کے موقع پر ہو رہے ہیں۔ یعنی کوئی اگر فوت ہوجائے تو انسان جذبات میں اُس سے باتیں تو کرتا ہی ہے۔ یہ والا موقع تو قبر میں دفنانے سے بھی ایک قدم پہلے ہے۔ تو کیا بعید اُس وقت انسان سنتا ہو۔ (کیونکہ سائنس کے حساب سے بھی موت کے بعد جسم تو فوراً مر جاتا ہے، یعنی دل کی دھڑکن رک جاتی، پر دماغ کی موت کافی دیر سے ہوتی۔) اور مولا نے بھی صرف سفارش کا ہی کہا ہے، جیسے بندہ کسی زندہ انسان یا دوست سےبات کرتا۔۔ "اللہ کے پاس آپ جارہے تو اللہ کی بارگاہ میں ہماری تھوڑی سفارش کر دیجیئے گا"

✐ مزہ کی بات، اسی خطبہ میں یہ الفاظ بھی آئے:
"اگر آپؐ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپؐ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے ۔"
اور مخالفین اسی جملہ کا ماتم کے خلاف حوالہ دیتے، مولا نے تو رونے سے بھی منع کیا ہے آپ تو چھریوں اور چاقوں اور تلواروں سے خود کو مار رہے۔

میں نے ایک ایرانی اسکالر سے یہ الفاظ سنیں "عربی سیکھنے کے دوران" کہ "ہم نے اپنے مذہب کو صرف رونے دھونے ک مذہب بنا رکھا ہے، شیعت صرف رونے دھونے کا نام بن کر رہ گیا ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے، شیعت اس سے کہیں آگے ہے۔"

✐ یعنی ایک ہی خطبہ میں، جو الفاظ مولا نے کفن دفن کے موقع پر کہے، وہ آپ کے لیے دلیل بن گئے، پر اُسی خطبہ میں "آسمانوں خبروں" کا سلسلہ منقطہ ہونے کی بات بھی ہو رہی، اور مرنے والے پر رونے دھونے سے منع بھی کیا جارہا۔۔۔ اگر آپ کو انصاف ہی کرنا ہے تو پوری طرح سے کیوں نہی کر رہے؟ پھر کیوں اپنے مطلب کا ایک جملہ تو پکڑ لیتے، اور اسی خطبہ میں دو جملے اور، جو ترتیب کے حساب سے بھی اس سے پہلے آئے، پر اُسے پس پشت ڈال رہے؟"
✐ میرے نزدیک، ساری باتیں مولا کی حق ہیں۔ مرنے سے "آسمانی خبروں، اور الٰہی احکام" کا سلسلہ منقطع ہوگیا، اور مرنے والے پر بلاوجہ رونے دھونے سے بھی منع ہے، (ہو سکتا، امام حسینؑ کا معاملہ کچھ اور ہو، کیونکہ اُس کی دلیل میں بھی بہت روایات ملتی)، باقی رہا بات کرنا تو وہ تہ بیان کر آئے، کہ بندہ قبر پر آکر

اپنوں سے اگر بات چیت کر کے اپنا دل ہلکا کرنا چاہتا تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں۔ اگرچہ قرآن کہتا ہے "جو قبروں میں ہے تم انہیں نہیں سنا سکتے" (چیک صفحہ 54) انسان جذبات کو مدنظر رکتھے ہوئے، اگر کوئی بیٹا/بیٹی اپنے ماں/باپ یا کوئی عزیز کسی عزیز کی قبر پر آکر اپنے غم اور دکھ، انکا سناتا ہے، تاکہ انکا دل ہلکا ہوجائے، تو خیر، اس میں کوئی ایسی قباحت نہیں، ان سے حاجات طلب تو نہیں کر رہے، ان سے صرف بات ہی کر رہے۔

4۔ کچھ روایات تو ایسی ہیں۔ جو اپنے متن سے ہی "من گھڑت" ثابت ہیں:

"ثقه الاسلام کُلینی روایت کرتے ہیں:
(الروضه الکافی: حدیث: 87)
علی بن ابوحمزہ کہتا ہے امام موسیٰ کاظم علیه السلام نے مجھے فرمایا: میں سات مہینے سےبخار میں ہوں اور میرے بیٹے کو بارہ مہینے سے بخار سے ہے اور اس میں اضافه ہورہا ہے۔میں دیکھتا ہوں که بخار پورے جسم میں نہیں ہوتا، کبھی بدن کے اوپر والے حصه میں ہوتا ہے تو کبھی نیچھے والے حصه میں۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! اگر اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت میں ابوبصیر کی ایک روایت عرض کروں جو اس نے آپ کے جد امجد(امام باقر علیه السلام) کی روایت کی ہے که آپ جب بخار میں مبتلا ہوتے تھے تو ٹھنڈے پانی سے علاج کرتے تھے۔انکے پاس دو کپڑے ہوتے تھے، ایک ٹھنڈے پانی میں رکھتے تھے دوسراجسم پر اور انکو بدلتے رہتے تھے۔پھر ندا دیتے تھےیہاں تک که آواز گھر کے دروازے تک سنی جاتی تھی " یا فاطمه بنت محمد!"۔ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا: تونے سچ کہا۔میں نے عرض کیا: کیا آپ کے پاس بخار کی دوا ئی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہمارے پاس کوئی دوائی نہیں ہے سوائے دعاء اور آب سرد کے۔ میں بیمار ہوا تو محمد بن ابراہیم نے ایک حکیم بھیجا جس نے دوائی دی۔ لیکن وہ قۓ آور تھی، میں نے وہ چھوڑ دی۔ کیونکه جب اسے پیتا تھا اور قۓ آتی تھی تو میرا بند بند دھکتا تھا۔"

✐ اس روایت میں ایک غیر معصوم، امام کو تعلیم دے رہا، اور وہ روایت بتا رہا جس کا غالباً امام کو بھی پتا نہیں تھا۔ یعنی ایک غیر-معصوم معصوم کو تعلیم دے رہا۔ اور اس بھی بڑھ کر بات یه که آخر میں کہتے: "آپ کے پاس بخار کی دوائی نہیں ہے؟" یعنی اگر دوائی ہوتی تو پھر دعا وغیرہ کی ضرورت ہی نه پڑتی۔ پلس میں یه جمله بھی لکھا ہوا ہے

"پھر ندا دیتے تھےیہاں تک که آواز گھر کے دروازے تک سنی جاتی تھی"،

یعنی اتنا زور سے آواز لگاتے تھے--- جبکه قرآن کہتا ہے:

ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ (اعراف، 7:55)

اپنے رب کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے ' یقینا وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

اس آیت کی تفصیل آپ تفسیروں میں چیک کرلیں، جس میں یہی لکھا ہوا ہے که الله تعالیٰ کو زور زور سے پکارنے کی ضرورت نہیں ہے، الله تم سے دور نہیں جس کو تم چیخ کر پکارو--- اور الله تعالیٰ فرما رہا قرآن میں اُسے تضرع و خفیه طریقه سے پکارو--- اور مذکورہ بات میں، نه الله کو پکارا جا رہا، اور نه ہی خفیه و تضرع سے---

5۔ دعا فرج

"إلهِی عَظُمَ الْبَلاءُ، وَبَرِحَ الْخَفاءُ، وَانْكَشَفَ الْغِطاءُ، وَانْقَطَعَ الرَّجاءُ، وَضاقَتِ الْأَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّماءُ،
میرے معبود! مصیبت بڑھ گئی ہے چھپی بات کھل گئی ہے پردہ فاش ہو گیا ہے امید ٹوٹ گئی ہے زمین تنگ ہوگئی ہے اور آسمان نے رکاوٹ ڈال دی ہے
وَأَنْتَ الْمُسْتَعانُ، وَ إلَيْکَ الْمُشْتَكیٰ، وَعَلَيْکَ الْمُعَوَّلُ فِی الشِّدَّةِ وَالرَّخاءِ
تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تجھی سے شکایت ہو سکتی ہے اور تنگی وآسانی میں صرف تو ہی سہارا بن سکتا ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أُولِی الْأَمْرِ الَّذِینَ فَرَضْتَ عَلَیْنا طاعَتَهُمْ،
اے معبود محمد(ص) و آل(ع) محمد(ع) پر رحمت نازل فرما جو صاحبان امر ہیں وہی ہیں جن کی اطاعت تو نے ہم پر فرض کی ہے
وَعَرَّفْتَنا بِذلِکَ مَنْزِلَتَهُمْ، فَفَرِّجْ عَنّا بِحَقِّهِمْ، فَرَجاً عاجِلاً قَرِیباً كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ
اور اس طرح ہمیں ان کے مرتبہ کی پہچان کرائی ہے پس ان کے صدقے میں ہمیں آسودگی عطا فرما جلد تر نزدیک تر گویا آنکھ جھپکنے کی مقدار یا اس سے بھی پہلے۔"

یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ إكْفِیانِی فَإنَّكُما كافِیانِ وَانْصُرانِی فَإنَّكُما ناصِرانِ۔
یامحمد(ص) یاعلی(ع) یاعلی(ع) یامحمد(ص) میری سرپرستی فرمائیے کہ آپ دونوں ہی کافی ہیں میری مدد فرمائیے کہ آپ دونوں ہی میرے مددگا رہیں
یَا مَوْلانا یَا صاحِبَ الزَّمانِ، الْغَوْثَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ،
اے ہمارے آقا اے صاحب زمان (ع)فریاد کو پہنچیں فریاد کو پہنچیں فریاد کو پہنچیں
أَدْرِكْنِی أَدْرِكْنِی أَدْرِكْنِی السَّاعَةَ السَّاعَةَ السّاعَةَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِینَ
مجھے پہنچیں مجھے پہنچیں مجھے پہنچیں اسی وقت اسی لمحے اسی گھڑی جلد جلد تر جلد تر اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے واسطہ ہے محمد(ص) کااور ان کی پاک آل(ع) کا۔
(mafatih.net)" دعائے فرج امام عصر عج اللہ – مفاتیح الجنان – اردو

🖉 اس دعا کے، خاص کر ان آخری جملوں پر آپ ریسرچ کریں گے تو آپ کو یہ ملے گا:

"Virtues and Narrations of Dua Faraj

Duʿaʾ al-Faraj) Arabic (دعاء الفرج :[supplication for relief] is a supplication which begins with the phrase "Ilahi 'azum al-bala'" [O my God! Adversities have escalated!] and Shia read it to be relieved of afflictions. It is quoted from al-Kaf'ami's al-Balad al-amin and mentioned in Mafatih al-jinan. Regarding the chain of transmission, it does not reach one of Imams (a). It is said that this supplication was taught by Imam al-Mahdi (a) to Muhammad b. Ahmad b. Abi Layth, in the dream when he had taken refuge to Kadhimiya out of fear of being killed.

Authenticity

In Wasa'il al-Shi'a and other books of hadith, this supplication has been quoted from al-Sayyid b. Tawus's Jamal al-usbu' among ta'qibat [practices following daily prayers]; but, there is no reference indicating that it has been issued by one of the Imams (a). In Ibn al-Mashhadi's al-Mazar al-kabir, among practices upon visiting the basement of Imam al-Mahdi (a), first there is a ziyarah, then a two-rak'a prayer and then, this supplication. In al-Kaf'ami's Misbah, this supplication is mentioned to have been taught by Imam al-Mahdi (a) to a prisoner who was released from prison by reciting this supplication. In his Kunuz al-najah, al-Tabrisi has mentioned that this supplication was taught by Imam al-Mahdi (a) to Muhammad b. Ahmad b. Abi Layth in the dream when he had taken refuge to Kadhimiya out of his fear of being killed, and he survived for the blessings of this supplication. Mafatih al-jinan has quoted this supplication from Hadyyat al-za'ir among the practices of the night of Ramadan 23rd.

In none of the sources, this supplication has reached an Imam (a) and it is weak regarding the chain of transmission.

Content

This supplication has three parts: In the first part, the great trial people are afflicted with at the time of Occultation is mentioned. In the second part, there is greetings upon the Prophet (s) and the Ahl al-Bayt (a) and then it talks about the necessity of believers' obedience from them due to their great positions. In the last part of the supplication, the reciter asks God to support his affairs and help him for the rights and position of the Infallibles (a) upon him.

References

The material for this article is mainly taken from دعای فرج in Farsi Wikishia."

https://play.google.com/store/apps/details?id=org.mak.farajen

✐ واضح الفاظ میں لکھا ہوا ہے، یہ دعا منسوب تو امام زمانہؑ کی طرف ہے، پر ٹرانسمشن کے حساب سے کمزور ہے (ضعیف ہے)، امام زمانہ تک نہیں پہنچتی۔
دوسری بات، جس بندہ نے سب سے پہلے روایت کی، اُسے یہ دعا خواب میں بتائی گئی۔
اب خواب کی اگر بات کریں گے تو علماء تو جانتے ہی ہیں، غیر-معصوم کے خواب والی چیز کبھی حجت نہیں ہوتی۔ (خواب میں تو آج بھی لوگ بڑے بڑے دعویٰ کرتے،۔۔۔ تو کیا یہ حجت ہے کہ کسی عام انسان – غیر معصوم کو خواب میں کچھ دکھائی دے اور وہ آپ پر حجت بن جائے۔)

✐ اور یہ بھی لکھا ہوا ہے:
"دعای فرج، برای اولین بار در کتاب کُنوز النجاح شیخ طبرسی (درگذشت ۵۴۸ق) آمده است،[۱] البته فقط بخش آغازین آن یعنی تا «أَوْ هُوَ أَقْرَبُ[۲]».«"
دعای فرج - ویکی شیعه(wikishia.net)

✐ یعنی اس دعا کا پہلا حصہ **"او هو اقرب"** تک سب سے پہلے کتاب "کنوز النجاح" میں نقل ہوا ہے۔ یعنی آپ اگر پڑھیں تو **"او هو اقرب"** تک کے الفاظ صرف و صرف اللہ کی ذات سے دعا ہو رہی۔ "یا محمد یا علی یا علی یا محمد" کے الفاظ اس کے بعد آتے۔ (یعنی یہاں بھی ڈنڈی ماری گئی ہے)
اصل دعا جو "او هو اقرب" تک ہے، وہ آپ چیک کرلیں اوپر دوبارہ، وہاں تک خالص توحید ہے۔

24۔ حرف آخر

کیا "یا علی مدد" کہنا جائز ہے؟ یا شرک کے دائرے میں آتا؟

☜اگر جائز ہو، پھر بھی احتیاطً اگر میں نا کہوں تو مجھے کوئی نقصان نہیں۔ (قیامت کے دن اللہ مجھ سے نہیں پوچھنے والا دنیا میں تم نے علی سے مدد کیوں نہ مانگی، دعا کیوں نہ کی، استغاثہ کیوں نہ کیا، یا علی مدد کا ورد کیوں نہیں کیا۔ ملتے جلتے یا علی مدد کیوں نہیں کہا۔ اور صرف مجھ ہی سے مانگتے رہے!)

☜پر اگر شرک ہوا ۔۔ توپھر قرآن کہتا۔۔۔ سب گناہ معاف کردوں گا پر شرک نہیں۔

یعنی اگر احتیاطً بندہ نہ کہے، تو نہ اللہ آپ سے ناراض ہونے والا ہے نہ مولا۔ پر اگر بات مختلف نکلی تو پھر اللہ بھی ناراض تو مولا بھی ناراض۔

اور اگر ہم شفاعت کے آسرے پر بیٹھے ہیں تو:
یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہیے۔۔۔ اللہ کے بندے۔۔ انبیاء اور ائمہ۔۔۔ اللہ کا قانون نافذ کرنے میں بہت سخت ہے۔۔ اللہ کی خوشنودی انکی خوشنودی ہے، اللہ کی ناراضگی انکی ناراضگی ہے۔۔۔ (جب کربلا میں پورا خاندان کٹوا دیا۔۔۔ اللہ کی رضا میں راضی رہنے پر ۔۔۔ باقی کا کیا کہنا۔ یہ نا سمجھا جائے، کہ اگر آپ اور میں کوئی شرکیانہ کام کرینگے تو وہ ہماری سفارش کرنے آگے آجائیں گے، نہیں اللہ کی رضا میں ہی ان کی رضا ہے، اگر اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا تو یہ ہستاں اس معاملے میں آپکی یا میری کوئی مدد نہیں کر سکتی، اس موضوع پر ہم "شفاعت: والے ٹاپک پر کافی دلیلیں دے چکے، قرآن سے ہی، کہ جب شفاعت کرنے والوں کی بھی سفارش قبول نہ کی گئی۔)

اور دنیا میں ایسی کئی مثالیں کتابوں میں درج ہیں، جب انبیاء اور ائمہ کہ اپنے قریبی احباب یا دوستوں یا شیعوں نے کچھ غلط کیا یا غلط کی فرمائش کی تو قطعی قبول نہ کی گئی، اور ضرورت پڑنے پر سزا نافذ کرنے میں کوئی رعایت نہ کی گئی۔ مولا علیؑ کے بڑے بھائی عقیل کا قصہ بھی مشہور ہے جب انہوں نے حکومتی وظیفہ سے زیادہ کی درخواست کی تو مولا نے انکے ہاتھ پر انگارہ/گرم لوہا رکھ دیا، اور کہا کہ دنیا کا چھوٹا سا انگارہ اگر آپ برداشت نہیں کرسکتے تو مجھے جھنم کی آگ کی طرف دعوت کیسے دے رہے (حوالہ: ہند تاریخ، ج3، ص206)۔۔۔

اور نبی اکرم ﷺ کی حدیث بھی مشھور ہے اگر میری بیٹی بھی چوری کریگی تو اس بھی ہاتھ کاٹنے والی سزا ملیگی۔ (بخاری)

تو سمجھنا چاہیے۔۔۔ ہم چاہے کتنا ہی دعویٰ کیوں نا کریں شیعه شیعه کا۔۔ اگر ہم غلط کر رہے، تو نا اللہ راضی ہے، نا رسول راضی، نا علی راضی۔۔۔ اور نا امام زمانه راضی۔

جیسے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ بیٹا بنانے پر ۔۔ نا اللہ خوش ہے نا حضرت عیسیٰؑ ۔۔۔ تو ایسی ہی۔۔ ہم اگر حب علی میں کچھ غلط کہه دیں تو چھٹکارا وہاں بھی نہیں۔ دونوں چیزیں ہاتھ سے جائیں گی۔

بھلا کون ہے جو شرک کی موت مرنا پسند کرے!؟

ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِۦ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ

(طلاق، 65:2)

یہ باتیں ہیں جن کی تم لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے ، ہر اس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَٱلْأَنْعَـٰمِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا

(فرقان، 25:44)

یا آپ ﷺ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی مانند بلکہ ان سے بڑھ کر بھٹکے ہوئے ہیں

قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا۟ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا (جن 72:20)

(اے نبی ﷺ !) آپ کہہ دیجیے کہ **میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں** اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

قُلْ إِنِّى لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ٢١

کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لیے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ فائدہ کا

قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ ٱللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا ٢٢

کہہ دیجئے کہ اللہ کے مقابلہ میں میرا بھی بچانے والا کوئی نہیں ہے اور نہ میں کوئی پناہ گاہ پاتا ہوں (جوادی)

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ ٱلذِّكْرَىٰ ٩ (اعلیٰ، 87:9)

لہٰذا تم نصیحت کرو اگر نصیحت فائدہ دے

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ١٠

عنقریب خوف خدا رکھنے والا سمجھ جائے گا

وَيَتَجَنَّبُهَا ٱلْأَشْقَى ١١

اور بدبخت اس سے کنارہ کشی کرے گا۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ (غاشیہ، 88:21)

لہٰذا تم نصیحت کرتے رہو کہ تم صرف نصیحت کرنے والے ہو

إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتُهُۥ زَادَتْهُمْ إِيمَـٰنًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (انفال، 8:2)

حقیقی مؤمن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔

🖉 بھلا مجھے کیا ہے، میں اپنے مولا کا ذکر بلند نہ کروں۔۔۔

(حالانکہ قرآن کہتا ہے اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے
: إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ :
یقیناً نماز برائی اور بدکاری سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔)

پر مجھے خوف ہے، اس بات کا، جو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کی، اور پھر اللہ نے قرآن میں کہا:

مَّا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِءَابَآئِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (کہف، 17:5)

اس سلسلہ میں نہ انہیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ **یہ بہت بڑی بات ہے** جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے کہ یہ جھوٹ کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔

بھلا مجھے کیا ہے، میں وہ بات بولوں جس سے میرا اللہ بھی ناراض ہو اور میرا مولا بھی۔
بھلا صرف، اللہ ہی پر ایمان رکھ کر، اللہ ہی سے لو لگا کر، اللہ سے ہر چیز کی امید رکھ کر، اور صرف اللہ ہی کو ہر خوشی و غم میں پکارنے پر کسی مومن کو کیا تکلیف ہو سکتی؟

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ:
یعنی چلو مان لیں، ایک بات تمہاری ہے (کہ یا علی مدد بولنا جائز ہے)، اور ایک بات میری۔
اب تمہاری بات درست بھی اگر ٹھری تو احتیاطً میں اگر نہ بولوں تو مجھے کوئی نقصان نہیں۔
پر اگر میری بات درست ہوئی (کہ اس طرح بولنا، شرک کے زمرہ میں آسکتا ہے) تو پھر آپ بتائیں، آپ کا کیا ہوگا!؟

آخر میں بالکل دوستانہ اور بغیر حجت کے ایک بات آپ سے کرنا چاہتا۔
چلو اب تک جو کتاب میں لکھا سب بھلا دو۔ اتنا بتاؤ آپ میں سے کون کون شرک کی موت مرنا چاہتا؟ ہاتھ اٹھائے! (یاد رہے شرک **"اخفی دبیب النمل"** بھی ہوتا ہے جو کتاب کے بالکل شروع میں حدیث پیش کی گئی۔)
دوسری بات: آپ still اگر یا علی مدد پر insist کر رہے تو کم از کم ایک ٹھوس دلیل تو آپ کے پاس ہونی چاہیے، کہ قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھ لے کہ بتائو آپ ایسا کیوں کہتے تھے تو آپ اللہ کے حضور وہ دلیل پیش کر سکو۔ اور وہ دلیل اتنی مضبوط ضرور ہو کہ قرآن کی بھی کئی آیات کے مقابلہ میں آتی ہو۔

🤲 اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے، اور ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا کرے۔

(حصہ دوم)

انتخاب
از

توحید عبادت
«یکتا پرستی»

تألیف:
مصلح کبیر و علامة شهیر
آیت الله شریعت سنگلجی 1327هـ

چاپ سوم 1386/1428هـ

ترجمہ و انتخاب
اظهر حسین ابڑو

download book from:
https://www.aqeedeh.com/book/view/270/توحید-عبادت

حصه دوم: یکا پرستی

پیش لفظ از مترجم

"یا علی مدد" کی ریسرچ کے دوران "اہل قرآن" شیعہ کے متعلق کچھ معلومات ملی، کہ یہ بھی ایک طبقہ ہے جو اہل شیعہ کے درمیان پایا جاتا، جو مین اسٹریم شیعہ کی کئی موٹی موٹی باتوں کو قبول نہیں کرتا، جیسے "یا علی مدد"۔۔۔اِن کا تھوڑا ذکر اُس وقت میں نے "شیعت کی اصلاح" کے زمرے میں ایک صفحہ پر کر دیا تھا۔ پر زیادہ تفصیل اس حصہ "حصہ دوم" میں پیش کی جا رہی، جو حصہ اول لکھنے کے بعد پڑھا اور لکھا گیا۔

اہل قرآن شیعہ میں "آیت اللہ شریعت سنگلاجی" کا نام سرفہرست ہے۔ اور انکی کتاب "توحید عبادت (یکا پرستی)" اس موضوع پر کافی مشھور ہے۔ پر بدقستمی سے اس کتاب کا اب تک اردو یا انگریزی ترجمہ موجود نہیں ہے ۔ میں نے پوری کتاب کا لفظ با لفظ ترجمہ کرنے کے بجائے، موجودہ لوگوں کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے، اختصار سے کام لینے کی کوشش کی اور صرف بنیادی باتوں کو نقل کیا۔ کہنے پر یہ اصل کتاب کا لگ بھگ آدھے سے بھی کم ہوسکتا۔ اصل کتاب آپ اوپر دیئے گئے لنک سے ڈائونلوڈ کر کے پڑھی جا سکتی۔

نوٹ: کتاب میں احادیث وغیرہ کے حوالاجات نہیں دیئے گئے، اس لیے ان کے مصادر ڈھونڈنے پر مجھے جو حوالاجات ملے، انھیں میں نے ڈبل بریکٹس (()) میں ڈال دیا ہے۔ تاکہ آپ سمجھ سکیں جو جو چیز ان ڈبل بریکیٹس میں آرہی وہ اصل کتاب کا حصہ نہیں پر مترجم کا اضافہ ہے۔

Some Info. About Rida Quli Shariati Sanglaji
https://en.wikipedia.org/wiki/Mirza_Rida_Quli_Shari%27at-Sanglaji
https://www.wikiwand.com/ur/محمد_حسن_شریعت_سنگلچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اسلام عجیب تھا!

یقیناً عوام الناس کے خیالات اور آراء کے خلاف بات کرنا بہت مشکل اور خطرناک کام ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«بدأ الاسلام غریباً وسیعود غریباً فطوبی للغرباء الّذین یصلحون ما أفسده النّاس من السّنة».

"اسلام کی ابتداء غریب (عجیب) سے ہوئی تھی، اور یہ دوبارہ غریب ہوکر لوٹے گا، خوشنصیب ہے وہ غربا (وہ اجنبی لوگ) جو سنت کی بگاڑ کے بعد لوگوں میں اصلاح کریں گے۔"

((Imam Sadiq (a.s) quoted on the authority of God's Prophet (a.s): “Islam was strange at first, and will soon return to its original state. Blessed be strangers! Then he said: “Have you not seen any good men in a tribe about whom they say: He is like a stranger among them?”))

https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:21569

((حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة قال: حدثني علي بن الحسن التيملي، قال: حدثني أخواي محمد وأحمد بنا الحسن، عن أبيهما، عن ثعلبة بن ميمون، وعن جميع الكناسي جميعاً عن أبي بصير، عن كامل، عن أبي جعفر أنه قال: إن قائمنا إذا قام دعا الناس إلى أمر جديد كما دعا إليه رسول الله ، وإن الإسلام بدا غريباً وسيعود غريباً كما بدا، فطوبى للغرباء.))

(((1) Ahmad bin Muhammad bin Sa’eed narrated from Ali bin al-Hasan at-Taymali from his brothers Muhammad and Ahmad from their father from Tha’laba bin Maymoon and Jamee’ al-Kinasi from Abu Baseer from Kamil that Abu Ja’far al-Baqir (as) had said: **“When al-Qa’im appears, he will invite the people to a new mission as the Prophet (S) has invited the people to a new mission. Islam has begun strange and it will return strange as it has begun. Blessed are the strangers!”**))):کتاب ال غائبه

https://thaqalayn.net/hadith/22/2/22/5

اُس وقت نبی اکرمﷺ کا مشرکین کو توحید کی طرف دعوت دینا عجیب تھا۔۔۔ اُس وقت لوگ، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی ہر چیز کی عبادت کرتے تھے، پتھر، لکڑی، بت، قبریں، انبیاء اور فرشتہ۔۔۔

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا۟ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِٱلْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ (آل عمران، 3:80)

وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو۔

جیسا کہ عیسائی عیسیٰؑ کی عبادت کرتے تھے اور یہودی عزیزؑ کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ مختصر یہ کہ اللہ رب العالمین کے علاوہ ہر چیز کی عبادت کی جاتی تھی . خاتمی مرتبتﷺ کا مقصد لوگوں کو صرف ایک خدا کی عبادت کی طرف دعوت دینا تھا اور چونکہ یہ ایک خدا کی طرف بلانا اور بتوں کا انکار کرنا اُن کے عقائد و رسوم کے خلاف تھا، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول انہیں عجیب معلوم ہوا۔

جیسا کہ قرآن کہتا ہے: وہ مشرکین کہتے ہیں:

أَجَعَلَ ٱلْـَٔالِهَةَ إِلَـٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَـٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ

(ص،38:5)

کیا اس نے تمام معبودوں کو بس ایک معبود بنا دیا ؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے!

عنقریب اسلام عجیب و غریب ہو جائے گا، جیسا کہ اس کے ظہور کے آغاز میں عجیب تھا، مسلمانوں میں حقیقی توحید اور اخلاقی فضائل اور پیغمبر اکرم(ص) کی سنت ختم ہو جائے گی، اور اس کے بجائے شرک، برائیاں اور بداعتیں جگہ لے لیں گی، تاکہ اگر کوئی سچی توحید کی دعوت دے تو اس کے الفاظ عجیب معلوم ہونے لگیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اصلاحِ نفس اور پرہیز گاری کے سوا کوئی اور منزل مقصود نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ "ان اللہ یھدی من یشاء" کے تحت، دین میں بینائی اور سنت میں آگاہی عطا کرے، اور اسکو قرآن مجید میں فھم و تدبر کی توفیق دے، اور وہ بدعات اور خرافات کو پہچان لے، ارادہ کرتا ہے کہ وہ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" سے راہ راست اور قرآن کے صراط مستقیم کی اتباع کرے گا۔ تو یہ شخص دین میں اجنبی ہے، کیونکہ وہ لوگوں کے باطل مذہب کی پیروی نہیں کرتا۔ "عجیب/اجنبی/غریب" سنت کی پابندی میں ہے، کیونکہ بدعت اپنی جگہ وسیع ہے، "غریب" ایمان میں ہے، کیونکہ شرک اور توہمات کا چلن ہے۔ اور وہ معاشرے میں عجیب ہے کیونکہ وہ لوگوں کے مزاج سے متفق نہیں ہے۔ (اسکے لیے) بازار میں خوشحالی نہیں ہے، کیونکہ اس کی تجارت، جو توحید اور اخلاقیات ہے، اس کا کوئی گاہک نہیں ہے۔

گو کہ وہ اس راستے پر بظاہر اکیلا ہے اور اہلِ زمانہ میں سے کوئی بھی اس کا خیر خواہ نہیں ہے، لیکن اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اکیلا نہیں ہے، کیونکہ اس راہ پر چلنے والے وہ عظیم لوگ ہیں، جو نیکی (میں سبقت لے جانے والے) لوگ رہے ہیں۔ یہ راستہ نوحؑ نجی اللہ کا ہے، اس راستے پر شیخ الانبیاء ابراہیم خلیل اللہؑ مشعل راہ ہیں، یہ راستہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا راستہ ہے۔ اس کا قافلہ سالار اشرف خاتم النبیین ﷺ ہیں، یہی وہ طریقہ ہے جس میں مرتضیٰؑ شہید ہوئے، یہ وہ طریقہ ہے جس میں مجتبیٰؑ نے جگر کا خون کھایا۔ اسی سڑک پر زین العابدینؑ گرفتار ہوا، اسی سڑک پر موسیٰؑ بن جعفرؑ کو قید کیا گیا، اسی سڑک پر علماء و مشائخ فوت ہوئے۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی خاطر راہ خدا میں آزمائش میں نہ پڑو۔ یعنی (چند لوگوں کی وجہ سے ہدایت کی راہ میں جنگلی نہ بنو)۔

وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا (طلاق، 65:2)

جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا

كَتَبَ ٱللَّهُ لَأَغۡلِبَنَّ أَنَا۠ وَرُسُلِيٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٞ (مجادلہ، 58:)

اللہ نے لکھ دیا ہے کہ یقینا میں غالب رہوں گا اور میرے رسول۔ بیشک اللہ زبردست ہے زور آور ہے۔

جب دین میں بدعتیں ظاہر ہوں تو عالم پر منحصر ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے۔

ہر پیغمبر و ائمه کا ہدف صرف و صرف "توحید" تھا۔

قَالَ يَـٰقَوْمِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ (اعراف، 7:65)
اے میری قوم کے لوگو ! اللہ کی بندگی کرو تمہارا کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں؟

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (ذاریات، 51:56)
اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُواْ ٱلطَّـٰغُوتَ ۖ
(نحل، 16:36)
اور ہم نے تو ہر امت میں ایک رسول بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو۔

توحید کے دو قسم ہیں۔

(1) توحید ربوبیت (2) توحید عبادت

(1) توحید ربوبیت: مطلب اس بات کا اعتراف کرنا کہ تمام موجدات کا خالق اور تمام جہان کا پروردگار حق تعالیٰ ہے۔ اور اس توحید کا مشرکین کاملاً اقرار و اعتراف کرتے تھے، جیسا کہ فرمایا:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ
(زمر، 39:38)
ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے ، تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ
(یوسف،12:106)
ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں۔ (فی ظلل القرآن)

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ (الزخرف، 43:9)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ کہیں گے کہ انہیں عزیر علیم نے پیدا کیا ہے۔ (سنگلاجی)

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَـٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ

(یونس، 10:31)

(اے نبی ! ان سے) پوچھئے کہ کون ہے جو تمہیں رزق پہنچاتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں ؟ اور کون ہے جو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے اور کون ہے تدبیر امر کرنے والا ؟ تو وہ کہیں گے اللہ ! تو آپ ﷺ فرمائیے کہ کیا پھر تم (اس اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو ؟—— (ڈاکٹر اسرار احمد)

قُل لِّمَنِ ٱلْأَرْضُ وَمَن فِيهَآ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (مومنون، 23:84)

ان سے کہو ، بتاؤ ، اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (مومنون، 23:85)

یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔ کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے ؟ (فی ظلل القرآن)

قُلْ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ ٱلسَّبْعِ وَرَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ (مومنون، 23:86)

ان سے پوچھو ، ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (مومنون، 23:87)

وہ ضرور کہیں گے اللہ۔ کہو ، پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ (فی ظلل القرآن)

قُلْ مَنۢ بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (مومنون، 23:88)

ان سے کہو ، بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے ؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا ؟

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ (مومنون، 23:89)

یہ کہیں گے کہ (یہ شان تو) اللہ ہی کی ہے ! آپ ﷺ کہیے کہ پھر کہاں سے تم پر جادو ہوجاتا ہے—— (ڈاکٹر اسرار احمد)

لہٰذا ہر مشرک اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اور تمام جہان کا خالق ہے اور یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ وہی قادر مطلق، رزق دینے والا، حیات دینے والا اور موت دینے والا ہے۔یہی وجہ تھی کہ انبیاء اور رسولوں نے مشرکین کے اقوال کو ان ہی کے خلاف ثابت کرنے کے لیے استعمال کیا۔

أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (نحل16:17)
وہ جو (اتنی مخلوقات) پیدا کرے۔ کیا وہ ویسا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرسکے تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (جالندھری)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُواْ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُواْ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ (حج، 22:73)
” لوگو ، ایک مثال دی جاتی ہے ، غور سے سنو جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔ “ (فی ظلل القرآن)

2۔ توحید عبادت

پرستش کی سبھی قسموں میں، صرف و صرف ذات مقدس، اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہی عبادت کی جائے، جیسا کہ تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔ کہ یہ توحید عبادت، یعنی یکا پرستی ہے کہ جس میں بشر اللہ کی شرکت کا قائل ہے اور یہ لفظ "شریک" خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مشرکین مخلوقات کے خالق کو تسلیم کرتے ہیں۔

انبیاء و رسل پر فرض ہے کہ توحید کی پہلی معنیٰ (یعنی توحید ربوبیت/توحید ذاتی) کو بیان کریں اور ثابت کریں، جیسا کہ قرآن اس توحید کو قائل کرنے میں ثبوت فراہم کرتا ہے، پر یہاں موردِ نظر، پیغبروں نے عموماً اور قرآن نے خصوصاً توحید عبادت پر زور دیا ہے، یعنی عبادت میں توحید۔ اور یہی توحید کی دعوت کی بنیاد ہے جس کے گرد قرآن گھومتا ہے، اور یہی "لاالہ الا اللہ" کے اصل معنیٰ ہے، جیسا کہ قرآن میں آیا ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى ٱللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ ٱلضَّلَٰلَةُ فَسِيرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُكَذِّبِينَ

(نحل، 16:36)

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا ، اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کردیا کہ " اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو "۔ اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہوگئی۔ پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوچکا ہے۔ (فی ظلل القرآن)

یعنی: انبیاء و رسل قوموں میں مبعوث کیے گئے، "عبادت میں توحید" (توحید عبادت) کی خاطر۔ دنیا میں خالق کو ثابت کرنے کے لیے نہیں، کیونکہ تمام مشرکین اس معنی میں تو پہلے سے متفق ہیں۔

ہر مشرک اس بات کا معترف ہے کہ اللہ ہی ہر جہان کا پیدا کرنے والا ہے، وہی روزی دینے والا ہے، وہی زندہ کرنے والا ہے، وہی مارنے والا ہے۔

قرآن کی واضح آیات سے پتا چلتا ہے کہ مشرکین آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں بتوں کو خدا کا شریک نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی عیسائی مسیح اور مریم کو، اور ستاروں کی پرستش کرنے والے ستاروں اور فرشتوں کو خالق نہیں مانتے تھے۔ یعنی رزق دینے والا، زندگی دینے والا اور موت دینے والا (وہ ایک خدا ہی کو مانتے) لیکن انہوں نے ان کو اپنی عبادت میں شریک بنایا اور اپنا سفارشی بنا لیا، اور کہتے تھے:

وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ **(یونس، 10:18)**

اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اس توحید کے 2 مزید اقسام ہیں:

توحید در علم و گفتار:

یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور رکھنا کہ کہ وہ ترکیب خارجی میں مادہ اور اُسکی صورتوں سے منزہ و پاک ہے، اور ترکیب عقلی میں کسی بھی قسم کی ماهیت و امتزاج سے پاک ہے۔ یعنی آسان الفاظ میں یہ کہنا جو قرآن کی یہ دو آیات پیش کرتی:

لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَيْءٌ **(شوریٰ، 11)**

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ **(سورہ اخلاص)**

توحید در ارادہ و عمل:

یہ ہے کہ انسان اللہ پاک کی ذات کے علاوہ نہ کسی سے اُمید رکھے اور نہ ہی کوئی اس کی مراد ہو، یعنی اس کے علاوہ کسی اور کی طرف ارادہ نہ رکھے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدۡحٗا فَمُلَٰقِيهِ (الانشقاق84:6)

اے انسان تو اپنی رب کی طرف مشقت کرنے والا لہے، بہت مشقت پھر اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔

قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَٰفِرُونَ ١ لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ ٢ وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٞ مَّا عَبَدتُّمۡ ٤ وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ٥ لَكُمۡ دِينُكُمۡ وَلِيَ دِينِ ٦

(سورہ کافرون)

"کہہ دو کہ اے کافرو ، میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو ،نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو ، جس کی عبادت میں کرتا ہوں، اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جنکی عبادت تم نے کی ہے ،اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین "۔

⮪ قرآن کی توحید، توحید ارادہ و وحدت پر مشتمل ہے، انسانوں میں جو چیز اختلاف کا سبب بنتی ہے، وہ ارادوں کا اختلاف اور ارادوں کا پھیل جانا ہے، کہ ہر شخص نے اپنے لیے ایک "مرادی" بنا رکھا ہے، جس سے یہ حاجات طلب کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اپنے "مراد" کی طرف دعوت دیتا ہے، اور اپنے سے غیر مراد کو باطل سمجھتا ہے۔

جب کئی "مراد" اور کئی ارادے پائے جائیں گے تو پھر مریدوں میں نزاع و اختلاف پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ جب تک یہ ارادے آپس میں ٹکراؤ میں ہونگے، تب تک تنازعہ حل نہیں ہوگا۔

اور انسان تب تک کامیاب نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے مرادوں اور ارادوں میں وحدت نہیں پیدا کرتا۔

وَلَا يَأۡمُرَكُمۡ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرۡبَابًاۗ أَيَأۡمُرُكُم بِٱلۡكُفۡرِ بَعۡدَ إِذۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ

(آلعمران3:80)

وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو۔

خاتمی مرتبت ﷺ نے اسی توحید کی دعوت دی، خدایِ واحد، اور مرادِ واحد کی طرف:

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

(آلعمران، 3:64)

کہو اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے ۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا اپنا رب نہ بنالے ۔ “ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم ہیں ۔“ (فی ظلل القرآن)

اور یہاں، اس آیت میں نبی اکرمﷺ کی اہل کتاب کو "ایک اللہ کی بندگی" کی طرف دعوت دینے سے مراد یہود و نصاریٰ کی اس "ارادہ" کی وسعت کو ختم کرنا ہے جو انہوں نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کر رکھی تھی۔

دنیا و آخرت کی سعادت انکو نصیب ہوگی جن کا "أرادہ" (ارادہِ توحید) مضبوط ہوگا۔

((يَا مَنْ هُوَ غايَةُ مُرادِ الْمُرِيدِينَ، يَا مَنْ هُوَ منتهى هِمَمِ الْعارِفِينَ))

((اے وہ جو ارادہ کرنے والوں کے ارادے کی انتہا ہے اے وہ جو عارفوں کی امنگوں کا نقطئہ آخر ہے))

(دعا جوشن کبیر)

✐دعوتِ اسلام اور تربیت قرآن یہی ہے کہ علم کا حصول کیا جائے، اور ارادہ کو تقویت دی جائے۔ اور ارادہ کو مضبوط کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ کے وجود کا انحصار صرف و صرف "حی لایموت" پر ہو۔ کہ جس کو نہ زوال ہے نہ فنا۔ اُس کا مراد حقیقی خدای لایزالست ہو۔ اس کے سوا نہ کوئی اس کے ارادہ کا جُز ہو نہ کوئی مقصد۔

ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ(بقره، 255)

اللہ زندہ جاوید ہستی ، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے ، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے ۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے ، اسی کا ہے ۔

اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کرتا ہے جن کا مقصود حی لایموت ہے:

وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِىِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَىْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَىْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ

(انعام، 6:52)

اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو ۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں ۔ اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے ۔

وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ

(بينه، 98:5)

انہیں نہیں حکم دیا گیا مگر یہ کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرے، بالکل یکسو ہوکر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ یہی نہایت صحیح و درست دین ہے "۔

عبادت

«عبادت منتهای خضوع و تذلل و اظهار عجز و خواری در مقابل رب‌العالمین است».

زمخشری نے کشاف میں کہا ہے کہ، "عبادت رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور بے بسی اور ذلت کے اظہار کا انتہا کا نام ہے۔

اور محققین سلف کہتے ہیں:

«عبادت منتهای حب و دوستی با شدت خضوع و غایت تذلل و خواری در مقابل حقتعالی است».

بعض محققین نے کہا ہے کہ عبادت و بندگی کے معنی: محبت اور دوستی کی انتہا اور خدا کے حضور انتہائی عاجزی کے ساتھ یقین رکھنا ہے، اور سمجھنا ہے کہ حقیقی معبود (اللہ) کے لئے ہی غیبی سلطنت ہے۔ اسکی حکومت فوق الاسباب ہے، وہی علتوں کا پیدا کرنے والا، نفع و نقصان دینے والا، اسباب میں تغیر پیدا کرنے پر قادر اور دیگر اسباب مہیا کرنے والا ہے۔ وہی مسبب الاسباب ہے اور مشکلات کو آسان کرنے والا ہے، زندگی اور موت، اور رزق دینے والے، شافی ہے، کافی ہے، غیاث المستغثین اور رحمۃ للعامین ہے۔

أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَـٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ

(نمل، 27:62)

کون ہے جو بےقرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے ؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے ؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔

خلاصہ کلام: عبادت کی حقیقت محبت اور عاجزی ہے۔

عبادت کا سرِراہ اور توحید کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تاکہ تم نجات پاؤ۔ مشرکین نے جو اہل زبان تھے جب یہ کلمہ سنا تو انہوں نے دیکھا کہ اگر وہ اس کلمہ کو مان لیں تو خدا کے سوا ہر معبود سے بغض رکھنا پڑےگا اور خدا کے سوا کسی کے آگے سر تسلیم خم نہ نا کرنا پڑیگا اور نا ہی کسی اور سے مدد مانگی جاسکتی۔ انہوں نے چیخ کر کہا:

أَجَعَلَ ٱلْـَٔالِهَةَ إِلَـٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَـٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ

(ص، 38:5)

کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا ؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے

وَٱنطَلَقَ ٱلْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ ٱمْشُوا۟ وَٱصْبِرُوا۟ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَـٰذَا لَشَىْءٌ يُرَادُ

٦ (ص)

اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ " چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جارہی ہے

مَا سَمِعْنَا بِهَـٰذَا فِى ٱلْمِلَّةِ ٱلْـَٔاخِرَةِ إِنْ هَـٰذَآ إِلَّا ٱخْتِلَـٰقٌ

٧ (ص)

یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی۔ یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات"

انبیاء و مرسلین کا سلسلہ بندوں کو ایک خدا کی طرف بلانے کے لئے [اور] نیک لوگوں کو عبادت کی دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا تھا نہ کہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ خدا مخلوق کا خالق ہے، کیونکہ تمام مشرکوں نے تسلیم کیا کہ:

قَالُوٓاْ أَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ ٱللَّهَ وَحۡدَهُۥ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ ءَابَآؤُنَاۖ فَأۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ

(اعراف، 7:80)

انہوں نے جواب دیا " کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟ اچھا تو لے آ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو سچا ہے ۔

ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فِرَٰشٗا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءٗ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقٗا لَّكُمۡۖ فَلَا تَجۡعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادٗا وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ

(بقرہ، 2:22)

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا ، آسمان کی چھت بنائی ، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا ۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مقابل نہ ٹھیراؤ۔

مشرکین حج کی تلبیہ میں کہا کرتے تھے:

لبيك لا شريك لك إلا شريكاً هو لك تملكه وما ملك

(لبیک، تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس کے جو تیرا ہو، تو اس کا مالک اور اس کا بادشاہ ہے)

رسول اکرم ﷺ نے جب یہ تلبیہ سنی تو فرمایا:

اگر اس کلمہ میں سے «الا شريكاً هو لك» ترک کردیں تو یہ توحید ہے۔

مختصر یہ کہ مشرکین جو عاجزی کے ساتھ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور نذریں پیش کرتے تھے اور قربانیاں دیتے تھے یہ مانتے تھے کہ صرف انہیں ہی خدا کے قریب کیا جائے گا اور قیامت کے دن ان کی شفاعت کی جائے گی۔

وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِۚ (یونس، 10:18)

اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

یہاں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انبیاء و مرسلین کی طرف سے لائی گئی توحید "عبادت کی توحید" (توحید عبادی) ہے۔

مشرکین کئی قسم کے تھے: ایک گروہ فرشتوں کی عبادت کرتا تھا، کوئی ستاروں اور سورج کی پرستش کرتا تھا، کوئی بتوں کی پوجتا تھا، کوئی پتھروں کو مقدس سمجھتا تھا، سب نے سختیوں اور مشقتوں میں ان کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اور اسی ہنگامہ میں ختمی مرتبت ﷺ نے کہا: **لاالہ الا اللہ**، ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہئے، اور اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں مانگنا چاہئے، اور اس حقیقت پر یقین رکھنا چاہئے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

لَهُۥ دَعْوَةُ ٱلْحَقِّ ۖ وَٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَىْءٍ إِلَّا كَبَٰسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى ٱلْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَٰلِغِهِۦ ۚ وَمَا دُعَآءُ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ
(رعد، 13:14)

اسی کو پکارنابرحق ہے۔ رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ انہیں پکارنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا ، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیر بےہدف !

قُلِ ٱللَّهُمَّ مَٰلِكَ ٱلْمُلْكِ تُؤْتِى ٱلْمُلْكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلْمُلْكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ ٱلْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ
(ال عمران، 3:26)

کہو! خدایا! مُلک کے مالک! تو جسے چاہے، حکومت دے اور جسے چاہے، چھین لے جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے، ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (حمد، 1:5)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں

انسان کی عبادت تبھی کامل ہوسکتی ہے جب اُسکی دعا اور پرستش تنہا خدا کے لیے ہو۔

تنگی و آسانی میں خدا کے سوا کسی کو نہ پکارے۔ اور اسکے سوا کسی سے پناہ نہ مانگے، نذر و نحر اللہ کے سوا کسی کے خاطر نہ کرے۔ عبادات کے سارے اقسام صرف و صرف اللہ کے لیے ہونے چاہیئں، عمل میں، ارادہ میں، نیت میں، ہر چیز میں۔

☜ اور جو بھی اپنے اعمال مخلوق کے لیے کرتا ہے، چاہے، زندہ ہو یا مردہ، بت ہو یا فرشتہ یا جن، پھتر، درخت، قبر وغیرہ، وہ مشرک ہے۔

☜ اب جیسا کہ، مشرکین کا خدا کا اقرار کرنا انکو شرک سے خارج نہیں کرتا، ایسے ہی کسی کا اللہ پر، ختمی مرتبت ﷺ پر، اور ائمہ علیہ السلام پر ایمان لانا، انکو شرک سے خارج نہیں کرتا جب تک وہ عبادت میں شرک کو خارج نہیں کرتے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

«أنا أغنى الشركاء من الشرك لا يقبل الله عملا شورك فيه غيره، ولا يؤمن به من عبد معه غيره».

میں شرکاء کے شرک سے غنی ہوں، نہ ہی کسی کا عمل قبول ہے، نا ایمان نا عبادت جو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھرائے۔

The Prophet (SAWA) said, 'Allah, glory be to Him, says, 'I am the most self-sufficient of partners, for whoever performs a deed for Me as well as for someone else alongside Me, [know that] I am free from need of his action and I leave it for the one that he associated with Me .

میزان الحکمه، #3779

https://hadith.academyofislam.com/?q=_id:12209

جو اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے، اس کا اعترافِ بحق بے فائدہ ہے۔ کیونکہ اُس نے مخلوق کی محبت، عبادت اور کئی دیگر پہلوؤں سے خالق کے برابر کردیا ہے۔ جیسا کا اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

قَالُواْ وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ **(شعراء، 26:96)**

وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے

تَٱللَّهِ إِن كُنَّا لَفِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ٩٧

کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے

إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ٩٨

جبکہ تم کو رب العالمین کی برابری کا درجہ دے رہے تھے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ

(یوسف، 12:106)

ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں۔

مکه کے مشرک اللہ کو مانتے تھے، پر بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے۔
یهودی اللہ کو مانتے ہیں، پر حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے۔
عیسائی اللہ کو مانتے ہیں، پر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے۔

((یعنی یہ سب اور اسکے علاوہ دیگر جیسے صائیبین، اللہ کی ذات کے انکاری نہ تھے، توحید ربوبیت کے انکاری نہ تھے، پر سب نے 'توحید عبادت' میں اللہ کا شریک ٹھرایا۔ توحید عبادت وہ چیز ہے جہاں اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے۔ "عبادت" جو صرف اللہ کے خاطر ہونی چاہیے وہ اگر کسی اور کے لیے کی جائے تو یہ عبادت میں شرک ہے۔))

منافق

خدائے بزرگ و برتر نے اطاعت میں نفاق کو بھی شرک قرار دیا اور منافق کو مشرک قرار دیا اور منافق خدا کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اطاعت و عمل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں عزت و وقار حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں فلاں فلاں مذہبی ہے۔ پس عبادات کو دلوں میں عظمت کے مطالعہ کے ساتھ ملانا بھی شرک ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ (سورہ ماعون،107:4)
پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے

ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ٥
جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں ،

ٱلَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ٦
جو ریاکاری کرتے ہیں

تاہم قرآن نے یکا پرستی، اور عبادت بے ریا کوجتنی اہمیت دی ہے، یہ تعجب و افسوس کا مقام ہے کہ نادانانِ ملت اسلام اور توحید کے امتی، ہر قسم کے شرک کو اسلام کے نام پر ترویج دیتی ہے۔

"اسماً موحد و مسلم، و رسماً از مشرک پست ترند"
(نام کے موحد و مسلم، کام کے مشرک سے بھی پست تر۔)

سبحان اللہ! پیغمبر ﷺ اور ائمہ دین علیہ السلام کی زحمتوں کا کیا ہوا؟ تعلیمات سید المرسلین کہاں گئی؟ ائمہ علیہ السلام کا خون کیا مفت میں بہا؟ مسلمان توحید کی حفاظت کرنے پر توجہ کیوں نہیں دیتے؟ وہ خدا کی کتاب اور سیرت رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہیں پڑھتے؟ وہی شرک جس سے قرآن و سنت نے منع کیا ہے بہت سے مسلمانوں میں زیادہ واضح ہے: قبر پرستی، سنگ پرستی، درخت پرستی، مرشد پرستی، قدمگاہ کے پتھروں سے برکت لینا، اور اس طرح کی ہزاروں اور چیزیں...

رَبَّنَا ٱفْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِٱلْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْفَـٰتِحِينَ
(اعراف، 7:89)
اے رب ، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ۔*

حق متعال نے عبودیت اور بندگی کو اپنے اعلیٰ ترین بندوں اور کامل مخلوق کی صفت قرار دیا۔

لَّن يَسْتَنكِفَ ٱلْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ ٱلْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا
(نساء، 4:172)
مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں ، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا ۔

فرشتوں کے بارے میں بھی فرمایا:

إِنَّ ٱلَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيُسَبِّحُونَهُۥ وَلَهُۥ يَسْجُدُونَ ۩ (اعراف، 7:206)
بیشک وہ جو آپ کے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے استکبار نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے سجدے کرتے رہتے ہیں۔—— (ڈاکٹر اسرار احمد)

مومنوں کے بارے میں فرمایا:
وَعِبَادُ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى ٱلْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلْجَـٰهِلُونَ قَالُوا۟ سَلَـٰمًا
(فرقان، 25:63)
”رحمٰن کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

اور نبیوں کے بارے میں کہا:

ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو۔ اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو، اور ہمارے بندے ابراہیم اور اسحاق کو یاد کرو.. ان آیات میں، اس نے اپنے نبیوں کو بندوں کے طور تعریف کی ہے۔ اور سلیمانؑ کے بارے میں فرمایا:

سُلَيْمَـٰنَ ۚ نِعْمَ ٱلْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ (ص، 38:30)
سلیمن خوب بندہ، یقیناً رجوع کرنے والا۔

اور اپنے محترم ترین بندے خاتم النبین کے بارے میں کہا:
وَإِن كُنتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا (بقرہ، 2:23)
اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے۔

تَبَارَكَ ٱلَّذِى نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَـٰلَمِينَ نَذِيرًا (فرقان، 25:1)
نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کردینے والاہو۔

سُبْحَـٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا (اسراء، 17:1)
پاک ہے وہ ذات جو لے گئی راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ۔

اور صحیح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسیح کے عیسائیوں کی طرح مجھ سے بات نہ کرو، بلکہ میں عبداللہ ہوں، اس لیے عبداللہ اور اس کا رسول کہو"۔ (یعنی میری بہت زیادہ تعریف نہ کرو، اور سچائی سے آگے نہ بڑھو، اور میرے لیے جھوٹی صفات مت بناؤ جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جھوٹی تعریف کی اور ان کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا، میں خدا کا بندہ ہوں، مجھے خدا کا بندہ کہو اور اس کا رسول۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«إنّما أنا عبد آكل كما يأكل العبيد وأجلس كما يجلس العبيد».
(میں وہ بندہ ہوں جو نوکروں کی طرح کھاتا ہوں اور ان کی طرح بیٹھتا ہوں)۔

عبادت مرتے دم تک فرض ہے اور بندوں سے یہ فرض کسی بھی طرح نہیں چھوٹ جائے گا جیسا کہ قرآن کی واضح عبارت سے ثابت ہے

وَٱعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ ٱلْيَقِينُ (حجر، 15:99)
اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو ، جس کا آنا یقینی ہے۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ ٱلدِّينِ (مدثر، 74:46)
اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے

حَتَّىٰٓ أَتَىٰنَا ٱلْيَقِينُ (74:47)
یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی

البتہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں سے اس کے لیے عبادت اور بندگی ساقط ہوگئی ہے تو وہ یقیناً کافر ہے! ... وہ خدا کے ساتھ کفر اور انسانیت سے خارج والے مقام پر لازماً پہنچ گیا۔ . نعوذ باللہ من غضب اللہ۔

شرک دو قسم کے ہیں

شرک اکبر یہ ہے کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کی عبادت کرے۔

شرک اصغر یہ ہے کہ افعالِ خدا جو صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں، وہ کسی غیر خدا کی طرف منسوب کرے؛ مثال کے طور پر غیر خدا کو شافی سمجھے (شفا دینے والا)، یا رازق تصور کرے، یا غیر خدا کو مصیبتوں، بلائوں، اور بدبختیوں کو دور کرنے والا سمجھے۔

(حوالہ، کتاب، یکا پرستی، آیت اللہ شریعتی سنگلاجی، ص 46)

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِۖ(بقرہ، 2:165)
وہ محبت رکھتے ہیں اُن سے جیسے محبت اللہ سے کرنا (چاہیے)

اس آیت میں خدا واضح کرتا ہے کہ پیروکار دنیا کے جھوٹے معبودوں سے خدا کی طرح محبت کرتے ہیں اور جب وہ اپنے معبودوں کا ذکر کرتے ہیں تو وہ خدا کا ذکر کرنے سے زیادہ خوش اور مسرور ہوتے ہیں، لیکن جب تنہا اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو وہ بیزار اور غمگین ہوجاتے ہیں۔

وَإِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَحْدَهُ ٱشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِۖ وَإِذَا ذُكِرَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ
(سورہ زمر، 39:45)
جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں۔ اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

چناچہ باطل خدائوں/اولیائوں کی اگر ہلکی سے توہین ہوجائے، یا انکی عزت میں ہلکی سی تخفیف کردی جائے، تو یہ مثل کتے کے حملہ کرتے ہیں، پر اگر حرمات الٰہیہ کی توہین ہو رہی ہو، یا احکاماتِ الٰہیہ میں تغیر ہو رہا ہو تو، یہ بالکل بھی حرکت نہیں کرتے۔

عجب ہے، کہتے ہیں، اولیاء من دون اللہ (ذاتی طور پر) حاجات پوری کرنے والے نہیں مانتے، شافی نہیں ہیں، دعائوں کو قبول کرنے والے، توبہ اور گناہوں کو بخشنے والے، نفع دینے والے، ضار دینے والے نہیں ہیں۔

پھر اگر کوئی ان سے پوچھ لے (کیا آپ نہیں کہتے)، امام زادہ اندھوں کو آنکھیں دیتے ہیں، بیبی شہربانو اپنی قبر کی زائرین کو آنکھیں دیتی ہیں، کہتے ہیں، ہاں، پر ہم انکو صرف شفیع (شفاعت کرنے والا)، اور واسطہ (وسیلہ) قرار دیتے ہیں۔ یہ وہی بات کرتے ہیں جو مشرکین ختمی مرتبت ﷺ کو جواب دیتے تھے:

وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِۚ (یونس، 10:18)
اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اور اللہ ان کے جواب میں کہتا ہے:
أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ
(زمر، 39:3)
خبردار ، دین خالص اللہ کا حق ہے رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنارکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں ' اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا ۔ جو جھوٹا اور منکرحق ہو “۔

اور دوسرے جگہ فرماتے ہیں:

مَثَلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ ٱلْعَنكَبُوتِ ٱتَّخَذَتْ بَيْتًاۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ ٱلْبُيُوتِ لَبَيْتُ ٱلْعَنكَبُوتِۖ لَوْ كَانُواْ يَعْلَمُونَ
(عنکبوت، 29:41)

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لیے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے

أَفَحَسِبَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَن يَتَّخِذُواْ عِبَادِى مِن دُونِىٓ أَوْلِيَآءَۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَـٰفِرِينَ نُزُلًا
(کھف، 18:102)

یا کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ میرے ہی بندوں کو میرے مقابلے میں اپنے حمایتی بنا لیں گے یقیناً ہم نے تیار کر رکھا ہے جہنم کو ایسے کافروں کی مہمانی کے لیے—
(اسرار احمد)

انگھوٹی، نخ، دھاگہ وغیرہ سے شفا لینا

اللہ پاک قرآن میں کہتا ہے:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَنِىَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَـٰشِفَـٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَـٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ (زمر، 39:38)

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں کہ خدا نے۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ اگر خدا مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اس تکلیف کو دور کرسکتے ہیں یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دو کہ مجھے خدا ہی کافی ہے۔ بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (جالندھری)

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی مخلوق نقصان یا نفع نہیں پہنچا سکتی اور اگر کوئی رب العالمین کے علاوہ کسی اور کے نقصان اور فائدہ کا تصور کرے تو یہ خالص شرک ہے۔

انگوٹھی: مشرکین کا یہ رواج تھا کہ زنک/جست یا کسی دوسری دھات کی انگوٹھی اپنے بازو پر پہنا کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ ان کو نظر بد اور جنات سے محفوظ رکھے گا۔

عمران بن حصین می‌گوید: «إنّ النّبيّ ﷺ رأى رجلا في يده خلقه من صفر -و در روايتي -خاتم من صفر فقال: ما هذه؟ قال: من الواهنة فقال إنزعها فإنّها لا تزيدك إلاّ وهناً فإنّك لو متّ وهي عليك ما أفلحت أبداً».

حدیث کا مفہوم ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی سے ملے جس کے پاس زنک کی انگوٹھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں کیوں ہے؟ فرمایا یہ واھنہ سے ہے (یعنی اس کا استعمال واھنہ کی بیماری کے علاج کے لیے کیا جاتا ہے)۔ کہا، اسے اپنے سے دور پھینک دو، اس عمل سے تمہاری کمزوری اور بڑھے گی۔ اگر آپ مر جاتے ہیں اور یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں ہے، تو آپ نجات دہندہ نہیں ہوں گے!

(حوالہ: یکاپرستی، ص 49)

ایک اور صریح اور صحیح حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

«من تعلّق تميمة فلا أتمّ الله له، ومن تعلّق ودعة فلا ودع الله له».

جس نے تمیمہ پہنا، اللہ اسے کبھی مکمل نہیں کریگا، اور جس نے ودعة پہنا اللہ کبھی اسے امان نہیں دیگا۔

ابن ابی حاتم نے حذیفہ کی سند سے روایت نقل کی ہے

«إنه رأى رجلاً في يده خيط من الحمى فقطعه وتلا قوله تعالى: **وما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون**». **(يوسف، 12:106)**

انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں بخار کا دھاگہ تھا، اس نے اسے کاٹ دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں۔"

صحیح حدیث میں ابی بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«إنّه كان مع رسول الله ﷺ في بعض أسفاره فأرسل رسولاً أن لا يبقيّن في رقبة بعير قلادة من وتر أو قلادة إلاَّ قطعت».
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اپنے بعض سفروں میں اس نے ایک قاصد بھیجا کہ اونٹ کے گلے میں تار یا ہار نہ چھوڑیں جب تک کہ اسے کاٹ نہ دیا جائے۔

وتر: جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کمان کی تار پرانی ہو جاتی تھی تو اسے بدل کر اونٹ، گھوڑے، گائے اور بھیڑ بکریوں کے گلے میں باندھ دیتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ ان کو چالاکی اور آنکھ کی چوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

ابی مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہامیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

«سمعت رسول الله يقول إنّ الّرقى والتّمائم والتولة شرك».

رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرمایا کہ یقیناً رقی(منتر/افسون)، تمائم(تعویذ/طلسم)، اور تولہ شرک ہیں۔

“I heard the Messenger of God say that incantations, amulets and tawla are shirk”.

توله: جادو، تعویذ، دوستی کے جادو اور تعویز جن سے عورتیں اپنے شوہروں کو مسحور کر سکتی ہیں۔

از رويفع مرويست كه گفت: «قال رسول‌الله يا رويفع لعلّ الحياة تطول بك فأخبر النّاس أنّ من عقد لحيته أو تقلّد وتراً، أو استنجى برجيع دابّة أو عظم فإنّ محمّداًﷺ بريء منه».

حدیث کا مفہوم ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے روئفہ، شاید تمہاری عمر لمبی ہو جائے، یعنی تم میرے بعد کچھ عرصہ ٹھرو۔ لوگوں کو بتا دو کہ جو کوئی داڑھی باندھتا ہے، یا تار کاٹتا ہے یا جانوروں کا گوبر استعمال کرتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہیں۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ: «من قطع تميمة من إنسان كان كعدل رقبة».
جس نے کسی شخص سے تعویذ پھاڑ دیا وہ غلام آزاد کرنے کے مترادف ہے۔

ان مستند حدیثوں سے بات واضح ہو گئی کہ غیبی امداد مانگنے کا مطلب، جادو سے مدد مانگنا، انگوٹھی، بیماری کے لیے دھاگہ یا کپڑا اور اس طرح کی چیزیں، جیسے دکانوں میں گھوڑے کی نال، گاڑیاں اور مکانات پر لٹکائے گئے الٹی جوتی، خالص شرک اور توہم پرستی ہے اور ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اور ائمہ دین انگوٹھی پہنتے تھے، اور انگوٹھی کے جواہرات کے بارے میں دوسری روایتیں آئی ہیں، کہ فلاں جوہر غربت دور کرنے کے لیے مفید ہے، یا فلاں جوہر میں نماز پڑھنے کا کئی گنا ثواب ہے، یا فلاں جواہر انسان کو آفات سے بچا سکتا ہے، وغیرہ: اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں:

سب سے پہلے، صحیح روایت کے مطابق، جو الوسائل میں حضرت صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے، انہوں نے فرمایا:

«ما تختّم رسول الله إلاَّ يسيراً حتّى تركه».
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی دیر کے علاوہ انگوٹھی نہیں پہنی اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ آخری سالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو انگوٹھی اپنے ہاتھ میں لی وہ دشمن پر غالب آنے اور غربت و افلاس کو دور کرنے کے لیے نہیں تھی بلکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے بادشاہوں کو دعوت دینا چاہی کہ اسلام لاؤ، کہا گیا کہ مہر کے بغیر خط کا اثر نہیں ہوتا، اور نہ کوئی اسے پڑھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چاندی کی انگوٹھی تیار کی گئی اور اس کی تین سطروں میں لکھا۔ پہلی سطر میں اللہ، دوسری سطر رسول اور تیسری سطر محمد لکھا گیا۔ جو نیچے سے اوپر تک

پڑھی گئی۔ یہ انگوٹھی ان کی مبارک انگلی میں تھی جب تک وہ زندہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ابابکر نے اسے اپنی انگوٹھی میں ڈالا اور ابابکر کے بعد عمر نے اور ان کے بعد عثمان نے اور جس سال عثمان قتل ہوئے تو وہ انگوٹھی اریس کے کنویں میں گر گئی اور انہوں نے تین دن تک تلاش کیا۔ پر نہیں ملی۔

اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مُہر کے طور پر استعمال کرتے تھے، نہ کہ نگینہ کی انگوٹھی تبرک لینے کے لیے۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام پتھروں سے برکت حاصل نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ خدا کے ناموں پر بھروسہ کرتے تھے، اور ان کی انگوٹھیوں کا مفہوم توسل بحق، و أسماء اللہ پر مبنی تھا:

چنانچہ امیرالمؤمنینؑ کے نگین پر نقش تھا: **الملك لله الواحد القهار،**
نقش خاتم حضرت زہرا علیہاالسلام: **الله وليّ عصمتي،**
نقش خاتم مجتبیؑ: **العزّة لله،**
نقش خاتم حسین شہیدؑ: **إنّ الله بالغ أمره،**
نقش نگین سید سجادؑ: **لكلّ غمّ حسبي الله،**
نقش خاتم باقرالعلومؑ: **أملي بالله،**
نقش نگین حضرت صادقؑ: **الله وليّ عصمتي من خلقه،**
نقش خاتم موسیٰ بن جعفرؑ: **حسبي الله،**
نقش نگین حضرت رضاؑ: **ما شاء الله لا حول ولا قوّة إلاّ بالله،**
نقش خاتم امام محمد تقیؑ: **حسبي الله حافظي،**
نقش خاتم امام علی النقیؑ: **الملك لله الواحد القهّار،**
نقش خاتم امام حسن عسکریؑ: **الغنی لله،** تھا۔

اس مقدمہ سے یہ معلوم ہوگیا کہ پیامبر ﷺ و سیرت ائمہ طاہرین علیہم السلام انگوٹھیوں اور پھتروں سے تبرک نہیں لیتے تھے، اور نہ ہی وہ آفات کو دور کرنے اور پریشانیوں اور بیماریوں کا علاج کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جبکہ نص قرآنی اور احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ پتھروں سے تبرک لینا شرک ہے۔

تو پھر کیوں کتاب اللہ اور سنت پیغمبر ﷺ کو بھلا دیا گیا؟ مسلمانوں کو اس کا علم کیوں نہیں؟ کیوں وہ فکر نہیں کرتے، آخر پتھروں سے تبرک لینے کا کیا معنیٰ؟ اے رب تیرا دین کیوں جہالت کا کھیل بن گیا اے رب تیرے نبی کی سنت کیوں بھلا دی گئی؟

سبحان اللہ! دین کے (ٹھیکیدار) لوگ اپنے ہاتھوں میں انگوٹھیاں پکڑ کر کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص قسم کا نگینہ ہے، جس کی خاصیت یہ ہے کہ جو انسان پہنے گا تو یہ اس کو خدا کے قریب کردے گا، اور یہ ایک مخصوص پتھر ہے کہ اس کو نماز میں پہننے سے اتنے گنا ثواب بڑھ جائیگا۔ کیا یہ سنگ پرستی نہیں؟ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ آدمی بڑے پتھر کو پوجتا ہے اور اس سے برکت مانگتا ہے یا چھوٹے پتھر کو؟

میرے پاس خود حدید چینی کی انگوٹھی تھی، میں نے کتابوں میں اس کے خواص دیکھے تھے، جن میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر اس انگوٹھی کو ہاتھ میں پہنا جائے تو یہ انسان کو صحراؤں اور سمندروں کے کیڑوں سے بچاتا ہے۔ اسی وجہ سے جب میں نے سفر حج کا فیصلہ کیا تو وہ انگوٹھی اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ خبریں جو میں نے بیان کی ہیں ایک بار میرے نظر سے گزریں، جب میں نے پوری توجہ دی تو میں بول اٹھا، "اے خدا، ہائے ہائے میں، اسلام کی توحید سے کتنا ناواقف اور نادان ہوں، میں ایک محرم اور حاجی ہوں، خدا کے گھر کی طرف سفر کرتا ہوں۔ لیکن میرے ہاتھ میں ایک بت ہے!" میں عالمین کے رب کو اپنا محافظ کیوں نہ سمجھوں؟ میں پتھر کو اپنا ولی کیوں سمجھتا ہوں جبکہ میں اس کا ولی ہوں؟ میرے ساتھ ایک انقلاب ایسا آیا کہ بیان کرنا ناممکن ہے۔ میں استغفار میں مشغول ہوگیا اور انگلی سے انگوٹھی اتار کر صحرا میں پھینک دی۔

«رسم عاشق نیست با یکدل دو دلبر داشتن». و کعبهٔ دل را از بت انگشتر پاک کردم. الحمدلله رب‌العالمین.
"محبت کا رواج یہ نہیں ہے کہ ایک ہی دل کے دو عاشق ہوں"۔ اور میں نے انگوٹھی کے بت سے دل کے کعبہ کو صاف کیا۔ الحمدللہ رب العالمین۔
اے معبود تجھے تیری رحمت کی قسم، اپنے بندوں کو شرک کے شر سے محفوظ فرما، اے رب، قرآن و سنت کے مطابق تعلیم یافتہ مسلمانوں کی رہنمائی فرما، اور ان سے شرک کو دور فرما۔

برحمتك يا أرحم الرّاحمين ولا حول ولا قوة إلاَّ بالله العليّ العظيم.

حجر اسود

اس نکتے کو سمجھنا چاہیے کہ حجر اسود کی پوجا نہیں کی جانی چاہیے، اور اسے ہاتھ لگانا صرف مستحب ہے۔ اس پتھر کی حیثیت طواف کو شروع کرنے کے لیے نقطۂ آغاز کا تعین کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ طواف کرنے والوں کو ایک ہی سمت میں چلنا چاہیے اور اگر طواف مختلف سمتوں سے شروع ہو تو طواف ایک دوسرے کے ساتھ ہو جائے گا اور طواف مشکل ہو جائے گا، اس لیے قانون بنایا گیا کہ پتھر کی سیدھ میں نیت کریں اور وہاں سے طواف شروع کریں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت تھی لیکن ہزار افسوس کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد امت کے بہت سے لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے اور وہ اس میں اس قدر گر گئے کہ ان میں سے بعض جھوٹی شرکی عادات کو ضروریاتِ دین اور مسلمات شریعت بنا ڈالا۔

قربانی

بعض اقوام مثلاً مصری، رومی، فونیشین اور کنعانی قربانی کے معاملے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے انسانوں کو بھی قربان کیا اور یہ پرکٹس یورپ میں ساتویں صدی عیسوی تک جاری رہی۔

بعض نے کہا ہے کہ قربانی کی دو وجوہات تھیں: 1- یہ دیوتاؤں کے لیے تحفہ اور قرب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی تھی۔ 2- دیوتاؤں کو راضی کرنے اور ان کے غصہ و غضب کو دور کرنے کے لیے گناہوں کا کفارہ کے طور پر کی جاتی تھی۔

وحشیوں میں قربانی کی تین وجوہات تھیں: 1- انہوں نے قربانی مُردوں کی روح کے لیے کی، کیونکہ وہ کہتے تھے کہ مردہ قبر میں بھوکا رہتا ہے اور اسے کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ 2- انہوں نے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے قربانیاں دیں۔ 3- کفار اپنے گناہوں کا کفارہ دینے کے لیے اپنی اور اپنے قبیلے کی قربانی کرتے تھے، اور اس قربانی کا ایک عقیدہ یہ تھا کہ جانور کی قربانی کرنے سے بیماری بیمار سے ذبح شدہ جانور میں منتقل ہو جاتی ہے ۔ اسی عقیدہ سے ایسا ہوا کہ ایک فرد سے پوری قوم تک یہ عمل ہونے لگا یعنی کسی کی بَلی دینے سے پوری قوم کا گناہ ذبح شدہ جانور میں منتقل ہو جاتا ہے، جیسا کہ بعض افریقی قبائل ہر سال ایک مرد اور ایک عورت کی قربانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح قبیلہ کا گناہ ان دو افراد کو منتقل ہو جاتا ہے اور قبیلہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے ۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ کی بنیاد اور اصل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے قربان کیا گیا تاکہ لوگ گناہوں سے پاک ہو جائیں، اور کچھ اسی طرح کچھ رذیل اور جاہل شیعوں میں مشہور ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوکر شیعوں کو ان کے گناہوں سے پاک کر گئے۔

قربانی در اسلام

اسلام نے انسانی قربانی کی خرافات کو ختم کر دیا، اور جانوروں کی قربانی پر مہر لگائی۔

اسلام نے جانوروں کی قربانی کی وضاحت کی اور اس کی حکمت کا اظہار کیا کہ یہ دنیا کو خوش کرنے یا مردوں کو کھانا کھلانے یا زندہ کو فدیہ دینے کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ امیروں کی طرف سے غریبوں کو تحفہ ہے اور قربانی کا مقصد ہے بھوکے اور مسکین کو کھانا کھلانا جیسا کہ ارشاد ہے:

وَٱلْبُدْنَ جَعَلْنَـٰهَا لَكُم مِّن شَعَـٰٓئِرِ ٱللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَٱذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا۟ مِنْهَا وَأَطْعِمُوا۟ ٱلْقَانِعَ وَٱلْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَـٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
(حج، 22:36)

اور (قربانی کے) اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے ، تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے ، پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو اور جب (قربانی کے بعد) ان کی پیٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کئے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ ان جانوروں کو ہم نے اس طرح تمہارے لئے سخر کیا ہے تاکہ تم شکریہ ادا کرو.

لَن يَنَالَ ٱللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَـٰكِن يَنَالُهُ ٱلتَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُحْسِنِينَ (حج، 22:37)

نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون ، مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس نے ان کو تمہارے لئے اس طرح مسخر کیا ہے تاکہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو اور اے نبی ؐ بشارت دے دے نیکو کار لوگوں کو.

ذبح اور قربانی اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے اور ذبح اور قربانی کے وقت اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِى وَنُسُكِى وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِى لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ (انعام، 6:162)

کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے ۔

اس مبارک آیت میں صراحت ہے کہ قربانی صرف نیکی کے لیے کی جائے اور اس کام میں کسی اور کو شریک نہ بنایا جائے۔

ابوعبیدہ در کتاب اموال و بیهقی از زهری و او از حضرت ختمی مرتبتﷺ روایت کرده است:

«أنّه نهى عن ذبايح الجنّ، قال وذبائح الجنّ أن يشتري الّرجل الدّار أو يستخرج العين وما أشبه ذلك، فيذبح لها ذبيحة للطيرة وكانوا في الجاهليّة يقولون إذا فعل ذلك لن يضرّ أهلها الجنّ فأبطل ﷺ ذلك ونهى».

یعنی اس کا مطلب ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات کی قربانی سے منع فرمایا اور جنات کی قربانی سے مراد یہ ہے کہ کوئی گھر خریدے یا چشمہ بنائے اور بد روحوں کو دور کرنے کے لیے بھیڑ کو ذبح کرے۔ اور نادانی میں کہتے تھے کہ اگر گھر خریدتے یا چشمہ بناتے وقت بھیڑ کی قربانی کی جائے! اس گھر اور چشمہ کے لوگ جنات کے فتنے سے محفوظ رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باطل قرار دیا اور منع فرمایا۔

☜ ان آیات مبارکه اور متذکره احادیث نبوی سے یه بات واضح ہوتی ہے که غیر خدا کے لیے قربانی شرک ہے اور اس کا گوشت حرام ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں: کوئی بھی قربانی جس پر خدا کے سوا کسی کا نام لیا جائے، خواہ وه خدا کا نام بھی ڈالیں تو اس قربانی کا گوشت حرام ہے اور یه شرک ہے۔ یه وہی ہے جو آج امام زادگان، یا حضرت ابوالفضل، یا امام ہدیٰ کے نام پر قربان کرتے ہیں۔ جیسا که ایک عام آدمی کہتا ہے که اے امام زاده میں نے اس بکری کو آپ کے راستے میں مارا یا وه کہتا ہے که اے ابوالفضل میں اس بکری کو آپ کے نام پر قربان کرتا ہوں تاکه مثال کے طور پر آپ میرے بیمار کو شفا دیں۔

یه واقعی ایک عجیب مسئله ہے! یقیناً اس کا گناه ان جھوٹوں کو تلاش کرنا ہے جو شرک کے لیے ہزار قسم کے جواز پیش کرتے ہیں۔ کیونکه وه روٹی کھانا چاہتے ہیں!

یه عوام الناس کے مقلد ہیں، نا که عام لوگ ان کے، یه مذہبی فراڈیے جاہل عوام کے مزاج اور خواہشات کے مطابق بولتے ہیں۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَـٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ (أحزاب، 33:66)

جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وه کہیں گے که " کاش ہم نے الله اور رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔

وَقَالُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠

(أحزاب، 33:67)

اور کہیں گے " اب رب ہمارے ، ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راه راست سے بےراه کر دیا۔

اگر وه خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے اور قیامت کے دن سے ڈرتے تو یه ایک آیت ان کے لیے کافی ہوتی! ... لیکن بدقسمتی سے

إِنَّهُمْ عَنِ ٱلسَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ

(شعراء، 26:212)

وه تو اس کی سماعت تک سے دور رکھے گئے ہیں۔ "

نذر

يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا
(دهر، 76:7)
" یہ وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) نذر پوری کرتے ہیں ، اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُهُۥۗ وَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ
(بقره، 2:270)
اور تم (خدا کی راہ میں) جس طرح کا خرچ کرو یا کوئی نذر مانو خدا اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

کنانی کہتے ہیں: حضرت صدیقؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا جو کہتا ہے کہ مجھ پر نذر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ خدا کا نام نہیں لے گا تو نذر صحیح نہیں ہوگی۔

☜ لہٰذا آیات و روایات اور علماء کے اجماع سے یہ بات واضح ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کے لیے نذر کرنا جائز نہیں ہے اور باطل ہے۔ جیسا کہ وہ نیک لوگوں کی قبروں پر جاکر منتیں مانگنا، یہ ایسا ہی ہے کہ کسی امام زادہ کی قبر پر جاکر کہیں کہ، کہ ہم آپ کو یہ قالین، یہ چراغ، یہ شمع یا یہ بھیڑ نذر کرتیں ہیں، یہ سب نذریں باطل ہیں، اور اگر صاحبِ قبر سے کوئی حاجت طلب کر رہیں ہیں تو یہ یقیناً شرک ہے۔**(اصل کتاب صفحہ، 68)**

وَجَعَلُواْ لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ ٱلْحَرْثِ وَٱلْأَنْعَـٰمِ نَصِيبًا فَقَالُواْ هَـٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَـٰذَا لِشُرَكَآئِنَاۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى ٱللَّهِۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَآئِهِمْۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ **(انعام، 6:136)**
انہوں نے اللہ کے لئے خود اس کی پیدا کی ہوئی کھیتوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے ٬ اور کہتے ہیں یہ اللہ کیلئے ہے بزعم خود ٬ اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے ۔ پھر جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ ۔

توضیح المسائل سے منت کے بارے میں فتویٰ:

(((2598) منت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کرلے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام نہ کرنا بہتر ہو ترک کردے گا۔))

(((2599) منت میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور یہ لازم نہیں کہ صیغہ عربی میں پڑھا جائے لہٰذا اگر کوئی کہے کہ میرا مریض صحت یاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں گا تو اس کی منت صحیح ہے، یا یوں کہے کہ خدا کی خاطر میں نے منت مانی ہے تو احتیاط واجب ہے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر خدا کا نام نہ لے یا اس کے بجائے اولیا اللہ میں سے کسی کا نام لے تو منت صحیح نہیں ہے۔ (توضیح المسائل، سیستانی)))

☜ ان بیانات سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کے لیے نذر/منت باطل اور حرام ہیں، خواہ قبر کے لیے ہوں یا زندہ انسان کے لیے، کیونکہ اول: مخلوق کے لیے نذر ماننا ایسا ہے جیسے اللہ کے سوا مخلوق کے لیے نماز پڑھنا، کیونکہ دونو ہی عبادتیں ہیں اور عبادت فقط اللہ کے لیے ہوتی ہے۔

ثانیاً نذر برای مرده تصویر نمی‌شود زیرا میت به اجماع امت و ضرورت عقل مالک نمی‌تواند باشد.

دوسرا یہ کہ مردے کے لیے نذر نہیں مانی جاتی، کیونکہ امت کا اس بات پر اجماع ہے، اور عقل کی تقاضا بھی ہے کہ مردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

ثالثاً: نذر ماننے والا شخص صاحب قبر کے لیے فرض کرتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے مقابلے میں مستقل طور پر امور میں تصرف رکھتا ہے، اور یہ صراحت کے ساتھ شرک اور کفر ہے۔ (صفحہ، 69)

اگر کسی کو احساس ہو جائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ اس نے غفلت کی وجہ سے ساری عمر غیر اللہ کے نام پر نذر کیا تو اُسے توبہ کرنی چاہیے۔

لوگوں کی بہت سی غلطیاں اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ وہ شریعت کے احکام کو نہیں جانتے، اگر آپ انہیں آگاہ کریں گے تو یقیناً عمل کریں گے۔

غیر اللہ سے دعا و استغاثه کرنا

استغاثه مطلب مدد یا فریاد چاہنا، اپنی تکلیف/تنگی کو دور کرنے کے لیے۔

دعا دو قسم کی ہوتی، عبادت و پرستش کی دعا (دعای عبادت) اور سوال و درخواست کی دعا (دعای مسئلت)

دعای مسئلت یه ہے که بند کوئی نفع حاصل کرنے یا نقصان سے بچنے کے لیے دعا کرے۔

اور حق متعال اپنے قران کریم میں فرماتے ہیں که جو بھی کوئی "نفع" پانے یا نقصان/ضر کو دور کرنے کے لیے غیر خدا سے مانگتا ہے، خلاف ورزی کرتا ہے:

قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ
(مائده، 5:76)
کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں؟ اور خدا ہی (سب کچھ) سنتا جانتا ہے۔ (جالندھری)

قُلْ أَنَدْعُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰٓ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَىٰنَا ٱللَّهُ كَٱلَّذِى ٱسْتَهْوَتْهُ ٱلشَّيَـٰطِينُ فِى ٱلْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُۥٓ أَصْحَـٰبٌ يَدْعُونَهُۥٓ إِلَى ٱلْهُدَى ٱئْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ **(انعام، 6:71)**
اے نبی ﷺ ان سے پوچھو کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان ؟ اور جب اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا چکا ہے تو کیا اب ہم الٹے پاؤں پھرجائیں ؟ کیا ہم اپنا حال اس شخص کا سا کرلیں جسے شیطانوں نے صحرا میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو ، دراں حالیکہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہوں کہ ادھر آؤ ، سیدھی راہ موجود ہے ؟ کہو " حقیقت میں صحیح راہنمائی تو صرف اللہ ہی کی رہنمائی ہے اور اس کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ مالک کائنات کے آگے سراطاعت خم کر دو "

وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ
(یونس، 10:106)
اور مت پکاریئے اللہ کے سوا اس کو جو نہ تمہیں نفع دے سکے نہ نقصان اور اگر (بالفرض) آپ نے ایسا کیا تو پھر آپ بھی ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔

"و هر دعای عبادتی مستلزم دعای مسئلت است، و هر دعای مسئلتی مستلزم دعای عبادت"

اور هر دعا عبادت لازماً دعای مسئلت ہے، اور ہر دعای مسئلتی لازماً دعای عبادت ہے۔"

چناچه خداوند فرماتے ہیں:

ٱدْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ

(مائدہ 7:55)

اپنے رب کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے ، یقینا وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَىٰكُمْ عَذَابُ ٱللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ ٱلسَّاعَةُ أَغَيْرَ ٱللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ

(انعام، 6:40)

ان سے کہو ، ذرا غور کرکے بتا ، اگر تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی یا آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو ؟ بولو اگر تم سچے ہو ۔

بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَآءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ

(انعام، 6:41)

اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو ۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے ۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔

وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا

(جن، 72:18)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں ، لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو “۔

اور اس طرح کی آیات قرآن مین کثرت سے ہیں، کہ دعای مسئلت لازماً دعا عبادت ہی ہے، کہ سائل اپنا سوال خالص خدا تعالیٰ سے ہی کرتا ہے۔

"و استغاثه در اسباب ظاهری از امور حسی جایز است"

اور امور حسی کے ظاہری اسباب میں مدد مانگنا جائز ہے۔ مثال، لڑائی کے دوران کوئی کسی سے کہے کہ میری مدد کرو، یا جیسے گھر میں آگ لگ جائے ، یا دشمن گھس آئے ہوں، تو آپ چیخ پکار کریں، اور مدد مانگیں، اے مسلمانوں میری مدد کرو۔ اس طرح کی سبھی باتیں (زندہ کا زندہ سے مدد طلب کرنا) امت محمدی کے اجماع کے مطابق شرک نہیں ہیں۔

"اما استغاثه بقوت و تأثیر در امور معنوی"

☜ پر روحانی معاملات (امور معنوی) میں قوت و تاثیر کے لیے مدد مانگنا، جس کی طاقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے، مثال: کسی بیمار کی صحت یابی کے لیے دعا کرنا، رزق طلب کرنا، یا ہدایت کے لیے، یا گناہوں سے معافی کے لیے، یا جنت میں داخلہ، یا علم میں کامیابی کے لیے دعا کرنا۔ اس طرح کی سب دعائیں مخصوص بذات ربوبی ہیں، (صرف اللہ کے لیے خاص ہیں)، اور اس کے بغیر شرک ہے، اور جائز نہیں ہے۔

اگر کوئی نبی یا ولی سے استغاثہ کرے، (دعا کرے/مدد مانگے) کہ مجھے شفا دے، میرے گناہ بخش دے؛ یا کہے کہ، : أستغيث بك يا فلان، يا أغثني يا فلان (اے فلاں میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں، یا یا فلاں میری مدد کرو) (سب شرک ہے)

بلکہ کہنا چاہیے: **أغثني يا غياث المثتغيثين۔**

((﴿14﴾ يَا دَلِيلَ الْمُتَحَيِّرِينَ، يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ، يَا صَرِيخَ الْمُسْتَصْرِخِينَ، يَا جَارَ الْمُسْتَجِيرِينَ

اے سرگردانوں کے رہنما اے پکارنے والوں کی مدد کرنے والے اے فریادیوں کی فریاد کو پہنچنے والے اے پناہ طلب کرنے والوں کی پناہ۔

دعا جوشن کبیر))

ولا حول ولا قوّة إلاّ باللّه العلّي العظيم

وصلّى الله على سيّدنا محمّد وآله لطّاهرين.

شرک کی ایک قسم: تنجیم ہے

ستارے، سورج اور چاند کی طاقت سے تاثیر لینا صائبین فرقه کا قدیم عقیدوں میں سے ہے اور یه انہی سے پھیل کر مسلمانوں کے عقائد میں داخل ہوا، اسی وجه سے ہم یه بیان کرنے پر مجبور ہیں۔

موضوع میں داخل ہونے سے پہلے اُس قوم (صائبین) کے کچھ حالات:

صائبین: بعض دانشمندوں کے عقیدہ کے مطابق یه قوم صاب بن شیت کی پیرو ہے، اور اسی وجه سے صائبین کہلاتی۔

صائبه کے مقابله میں ملت حنفاء ہیں، اور لغت میں حنیف کا مطلب گمراہی سے کترا کر ہدایت کی راہ پر چلنا ہے۔ امام حنفاء شیخ الانبیاء ابراہیم خیل الرحمٰن ﷷ ہیں، اور خاتم الحنفاء سید الانبیاء حضرت ختمی مرتبت ﷺ ہیں۔

☜ جیسا که حضرت ابراہیم ﷷ نے مکه کی بنیاد رکھی، اس وجه سے اس جگه کو دین حنیف قرار دیا گیا اور مکه کے اسلاف حضرت ابراہیم ﷷ کے اتباع کرنے والے اور پیروکار تھے، اس طرح وہ حنفاء کہلائے جانے لگے، جو که خصوصاً صائبین سے الگ اور ان کی ضد تھی۔ پھر بعد میں آنے والے ان کے اولاد جو نبی اکرم صلی الله علیه وآله وسلم کے ہمعصر ہوئے بت پرستی میں مشغول ہوچکے تھے، اور یه خیال کرتے تھے که وہ اب تک دین حنیف پر ہی ہیں، اور بتوں کی مخالفت کو دین حنیف سے خروج سمجھتے تھے، اور (الٹا) نبی اکرمﷺ اور مسلمانوں کو صابی بولنے لگے۔ (صفحه۔ 75)

کچھ اسی طرح، ہمارے ابا و اجداد و سلف جو مسلمان تھے، حق کا عقیدہ اور توحید کامل رکھتے تھے۔ پر بعد میں، کسی طرح دین و ملل کی دوری کی وجه سے، دوسرے غیر اسلامی عقیدہ، اور اسلام کے نام پر شرکیه باتیں اسلام میں داخل ہوگئیں، لیکن جو مسلمان اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہیں وہ سمجھتے ہیں که ان کے عقائد و عادات ہی اسلام ہیں، اور جو کوئی انہیں صحیح اسلام اور سلف کی طرف بلائے اسے وہ کافر سمجھتے ہیں۔

صائبه مذہب کی بنیاد روحوں اور ملائکه کی پرستش پر ہے، جبکه حنفاء مذہب کی بنیاد خدای واحد کی پرستش پر ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِى فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

(روم، 30:30)

پس تم قائم رکھو اپنے چہرے کو (اللہ کے) دین کے لیے یکسو ہو کر اللہ کی بنائی ہوئی فطرت پر (قائم رہو) جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی یہی ہے سیدھا دین لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے— (ڈاکٹر اسرار احمد)

((صائبین حضرت ابراہیم خلیلؑ کی وہی قوم ہے جس کی دعوت پر آپ مامور تھے ۔ یہ لوگ " حران " میں جو صائبین کی سر زمین ہے زندگی گزارتے تھے اور دو طرح کے تھے صائبین حنیف اور صائبین مشرک ۔

صائبین حنیف کا ایک گروہ مسلمانوں سے ہم آہنگ ہوگیا ہے اور صائبین مشرک، مشرک بت پرستوں کے ساتھ ہوگئے۔

یہ بنیادی طور پر کسی پیغمبر خدا کے پیرو تھے پر وہ خود کو جس پیغمبر سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اس پیغمبر کے تعین میں اختلاف ہے ۔

(تفسیر نمونہ، سورہ بقرہ، آیت 62) http://tafseerenamoona.net/topicResult/161

۞ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا (نجم، 53:26)
اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔

أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ
(زمر، 39:3)
خبردار ، دین خالص اللہ کا حق ہے، رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنارکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں ' اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا ۔ جو جھوٹا اور منکرحق ہو "۔

سنہ 37 ہجری میں امیر المومنین علیہ السلام اہل شام کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ تمام نجومیوں نے کہا کہ علی اس جنگ میں مارا جائے گا اور اسے سخت شکست ہوگی۔ ان کا جھوٹ واضح ہو گیا اور علی علیہ السلام کا لشکر اہل شام پر غالب آ گیا اور انہیں قرآن کی نیزہ بازی کرنے والے باحیلہ عمرو اور عاص کے علاوہ کوئی راستہ نہ ملا۔

جب آپؑ نے جنگ خوارج کیلئے نکلنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ: یا امیر المومنینؑ! اگر آپ اس وقت نکلے، تو علم نجوم کی رُو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران نہیں ہو سکیں گے، جس پر آپؑ نے فرمایا کہ:

"کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کیلئے کوئی بُرائی نہ ہو گی اور اس لمحے سے خبردار کرتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اسے نقصان درپیش ہو گا، تو جس نے اسے صحیح سمجھا، اس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد کے پانے اور مصیبت کے دور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہو گیا۔ تم اپنی ان باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر تمہارے گُن گائے۔ اس لئے کہ تم نے اپنے خیال میں اس ساعت کا پتہ دیا کہ جو اس کیلئے فائدہ کا سبب اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔"

اَيُّهَا النَّاسُ! اِيَّاكُمْ وَ تَعَلُّمَ النُّجُوْمِ، اِلَّاَ مَا يُهْتَدٰى بِهٖ فِیْ بَرٍّ اَوْ بَحْرٍ، فَاِنَّهَا تَدْعُوْ اِلَى الْكَهَانَةِ، وَ الْمُنَجِّمُ كَالْكَاهِنِ، وَ الْكَاهِنُ كَالسَّاحِرِ، وَ السَّاحِرُ كَالْكَافِرِ! وَ الْكَافِرُ فِی النَّارِ! سِيْرُوْا عَلَى اسْمِ اللهِ.

اے لوگو !نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو، مگر اتنا کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو۔ اس لئے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب گوئی کی طرف لے جاتا ہے اور منجم حکم میں مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔ **(نہج البلاغہ،خطبہ 77)**
نضر بن قابوس از حضرت صادقؑ روایت کردہ: «إنّ المنجّم ملعون والكاهن ملعون والسّاحر ملعون!». منجم و کاهن و ساحر همگی ملعونند!

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُواْ هَـٰذِهِۦ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ (نساء، 4:78)
اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے نبی یہ آپ کی بدولت ہے ، کہو سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے
.

بدشگونی

تطیر(نحوست)، فالِ بد دشمن انبیاء کا فعل ہے، اور اللہ تعالیٰ قرآن میں رسولوں کے منکرین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

قَالُوٓاْ إِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡۖ لَئِن لَّمۡ تَنتَهُواْ لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ

(یس،36:18)

بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کردیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے۔

قَالُواْ طَٰٓئِرُكُم مَّعَكُمۡۚ أَئِن ذُكِّرۡتُمۚ بَلۡ أَنتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُونَ (یس، 36:19)

رسولوں نے کہا تمہاری فال بد تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے " کیا یہ باتیں تم اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ؟ " " اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

فَإِذَا جَآءَتۡهُمُ ٱلۡحَسَنَةُ قَالُواْ لَنَا هَٰذِهِۦۖ وَإِن تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُواْ بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓۗ أَلَآ إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمۡ عِندَ ٱللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ (اعراف، 7:131)

مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب اچھا زمانہ آتا تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہیں ، اور جب برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لیے فال بد ٹھہراتے ، حالانکہ در حقیقت ان کی فال بد تو اللہ کے پاس تھی ، مگر ان میں سے اکثر بےعلم تھے۔

وَإِن تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ يَقُولُواْ هَٰذِهِۦ مِنۡ عِندِ ٱللَّهِۖ وَإِن تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَقُولُواْ هَٰذِهِۦ مِنۡ عِندِكَۚ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِندِ ٱللَّهِۖ فَمَالِ هَٰٓؤُلَآءِ ٱلۡقَوۡمِ لَا يَكَادُونَ يَفۡقَهُونَ حَدِيثًا

(نساء، 4:78)

اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے ' اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے نبی یہ آپ کی بدولت ہے ' کہو سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے ' ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی ۔

یہاں تین مقامات پر اللہ تعالیٰ نے بدشگونی کو رسولوں کی دشمنوں کی طرف منسوب کیا ہے۔

وَكُلَّ إِنسَٰنٍ أَلۡزَمۡنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِي عُنُقِهِۦۖ وَنُخۡرِجُ لَهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ كِتَٰبًا يَلۡقَىٰهُ مَنشُورًا

(اسراء،17:13)

ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے ، اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اس کے لئے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔

انبیاء و اولیاء کے متعلق غلو کرنا

ٱتَّخَذُوٓاْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓاْ إِلَـٰهًا وَٰحِدًاۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَۚ سُبْحَـٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ (توبہ، 9:31)

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا ، وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں:

وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ عُزَيْرٌ ٱبْنُ ٱللَّهِ وَقَالَتِ ٱلنَّصَـٰرَى ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ ٱللَّهِۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَٰهِهِمْۖ يُضَـٰهِـُٔونَ قَوْلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُۚ قَـٰتَلَهُمُ ٱللَّهُۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (توبہ، 9:30)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بےحقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہوئے تھے۔ خدا کی مار ان پر ، یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لا تطروني كما أطرت النّصارى المسيح بن مريم إنّما أنا عبد فقولوا عبد الله ورسوله»

’’میری تعظیم نہ کرو جیسا کہ عیسائیوں نے مسیح ابن مریم کی تعظیم کی۔. یعنی میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرو اور مبالغہ آرائی نہ کرو جیسا کہ ایک عیسائی عیسیٰ کے بارے میں کرتا ہے۔ انہوں نے اسراف سے بات کی اور اسے خدا کے مرتبے پر فائز کیا۔ میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔" (صفحہ، 103)

((ترجمہ: صحیح بخاری، کتاب: انبیاء علیہم السلام کا بیان، حدیث نمبر: 3445

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کو نصاریٰ نے ان کے رتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف

اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔))

(حوالہ دعا صرف اللہ سے، انجینئر مرزا، ریسرچ پیپر 3، ص3)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مبالغہ آرائی کی اور کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں آپ اپنے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت دیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا، اور آپ ﷺ نے اس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی،

وَمِنْ ءَايَـٰتِهِ ٱلَّيْلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمْسُ وَٱلْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُواْ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَٱسْجُدُواْ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ

(فصلت، 41:37)

اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔

کیونکہ سجدہ خاص ہے اللہ کے لیے ہے۔ خدا کے علاوہ شرک ہے۔ خواہ وہ کسی شخص کے لیے ہو یا قبر کے لیے ہو۔ لیکن تعجب ہے کہ جاہل لوگ اولیاء کی قبروں پر پہنچ کر سجدہ کرتے ہیں اور بعض جاہل صوفی بھی اپنے مرشد اور شیخ کو سجدہ کرتے ہیں۔

ابن عباس می‌گوید: **«قال رسول‌الله إيّاكم والغلوّ فإنّما أهلك من كان قبلكم الغلوّ».**

ابن عباس رے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم غلو سے بچو، کہ تم سے پہلے (قومیں) غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔

((مسند احمد میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت علی علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول ﷺ نے فرمایا: "تمہارے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک مشابہت پائی جاتی ہے کہ (ایک طرف) اُن سے یہود نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی والدہ محترمہ پر (بدکاری کی) تہمت لگائی، اور (دوسری طرف) نصاریٰ نے ان سے انتہائی محبت کی، حتیٰ کہ انہیں اس مقام پر پہنچا دیا جو اُن کامقام نہیں۔" یہ دو انتہائیں ہیں۔ ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عقیدت میں اس قدر غالی ہوگیا کہ اس نے انہیں خدا کا بیٹا بنادیا اور ایک گروہ اُ کی دشمنی میں انتہا کو پہنچا کہ انہیں (معاذ اللہ) ولدالزنا قرار دیا اور اپنے بس پڑتے انہیں سولی پر چڑھا کردم لیا۔ بعینہ یہی معاملہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بھی ہوکر رہا کہ حضرت علیؑ کو

خدا کہنے والے بھی پیدا ہوئے اور خوارج کا وہ فرقہ بھی پیدا ہوا جو حضرت علی علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) کافر اور واجب القتل کہتا تھا اور انہی میں سی ایک فرد نے بالآخر حضرت علی علیہ السلام شہید کردیا۔))

(حوالہ، حقیقت اقسام شرک، انجینئیر مرزا، ریسرچ پیپر، ص 29-30)
(حوالہ: فرائدالسمطین: باب 35، ص 116 اردو)

علی بن ابی طالب نے کہا: "میری وجہ سے دو لوگ ہلاک ہو گئے، اور اس میں میرا قصور نہیں ہے: ایک انتہائی محبت میں غلو کرنے والا اور ایک دشمنی و نفرت میں حد سے تجاوز کرنے والا۔ ہم ان لوگوں سے بیزار ہیں جو ہمارے متعلق غلو کرتے ہیں، اور ہمیں حضرت عیسیٰؑ کی طرح حد سے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے۔ خداتعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَـٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّـٰمُ ٱلْغُيُوبِ

(مائدہ، 5:116)

غرض جب (یہ احسانات یاد دلا کر) اللہ فرمائے گا کہ " اے عیسیٰ ابن مریم ، کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو ؟ " تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ " سبحان اللہ ، میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا ، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے ، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں ۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ

(مائدہ، 5:117)

میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا ، یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا ۔ جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں ۔

خالق و مخلوق کے درمیان وسیله یا واسطه کی حقیقت

یه بات مسلماتِ عقل اور ضروریاتِ دین میں سے ہے که انبیاء و رسل سلام الله علیہم خالق و مخلوق کے درمیان واسطه ہوتے ہیں۔

کیونکه یه موضوع ایک مشکل مسئله ہے اور بعض اوقات یه شرک کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور بہت سے مسلمان اس مفہوم میں قطعیت نه ہونے کی وجه سے مشرکین کے گروہ کا حصه بن جاتے ہیں، اس لیے ہمیں اس مسئلے کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے که خدا کی کتاب اور سنت رسول صلی الله علیه وآله وسلم میں اس کے متعلق کیا ہے؟

اگر اس کا مطلب یه ہے که کسی شخص کو خدا کی طرف سے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مبعوث کیا جائے۔ تو یه مطلب حق اور عین حقیقت ہے۔ کیونکه لوگ نہیں جانتے که الله کو کونسا عمل پسند ہے۔ اور وہ کس چیز سے نفرت کرتا ہے، یا کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس چیز سے روکتا ہے، اور لوگ یه بھی نہیں جانتے که وہ کون سا عمل و وعدہ ان کے لیے سعادت کا باعث بنے گا اور ان کے لیے دنیا و آخرت میں کون سی مصیبت آئے گی۔ نیز انسانی عقل خدا کو بیان کرنے سے عاجز ہے اور یه نہیں جانتی که کون سی صفت اس کی شان کے لائق ہے اور اسے کس نام سے پکارا جائے اور انسان یه بھی نہیں جانتا که معاد کی کیفیت کیا ہوگی، اور جسموں کا دوبارہ جی اٹھنا کیسے ہوگا۔ تو پھر یه بات حتمی ہے که انسان واسطه کا محتاج ہے جو اسے راہ راست پر لائے اور جو باتیں کہی گئی ہیں اسے سمجھائے۔

چونکه حق غیب است و ناید در عیان   نایب حقند این پیغمبران

رسول پر ایمان ہی ہدایت کا جوہر اور نجات کی حقیقت ہے اور اس کی نافرمانی گمراہی اور حق سے دوری ہے، پیغمبروں کی اطاعت اور انبیاء کی اتباع کے بغیر کسی کے لیے نجات ممکن نہیں۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ال عمران، 3:31)

اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو ، تو میری پیروی اختیار کرو ، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑامعاف کرنے والا اور رحیم ہے ۔

وَٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَـٰتِنَا وَٱسْتَكْبَرُواْ عَنْهَآ أُوْلَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ

(اعراف، 7:36)

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلے میں سرکشی برتیں گے وہی اہل دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِۖ كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ

(ملک، 67:8)

اور وہ جوش کھارہی ہوگی ، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی ""ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا ، اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے " کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا ؟

قَالُواْ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَـٰلٍ كَبِيرٍ

(ملک، 67:9)

وہ جواب دیں گے " ہاں ! خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیات تھا مگر ہم نے اسے جھٹلادیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے ، تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

وَمَا نُرْسِلُ ٱلْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَۖ فَمَنْ ءَامَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

(انعام، 6:48)

ہم نہیں بھیجتے رہے ہیں اپنے رسولوں کو مگر خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر تو جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنی اصلاح کرلی تو ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے— (ڈاکٹر اسرار احمد)

اس طرح کی آیات قرآن میں بہت ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے واسطہ پیغمبروں کو بھیجا، اور جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا وہ ہلاک ہوئے۔ پر ان آیات میں اللہ نے **صراحت کے ساتھ انبیاء کی اطاعت کا حکم** دیا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ

(نساء، 4:64)

ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔

پھر اگر واسطہ سے مراد یہ لیا جاتا ہے کہ انبیاء و رسل نفع حاصل کرنے اور ضرر دفع کرنے کا واسطہ و وسیلہ ہیں، مثال کہ کہنا کہ انبیاء رزق میں وسیلہ، حیات میں وسیلہ، اور مرض کی شفا پانے میں وسیلہ ہیں، یا اس طرح کی دیگر مثالیں جن میں آپ غیر خدا سے حاجات طلب کریں، ان کے لیے اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۖ مَا لَكُم مِّن دُونِهِۦ مِن وَلِىٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ

(سجده، 32:4)

وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا ، اس کے سوا نہ تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کے آگے سفارش کرنے والا ، پھر کیا تم ہوش میں نہ آوٴ گے؟

قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا

(اسراء، 17:57)

آپ کہیے کہ ان کو پکار دیکھو جن کو تم نے اس کے سوا گمان کر رکھا ہے تو نہ انہیں کچھ اختیار حاصل ہے تم سے کوئی تکلیف دور کرنے کا اور نہ ہی (تمہاری حالت) بدلنے کا (اسرار احمد)

أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا

(اسراء، 17:58)

جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کررہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہوجائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرانے کے لائق۔

قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُۥ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ

(سبا، 34:22)

کہہ دو کہ جن کو تم خدا کے سوا خیال کرتے ہو ان کو بلاوٴ۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے (جالندھری)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ ٱللَّهُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَادًا لِّى مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَـٰكِن كُونُواْ رَبَّـٰنِيِّـۧنَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ ٱلْكِتَـٰبَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

(ال عمران، 3:79)

کسی انسان کا کام یہ نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ ، وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو ، جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِٱلْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ

(ال عمران، 3:80)

وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو۔

پس جو بھی انبیاء و ملائکہ اور ائمہ ھدیٰ کو وسیلہ قرار دیتا ہے یہ سوچ کر کہ وہ اسے رزق و حیات عطا کرینگے، یا انہیں پر توکل کرتے ہوئے ان سے منفعت حاصل کرینگے یا مصیبتیں و پریشانیاں و فقر و فاقہ کا دفع کرنا چاہیں گے، یا گناہوں کی مغفرت کی دعا کریں گے۔ **یہ شخص نص قرآن اور اجماع امت سیدالمرسلین ﷺ کے مطابق کافر ہے۔** **(صفحہ۔ 112)**

۞ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّىٓ إِلَـٰهٌ مِّن دُونِهِۦ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلظَّـٰلِمِينَ

(انبیاء، 21:29)

اور جو ان میں سے کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک خدا ہوں ، تو اسے ہم جہنم کی سزادیں ، ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے "۔

لَّن يَسْتَنكِفَ ٱلْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ ٱلْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا

(نساء، 4:172)

مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں ، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا ۔

وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦۚ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ

(یونس، 10:107)

اور اگر اللہ آپ کو کوئی ضرر پہنچائے تو کوئی نہیں ہے اس کو دور کرنے والا سوائے اللہ کے اور اگر وہ ارادہ کرلے آپ کے ساتھ بھلائی کا تو اس کے فضل کو لوٹانے والا کوئی نہیں وہ پہنچاتا ہے اس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے—(اسرار احمد)

مَّا يَفْتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَاۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ

(فاطر، 35:2)

اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں۔ وہ زبردست اور حکیم ہے۔

بادشاہ اور رعایہ کی مثال:

☜ ممکن ہے کوئی کہے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو ایسے ہی واسطہ قرار دیتے ہیں، جیسے بادشاہ اور رعایا کے درمیان وزیر ہوتے ہیں۔ یعنی وزراء لوگوں کی ضرورتیں بادشاہ کے حضور پہنچاتے ہیں، اور بادشاہ ان کی حاجتوں کو حل کرتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء و اولیاء بھی بندوں کی حاجتیں اللہ کے حضور پہنچاتے ہیں، اور اللہ رزق، حیات، شفاء، مال و جاہ بوسیلہ انبیاء اپنے بندوں کو مرحمت فرماتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء و اولیاء اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں جیسا کہ وزراء بادشاہ کے زیادہ قریب ہوتے اور مردم (عوام) اس سے دور ہوتے۔ اس لیے عوام کو چاہیے کہ ادب و تواضع کے ساتھ بادشاہ کے وزیروں اور دربانوں سے اپنی حاجتیں مانگیں، اور وہ ان کی ضروریات کو پوری کریں۔ بادشاہ سے براہ راست مانگنے سے اس کے وزیروں سے مانگنا زیادہ فائدہ مند ہے۔

اگر آپ اس طرح انبیاء و اولیاء کو لوگوں اور خالق کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہیں، تو یہ سراسر کفر و شرک ہے، آپ کو اس نجاست سے خود کو پاک کرنا چاہیے، اور توبہ کرنی چاہیے۔

اے نادان انسان! بادشاہ تفصیلات، جزئیات کو نہیں جانتا، وہ اپنے رعیت کے ہر گوشے سے بے خبر ہوتا ہے اور اپنی رعایا کے حالات سے واقف نہیں ہوتا۔ پس چاہیے کہ کوئ اور اسے آگاہ کرے اور یاد دلاۓ۔ لیکن خدا وند عالم کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے، وہ لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی نیتوں تک کو جانتا ہے:

۞ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَـٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَـٰبٍ مُّبِينٍ

(انعام، 6:59)

اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ بحروبر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے ، درخت سے گرنے والا کوئی پتا ایسا نہیں ہے جس کا اسے علم نہ ہو ، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں ہے جس سے وہ باخبر نہ ہو ، خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔

((وَلَمْ يَكُنْ لَهُ صاحِبَةٌ وَلاَ كانَ مَعَهُ وَزِيرٌ وَلاَ اتَّخَذَ مَعَهُ مُشِيراً))

((اور نہ ہی اس کی کوئی زوجہ ہے نہ اس کیلئے کوئی وزیر ہے اور نہ اس نے اپنا کوئی مشیر بنایا ہے

(دعای مشلول)))

وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِۦ نَفْسُهُۥ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ

(ق، 50:16)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

(بقرہ، 2:186)

میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے ، میں اس کی پکار کو سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں شاید کہ وہ راہ راست پالیں۔

بادشاہ کے حضور وزیروں کا وسیلہ، تین قسموں سے باہر نہیں ہے

پہلا: بادشاہ کو رعایا کی حالت کی تفصیلات سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے وزیر اس کو ان تفصیلات سے آگاہ کرتے ہیں اور جب بادشاہ کو حالات کا علم ہوتا ہے تو وہ رعایا کی حالت کو درست کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اقدامات کرتا ہے۔

اگر آپ انبیاء کے لیے اس قسم کی وسیلہ کا تصور کرتے ہیں تو آپ نے خداتعالیٰ کی عبادت کو بندوں کی حالت سے ناواقفیت سمجھا ہے اور یقیناً یہ رائے توحید اور توحید کے اصولوں کے خلاف ہے اور صریح کفر ہے۔

دوسرا: چونکہ بادشاہ براہ راست رعایا کے معاملات کی دیکھ بھال اور دشمنوں سے دفاع نہیں کر سکتا، اس لیے اسے ملک کے معاملات میں اس کی مدد کے لیے اسباب اور مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ((یعنی وزیروں، مشیروں، فوج، نوکرچاکر، دربان وغیرہ کی ضرورت ہوتی))

اگر آپ انبیاء کو اس طرح جگہ دیتے ہیں تو یقینی طور پر اور ظاہر ہے کہ یہ خالص کفر و شرک ہے، کیونکہ خدا کو کسی نائب، وزیر یا معاون کی ضرورت نہیں ہے۔

وَقُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ وَلِىٌّ مِّنَ ٱلذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًۢا

(اسراء، 17:111)

اور کہو کہ سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز وناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔ (جالندھری)

جہانِ وجود میں جو کچھ بھی دیکھا جا سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے، خالق، رب اور اس کا مالک، حق تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے، اور ہم اللہ کے حضور اس کی درگاہ پر فقیر ہیں، ان بادشاہوں کے برعکس جنہیں خادموں، فوجوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اپنے خادموں اور وزیروں کے محتاج ہیں، اور انکے خادم و وزراء ان کی سلطنت اور حکمرانی میں ان کے شریک ہیں۔

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِۖ لَهُ ٱلْمُلْكُ وَلَهُ ٱلْحَمْدُۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(تغابن، 64:1)

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ اسی کی سچی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف (لامتناہی) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
(جالندھری)

تیسری قسم: یہ تصور کرنا ہے کہ بادشاہ رعایا پر مہربانی اور رحم نہیں کرتا، اور اسے نصیحت اور وعظ دینے کے لیے بیرونی محرک کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ ان پند و نصیحت کے ذریعے بادشاہ کو ناانصافی کرنے سے روکا جائے اور نیکوکاری کی طرف رغبت دلائی جائے، اور ان کے لیے سفارش کو اپنے شاہی احسان کا موضوع بنائیں۔

اگر آپ اس طرح وساطت (وسیلہ) کا تصور کرتیں ہیں تو اس کے باطل ہونے کو دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ بھی صریح کفر و شرک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کا رب ہے اور اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم اور شفقت نہ کرے اور اسے نصیحت کرنے والے کی ضرورت ہو؟

سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا (اسراء، 17:43)

پاک ہے وہ اور بہت بالا و برتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

پس حاصل مطلب یہ ہے کہ، جو بھی انبیاء و اولیاء کو خالق اور مخلوق کے درمیان ایسے واسطہ سمجھتا ہے جیسے بادشاہ و رعیت کے درمیاں وزیر تو یہ شخص مشرک ہے اور دین حنیف سے خارج ہے۔
(صفحہ۔ 116)

يَسْـَٔلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

(رحمٰن، 55:29)

زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حاجتیں اسی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔

قرآن نے توحید کا یہ تاج لوگوں کے سروں پر رکھا اور شرک اور بت پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تاکہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈریں اور اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں.

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَـٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ ۖ فَعَسَىٰٓ أُو۟لَـٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْتَدِينَ (توبہ، 9:18)

یقیناً اللہ کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو ایمان لائیں اللہ پر اور یوم آخرت پر نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں اور نہ ڈریں کسی سے سوائے اللہ کے تو امید ہے کہ یہی لوگ راہ یاب ہوں گے ___ (ڈاکٹر اسرار احمد)

ٱلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا۟ لَكُمْ فَٱخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَـٰنًا وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ (ال عمران، 3:173)

یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوگئی ہیں پس ان سے ڈرو ! تو اس بات نے ان کے ایمان میں اور زیادہ اضافہ کردیا اور انہوں نے کہا اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے ___ (ڈاکٹر اسرار احمد)

وسیله

اب اگر کوئی کہتا کہ کہ انبیاء و اولیاء سے رزق، حیات و شفا جیسے دیگر أمور کی درخواست کرنا جائز ہے، اس آیت کے استدلال سے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ وَجَـٰهِدُوا۟ فِى سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(مائدہ، 5:35)

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو کہ شاید اس طرح کامیاب ہوجاؤ۔ (جوادی)

اور کہے کہ ہم اس آیت کے استدلال سے انبیاء و اولیاء سے اپنی حاجات کا وسیلہ بناتے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں: وسیلہ کا مطلب ہے خدا کا قرب حاصل کرنا۔ جو انبیاء کی اطاعت کرتا ہے اور علم و عمل صالح رکھتا ہے، وہ خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ شریعت کی رو سے جو زیادہ علم والا ہوگا اور زیادہ صالح عمل کرنے والا ہوگا، وہی خدا کے زیادہ قریب بھی ہوگا۔ جیسا کہ طالب علم کا استاد سے قرب یہ ہے کہ استاد کے کمالات اس میں ظاہر ہوں۔

اس آیت میں "وسیلہ" سے مراد اطاعت و عمل صالح ہے۔

اول: نص مفسرین اور لغویین کہتے ہیں: وسیله کا معنیٰ: «ما یتوسّل به من الطاعات والعلم».
(یعنی علم و اطاعت میں توسل کرنا) راغب اصفہانی نے مفردات میں اس معنیٰ میں تصریح کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

دوم: نص کتاب کریم سے:

قُلِ ٱدْعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا
(اسراء، 17:56)
آپ کہیے کہ ان کو پکار دیکھو جن کو تم نے اس کے سوا گمان کر رکھا ہے تو نہ انہیں کچھ اختیار حاصل ہے تم سے کوئی تکلیف دور کرنے کا اور نہ ہی (تمہاری حالت) بدلنے کا— (ڈاکٹر اسرار احمد)

أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا
(اسراء، 17:57)
جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کررہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہوجائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرانے کے لائق۔

الله تعالیٰ اپنے پیغمبر کی طرف وحی کرتے که یه لوگ جن کو وسیله سمجھ کر پکار رہے ہیں (مراد عیسیٰؑ و مریمؑ و عزیر و ملائکه و جن) که یه ان کی سختیوں و پریشانیوں کو دور کریں گے، تو یه تو وہ ہیں جو خود الله کے تقرب کے لیے وسیله تلاش کر رہیں ہیں، اور اُس کی رحمت کی امیدوار ہیں۔

پس معلوم ہوا که ان مثالوں سے که "وسیله" سے مراد انبیاء و اولیاء نہیں ہیں، یه صفت خدا نے ان سے سلب کرلی ہے۔

سید الساجدین – حضرت زین العابدین سلام الله علیه، صحیفه سجادیه میں دشمن کی چالوں سے بچنے کے لیے دعا فرماتے که:

«و وسيلتي إليك التّوحيد وذريعتي إنّي لم أشرك بك شيئاً ولم أتّخذ معك إلهاً»
(یعنی، میرا تیری طرف وسلیه صرف توحید (یکا پرستی) ہے، اور میرا ذریعه یه ہے که میں تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور نه ہی میں نے تیرا ساتھ کسی کو معبود بنایا ہے)

ان آیت مبارک اور صحیفہ سجادیہ کی دعاؤں سے مفسرین کی تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہو چکی کہ وسیلہ بہ معنیٰ شخص نبی یا ولی کے استعمال نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی شخص کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ بلکہ وسیلہ علم اور عمل صالح اور اطاعت رسول میں منحصر ہے ۔ اور یہ بندہ کو اللہ کے قریب کر دیتی ہے یعنی صحیح خیالات اور نیک اعمال کا مالک ہونا۔

أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا

(اسراء، 17:57)

اس طرح سے ”وسیلہ“ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے جس میں ہر اچھا کام اور ہر اچھی صفت شامل ہے کیونکہ یہ سب چیزیں قربِ پروردگار کا موجب ہیں
۔
نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۱۰ میں اس سلسلے میں حضرت علی علیہ السلام کے انتہائی پُر مغز جملے ہیں:
بہترین وسیلہ کہ جس سے بندے قربِ خدا چاہتے ہیں خدا پر ایمان، قیام نماز، ادائیگی زکوٰة، ماہِ رمضان کے روزے، حج و عمرہ، صلہٴ رحمی، راہ خدا میں پنہاں و آشکار انفاق اور تمام نیک اعمال ہیں کہ جو انسان کو زوال اور پستی سے نجات دیں ۔
(نہج البلاغہ)

اسی طرح نبیوں، خدا کے نیک بندوں اور اس کی بارگاہ کے مقرب لوگوں کی شفاعت بھی اسی کے تقرب کا ایک وسیلہ ہے اور اس شفاعت کو آیاتِ قرآن میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے ۔

غلط فہمی نہ ہو- بارگاہِ پروردگار کے مقرب لوگونسے توسل سے یہ مراد نہیں کہ انسان نبی یا امام سے مستقلاً تقاضا کرے یا اس مفہوم میں ان سے کسی مشکل کا حل چاہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کے راستے پر چلے، اُن کے پروگراموں سے ہم آہنگ ہوجائے اور ان کے مقام و منزلت کا واسطہ دے کر خدا کو پکارے تاکہ خدا شفاعت و سفارش کی اجازت دے۔))

http://tafseerenamoona.net/topicResult/2104

شفاعت کسی کے لیے نافع نہیں کہ جب تک اللہ اُس سے راضی نہ ہو

شفاعت کا مسئلہ دین کے اہم مسئلوں میں سے ہے، اور دین کے مسلمات میں سے ہے، بس اسلام کے فرقوں میں اس کی کیفیت میں اختلاف ہے۔

جمهور اشاعرہ اور امامیہ پیغمبرﷺ کے لیے کسی گناہگار کے گناہ معاف کروانے کے اثبات میں شفاعت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

جبکہ معتزلہ کہتے کہ شفاعتِ پیغمبرﷺ صرف گناہ معاف کروانے کے لیے نہیں بلکہ اہل ثواب کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے بھی موثر ہے۔ مزید واضح الفاظ میں عرض کیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے صرف گنہگار کو معاف نہیں کیا جائے گا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ثواب دے کر اُس کے درجات اور عزت میں اضافہ بھی ہوسکتا۔

فریقین کے ثبوت دینیات کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اختلاف مسئلہ شفاعت میں نہیں، مسئلہ شفاعت کی کیفیت و حقیقت میں ہے۔

شفاعت کی کیفیت و حقیقت معلوم کرنے کے لیے، سب سے پہلے ہم قرآن کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ یہ دیکھیں کہ یہ شفاعت کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

قرآن میں کئی ایسی آیات موجود ہیں جو قطعی اور واضح طور پر شفاعت کو رد کرتی:

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُۥ ۚ يَوْمَ يَأْتِى تَأْوِيلُهُۥ يَقُولُ ٱلَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِٱلْحَقِّ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوا۟ لَنَآ أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ ٱلَّذِى كُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَفْتَرُونَ

(اعراف، 7:53)

اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ انجام سامنے آجائے جس کی یہ کتاب خبر دے رہی ہے ؟ جس روز وہ انجام سامنے آگیا تو وہی لوگ جنہوں نے پہلے اسے نظر انداز کردیا تھا کہیں گے کہ ” واقعی ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے ‘ پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں ؟ یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تاکہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں ۔ “ .... انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے تصنیف کر رکھے تھے آج ان سے گم ہوگئے ۔

وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا ٱلْمُجْرِمُونَ (شعراء، 26:99)

اور وہ مجرم لوگ ہی تھے جنہوں نے ہم کو اس گمراہی میں ڈالا

فَمَا لَنَا مِن شَٰفِعِينَ (شعراء، 26:100)
اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ (شعراء، 26:101)
اور نہ کوئی مخلص دوست

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ (شعراء، 26:102)
کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مومن ہوجائیں

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ ٱلدِّينِ (مدثر، 74:46)
اور روز جزاء کو جھوٹ قرار دیتے تھے ،

حَتَّىٰٓ أَتَىٰنَا ٱلْيَقِينُ ٤٧
یہاں تک کہ ہمیں "یقین" (موت) آگیا۔

فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَٰعَةُ ٱلشَّٰفِعِينَ ٤٨
اس وقت سفارش کرنے والوں کی کوئی سفارش ان کے کسی کام نہ آئے گی۔

وَأَنذِرْ بِهِ ٱلَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوٓا۟ إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِۦ وَلِىٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (انعام، 6:51)
اور خبردار کردیجیے اس (قرآن) کے ذریعے سے ان لوگوں کو جنہیں واقعتا کچھ خوف ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے اس حال میں کہ ان کے لیے نہیں ہوگا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارش کرنے والا شاید کہ (اس طرح سمجھانے سے) ان میں کچھ تقویٰ پیدا ہوجائے— (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَذَرِ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِۦٓ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلِىٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَآ ۗ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ أُبْسِلُوا۟ بِمَا كَسَبُوا۟ ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ
(انعام، 6:70)
اور چھوڑدو ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا لیا ہے اور ان کو دھوکے میں مبتلا کردیا ہے دنیا کی زندگی نے اور آپ تذکیر کیجیے اسی (قرآن) کے ذریعے سے مبادا کوئی جان اپنے کرتوتوں کے سبب گرفتار ہوجائے پھر اس کے لیے نہیں ہوگا اللہ کے مقابلے میں کوئی کارساز اور نہ کوئی سفارشی اور اگر وہ فدیہ دینا چاہے کل کا کل فدیہ تو بھی اس سے قبول نہیں کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جو گرفتار ہوچکے ہیں اپنے کرتوتوں کی پاداش میں۔ ان کے لیے کھولتا ہوا پانی پینے کو اور درد ناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی پاداش میں۔— (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ يُبْلِسُ ٱلْمُجْرِمُونَ (روم، 30:12)
اور جس دن قیامت قائم ہوجائے گی تو مجرم اس دن مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔ (اسرار)

وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَآئِهِمْ شُفَعَـٰٓؤُاْ وَكَانُواْ بِشُرَكَآئِهِمْ كَـٰفِرِينَ (روم، 30:13)
انکے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہوجائیں گے

أَمِ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُواْ لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ
(زمر، 39:43)
کیا انہوں نے خدا کے سوا اور سفارشی بنالئے ہیں۔ کہو کہ خواہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ (کچھ) سمجھتے ہی ہوں (جالندھری)

قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَـٰعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
(زمر، 39:44)
کہو، شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے۔ پھر اُسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو (مودودی)

وَٱتَّقُواْ يَوْمًا لَّا تَجْزِى نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَـٰعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (بقرہ، 2:48)
اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا ، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی ، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی ۔

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ ٱلرَّحْمَـٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّى شَفَـٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ (یٰس، 36:23)
کیا میں اسے چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں ؟ حالانکہ اگر خدائے رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان کی شفاعت میرے کسی کام آسکتی ہے اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکتے ہیں۔

۞ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ لَا تُغْنِى شَفَـٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا
(نجم، 52:26)
آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں۔ ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی۔

اور دوسری آیات ہیں جو شفاعت کو ثابت کرتی ہیں لیکن اس شرط پر كه خدا شفاعت کرنے والے سے راضی ہو اور شفاعت کرنے والے کے لیے اس کی اجازت ہو، جیسے:

مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ (بقرہ، 2:255)
کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے

إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ إِذْنِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ
(یونس، 10:3)
یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی چھ دنوں میں پھر وہ عرش پر متمکن ہوگیا (اور) وہ تدبیر کرتا ہے ہر معاملہ کی نہیں ہے کوئی بھی شفاعت کرنے والا مگر اس کی اجازت کے بعد وہ ہے اللہ تمہارا رب پس تم اسی کی بندگی کرو۔ تو کیا تم نصیحت اخذ نہیں کرتے — (ڈاکٹر اسرار احمد)

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ ٱلشَّفَـٰعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ ٱلرَّحْمَـٰنُ وَرَضِىَ لَهُۥ قَوْلًا
(طه، 20:109)
اس دن کوئی شفاعت ہرگز مفید نہیں ہوگی مگر جس کے لیے رحمن نے اجازت دی ہو اور اس کے لیے اس نے بات پسند کی ہو — (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَلَا تَنفَعُ ٱلشَّفَـٰعَةُ عِندَهُۥٓ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُۥ ۚ حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا۟ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا۟ ٱلْحَقَّ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْكَبِيرُ
(سبا، 34:23)
اور خدا کے ہاں (کسی کے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے اضطراب دور کردیا جائے گا تو کہیں گے تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے۔ (فرشتے) کہیں گے کہ حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے۔ (جالندھری)

لَّا يَمْلِكُونَ ٱلشَّفَـٰعَةَ إِلَّا مَنِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَـٰنِ عَهْدًا
(مریم، 19:87)
اس دن کسی کو شفاعت کا اختیار نہیں ہوگا سوائے اس کے جس نے رحمن سے کوئی عہد حاصل کرلیا ہو — (ڈاکٹر اسرار احمد)

وَلَا يَمْلِكُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلشَّفَـٰعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِٱلْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ
(زخرف، 43:86)
اس کو چھوڑ کر یہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں وہ کسی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے، الا یہ کہ کوئی علم کی بناء پر حق کی شہادت دے"

مندرجه بالا آیات سے نتیجه اخذ کرنے اور مسئله شفاعت کی تحقیق کے لیے ایک تعارف کی ضرورت ہے:

اسلام کی اعلیٰ ترین اور ناقابل تردید تعلیمات میں سے ایک یه ہے که انسان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسه نہیں کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ کسی چیز کو کارآمد نہیں سمجھنا چاہیے، اور دوسری جانب انسان کی مادی و معنوی سعادت اس کے اعمال پر منحصر ہے:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (مدثر، 74:38)
ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ (جالندھری)
(ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے)

إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ
(اسراء، 17:7)
اگر تم نے کوئی بھلائی کی تو خود اپنے ہی لیے کی اور اگر کوئی برائی کمائی تو وہ بھی اپنے ہی لیے کمائی (اسرار احمد)

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (بقرہ، 2:112)
ہاں جو شخص خدا کے آگے گردن جھکا دے، (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (جالندھری)

لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (نساء، 4:123)
(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلا دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔ (جالندھری)

اس آیت کی شان نزول میں ذکر ہے که مسلمانوں نے اہل کتاب سے جھگڑا کیا که (اپنی صداقت ثابت کرنے کے لیے) ایک دوسرے کے خلاف دلیلیں دیں۔ اہل کتاب نے مسلمانوں سے کہا ہم تم سے بہتر اور بالاتر اور خداوند کے نزدیک تر ہیں کیوں که ہمارا پیغمبر و کتاب تمہارے پیغمبر و کتاب سے پہلے آیا۔ مسلمانوں نے ان سے کہا که ہم تم سے بہتر ہیں که ہمارا پیغمبر سب پیغمبروں سے بہترین اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری شریعت ناسخ شریعت ہے (جو دوسری پہلے کی شریعتوں کو منسوخ کرتی)۔ اور اسی شان میں یه آیات مبارکه نازل ہوئی۔

یعنی خدا نے مومنین کے لیے اجر وثواب کا جو وعدہ کیا ہے وہ ان کی خواہش سے نہیں ملے گا (اور صرف یہ کہ ہم امتِ خیر المسلین یا شیعہ امیر المومنین ہیں، کافی نہیں ہیں۔) اور اہل کتاب کو بھی ان کی خواہش سے نہیں ملنے والا۔

وَقَالُواْ لَن يَدْخُلَ ٱلْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَـٰرَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُواْ بُرْهَـٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ

(بقرہ: 2:111)

ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا ، جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا عیسائی نہ ہو ۔ یہ ان کی تمنائیں ہیں ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو ، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو

☜ مختصر یہ کہ صرف خواہش کرنے سے وہ چیز درست نہیں ہوجاتی، بلکی سعادتِ اخروی علم اور عمل صالح پر موخر ہے۔

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ اَلْمُتَوَكِّلِ رَحِمَهُ اَللَّهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَلْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ اَلْحَذَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ ع يَقُولُ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اَللَّهِ ص مَكَّةَ قَامَ عَلَى اَلصَّفَا فَقَالَ يَا بَنِي هَاشِمٍ يَا بَنِي عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ إِنِّي رَسُولُ اَللَّهِ إِلَيْكُمْ وَ إِنِّي شَفِيقٌ عَلَيْكُمْ لاَ تَقُولُوا إِنَّ مُحَمَّداً مِنَّا فَوَ اَللَّهِ مَا أَوْلِيَائِي مِنْكُمْ وَ لاَ مِنْ غَيْرِكُمْ إِلاَّ اَلْمُتَّقُونَ أَلاَ فَلاَ أَعْرِفُكُمْ تَأْتُونِي يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ تَحْمِلُونَ اَلدُّنْيَا عَلَى رِقَابِكُمْ وَ يَأْتِي اَلنَّاسُ يَحْمِلُونَ اَلْآخِرَةَ أَلاَ وَ إِنِّي قَدْ أَعْذَرْتُ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ فِيمَا بَيْنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ بَيْنَكُمْ وَ إِنَّ لِي عَمَلِي وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ .

Mohammed bin Musa bin al-Mutawakkil, Allah may have mercy upon him, narrated to us from Abdullah bin Ja'far al-Himyari from Ahmed bin Mohammed bin Easa from al-Hasan bin Mahboub from Ali bin Riaab from Abu Ubaida al-Hetthaa that Abu Abdullah (a) related that when the Prophet (s) conquered Mecca, he stood in Safa and said: **O sons of Hashim and sons of Abdul-Muttalib, I am the messenger of Allah to all of you. I feel pity for you. Do not depend on the fact that Mohammed is from you. By Allah I swear, my followers, whether they are from your clan or any other clan, are only the God-fearing. I will not admit you on the Day of Resurrection if you come to me burdened with the worldly disadvantages while others come with the advantages of the world to come. I am excused regarding my mission to you and the commandments of Allah for you. I have my own deeds and you will have your own deeds.**

ہم سے محمد بن موسیٰ بن المتوکل رحمه الله نے بیان کیا، انہوں نے عبدالله بن جعفر الحمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن رباب سے، انہوں نے ابو عبیده الحیطه سے بیان کیا۔ ابو عبدالله (ع) روایت کرتے ہیں که جب رسول الله (ص) نے مکه فتح کیا تو صفا میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب، میں تم سب کی طرف الله کا رسول ہوں۔ مجھے آپ پر ترس آتا ہے۔ اس حقیقت پر انحصار نه کرو که محمد تم میں سے ہے۔ خدا کی قسم، میرے پیروکار، خواه وه آپ کے قبیلے سے ہوں یا کسی اور قبیلے سے ہوں، صرف تقویٰ والے ہوں۔ میں تمہیں قیامت کے دن نہیں پہچانوں گا اگر تم میرے پاس دنیاوی نقصانات کو اپنی پیٹ پر اٹھا کر لائے اور دوسرے لوگ آنے والی دنیا (آخرت) کے فائدے لے کر آئیں۔ میں آپ کے لیے اپنے مشن اور آپ کے لیے الله کے احکام سے معذرت خواه ہوں۔ میرے اپنے اعمال ہیں اور تمہارے اپنے اعمال ہوں گے۔ (ص، 132)
https://thaqalayn.net/hadith/26/1/8/1

اب دیکھتے ہیں که شفاعت کیا ہے؟

شفاعت گناہگار کے گناه کی معافی کا سوال ہے۔

جبکه عام عوام اور جاہل لوگوں میں یه خیال مشہور ہے، جو که شرک کی قسم ہے، که العیاذ بالله نبی اکرمﷺ اور ائمه علیہم السلام نے کہا که اے امت کے گناہگارو تم ہم سے محبت کرو، قیامت کے دن ہم تمہاری شفاعت کریں گے۔

یه معنیٰ انبیاء کی دعوت کے مخالف ہے، اور اصولِ اسلام کی ضد ہے، اور قوانین تعلیم و تربیت کے منافی ہیں۔ اور لازم بنتا ہے که کہیں انبیاء کی بعثت لغواور بیهوده تهی۔ یعنی مثال که: بچوں کو کہا جائے، مدرسه میں اچھے سے پڑھو، پر اگر نہیں پڑھوگے تو کوئی بات نہیں استاد آپ کو پاس کردیگا۔ (پڑھنے اور عمل کرنے کی کوئی خاص ضرورت ہے نہیں)

کیا یه تصور کیا جا سکتا ہے که رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الله تعالیٰ کی طرف سے وحی و احکامات لے کر آئیں اور کہیں که أوامر کی بجاآوری کرو اور نواہی کو ترک کرو، اور پھر کہیں اگر نہیں بھی کروگے تو میں شفاعت کردونگا۔

یه انبیاء کی تربیت اور انکی بعثت کے منافی ہے۔ اسلام نے اس طرح کے ہر سبب اور وسیله کو قطع کر دیا ہے اور نجات اور کامیابی کا وسیله صرف عمل نیک کو قرار دیا ہے۔ اس کے علاوه شفاعت اس مفهوم میں لوگوں کو مغرور بھی کردیتا، جس میں شرک مضمر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے تو آپ نے فرمایا میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے لا الہ الا اللہ کہے۔ ("یکا پرستی" ص۔ 134)

"به بیان واضحتر عقیدة شرکیه در شفاعت همین اعتقادیست که عوام دارند، که انبیاء و اولیاء را عبادت می‌کنند و در مقابلشان خضوع و خشوع و در مجالس عزاداری ایشان گریه و زاری می‌نمایند، و محبتشان را در دل جایگزین می‌کنند، و در عوض هزاران عمل فاسد از ایشان بروز می‌کند، و خیال می‌کنند فردای قیامت مورد شفاعت آنان واقع می‌شوند، این عقیدة مشرکین است که به هیچوجه اتکاء بعمل صالح نداشتند"

(شفاعت میں شرکیه کے عقیدہ کو مزید واضح طور پر بیان کرنے کے لیے یه وہی عقیدہ ہے جو عام لوگوں کا ہے، جو انبیاء و اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے سامنے عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اور ان کے مجالس عزاداری میں گریه و زاری کرتے ہیں، اور ان کی محبت کو دلوں میں جگه دیتے ہیں۔ اور اس کے بدلے ہزاروں فاسد اعمال ہر روز کرتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں که قیامت کے دن ان کی شفاعت ہوگی، یه ان مشرکین کا عقیدہ ہے جو کسی طرح بھی اعمال صالحه پر بھروسه نہیں کرتے تھے۔) ("یکا پرستی" صفحه۔ 134)

اور عام لوگوں کی جہالت میں سے ایک یه ہے که وہ کہتے ہیں: اگر تم پیغمبر اور امام سے محبت کرو گے اور انکو شفیع قرار دوگے تو تو خدا کی طرف سے آپکو بخشش اور رحمت ملے گی۔ جس طرح بادشاہ کے قریبیوں سے اگر آپ رابطه اور محبت رکھوگے اور انکو شفیع بناؤ گے تو پھر آپ پر لطف اور مهربانی کی جائی گی۔

وہ نہیں جانتے خدا کی اجازت کے بغیر شفاعت ناممکن ہے۔

مَن ذَا ٱلَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ
(بقره، 2:255)
کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِۦ مُشْفِقُونَ

(انبیاء، 21:28)
وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سُننے پر اللہ راضی ہو، اور وہ اُس کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔ (مودودی)

خلاصه یه که شفاعت کے متعلق شرکیه عقائد سے بچنے کے لیے تین اصولوں پر غور کرنا چاہیے: اول: شفاعت اللہ کی اجازت کے بغیر ناممکن ہے، دوم: اللہ تب تک شفاعت کی اجازت نہیں دیتا جب تک قولاً و عملاً مشفوع شخص سے راضی نه ہو۔ سوم: وہ قول اور عمل جو خدا کو راضی کرتا ہے وہ توحید ہے، جو شرک کے عقائد سے پاک ہو، اور متابعت رسول و سنت ہو۔

پس اگر مندرجه بالا شرائط پوری نه ہوں تو سفارش کرنے والوں کی شفاعت بیکار ہے۔

و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آله الطاہرین.

علت و اسباب کی حقیقت

خدائے بزرگ و برتر نے مخلوقات کی تخلیق میں علم و حکمت کی انتہا کو مدنظر رکھا ہے اور حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہر مخلوق کے لیے ایک وجہ قرار دی ہے جس کے بغیر مخلوق کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اس کی ملکیت میں اپنے وجود کی پیراہن پہن سکتا۔

ایک مسلم قرآنی شخص اسباب کا انکار نہیں کرتا، کیونکہ قرآن نے اسباب کی تصریح کی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱلْفُلْكِ ٱلَّتِي تَجْرِي فِي ٱلْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ ٱلْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ ٱلرِّيَٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلْمُسَخَّرِ بَيْنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (بقرہ، 2:164)

جو لوگ عقل سے کا م لیتے ہیں ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں ، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں ، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں ، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہےاور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں ، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں ، بے شمار نشانیاں ہیں۔ (مودودی)

اس لیے، ہر چیز کے پیچھے ایک سبب ہوتا ہے، اور بغیر سبب کے نظام عالم منظم نہیں رہ سکتا۔

اور تخلیق کی بنیاد بھی اس آیت پر ہے:

سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا (اسراء، 17:77)

یہ ہمارا مستقل طریق کار ہے جو ان سب رسولوں کے معاملے میں ہم نے برتا ہے جنہیں تم سے پہلے ہم نے بھیجا تھا اور ہمارے طریق کار میں تم کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔ (فی ظلال القرآن)

اول: *اسباب عالم علیت تام و فاعلیت حقیقی برای مسببات ندارند، هر سببی که می‌بینی مقتضی و معد است و فرق میان علت و معد اینست که علت اعطای هستی و وجود می کند*

اسباب عالم کی سبھی علیت اور حقیقی فاعلیت مسببات کے لیے نہیں ہے، ہر سبب کہ جو آپ دیکھتے ہیں معد سے ہے، اور علت اور معد کے درمیان فرق یہ ہے کہ علت(cause) اعطای ہے اور وجود رکھتی ہے۔ یعنی وقتی علت(cause) پیدا

ہوجائے تو یقیناً معلول (effect) موجود ہوجائے گا۔ اور جب علت (وجہ) چلی جاتی ہے تو معلول(اثر) بھی غائب ہوجاتا ہے۔

اما معد آنستکه به وجودش معلول موجود نمی‌شود، و به عدمش معدوم نمی‌گردد،

پر معد ہو ہے کہ جس کے وجود سے معلول کا موجود ہونا متاثر نہیں ہوتا،

مثال، باپ کا وجود بیٹے کے لیے: باپ کا وجود بیٹے کی پیدائش کا سبب نہیں ہے، لیکن اس کے علاوہ دیگر شرائط بھی شامل کی جانی چاہئیں، جیسے کہ ماں کی موجودگی، باپ کا نطفہ، اور ماں کا رحم، اور دیگر رکاوٹوں کا نہ ہونا، اور ہوا، پانی اور خوراک جیسی شرائط کا ہونا جو ماں کو کھانا چاہیے، جب یہ رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی، اولاد پیدا ہوں گے۔ پس باپ کلی طور علت نہیں ہے، بلکہ وہ ایک سبب اور معد ہے، اور باپ کے چلے جانے سے بیٹے کا وجود معدوم نہیں ہوجاتا۔

(سورہ واقعہ، 58-72)

کبھی تم نے غور کیا ، یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو ، 58

اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں ؟ 59

کبھی تم نے سوچا ، یہ بیج جو تم بوتے ہو ، 63

ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں ؟ 64

کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا ، یہ پانی جو تم پیتے ہو ، 68

اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں ؟ 69

کبھی تم نے خیال کیا یہ آگ جو تم سلگاتے ہو ، 71

اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں ؟ 72

علت حقیقی خداوند ہے، اور اگر وہ اپنی توجہ دنیا سے ہٹا لے، تو دنیا واپس اپنی ازلی نیستی میں چلی جائیگی۔

ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ

(بقرہ، 2:255)

اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے، سب کا تھامنے والا اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

Therefore, a definite cause does not have independence in achieving the desired, but must be joined with other causes, and obstacles must be removed to achieve the desired.

اس لیے مطلوبہ مقصد کے حصول کے لیے ایک معین سبب کی آزادی نہیں ہوتی، بلکہ اسے دوسرے اسباب کے ساتھ جوڑنا چاہیے، اور مطلوبہ حصول کے لیے رکاوٹوں کو دور کرنا چاہیے۔

ایک موحد شخص کو أسباب کو مستقل نہیں جاننا چاہیے، اور جاننا چاہیے کہ ہر چیز کا "مسبب الأسباب" ایک ہی ذات ہے۔ اور وہ ہے اللہ کی ذات۔

أسباب کے منقطع ہوجانے پر ایک موحد شخص اللہ ہی کو مسبب الأسباب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ جس قدر چاہتا ہے أسباب مہیا کرتا اور جس قدر چاہتا روک لیتا۔ پر مشرک کی نظر صرف سبب پر ہوتی ہے، وہ مسبب کو فراموش کر چکا ہے۔

دوسرا: سبب اور مسبب کے درمیاں ایک خاص مناسبت ہوتی، اور ہر چیز ہر چیز کا سبب نہیں بنتی ہے۔

کسی چیز کی وجہ/سبب معلوم کرنے کے کے دو طریقے ہیں:

اول تجربہ: یعنی علم اور تحقیقات کے ذریعے ہم کسی چیز کی علت و أسباب معلوم کرسکتے ہیں۔

یعنی کوئی چیز تبھی کام کرتی جب اُسے ماحول، و موقع ملے۔

مثال، آپ نے آگ جلائی، اور دیکھا کہ آگ جلاتی ہے، اور اس طرح فیصلہ کیا کہ آگ جلاتی ہے۔

تجربہ کا راستہ ہی صحیح راستہ ہے اور مادی چیزوں میں انسان کی ترقی اور ارتقا اسی طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا وحی: بعض اوقات تجربات اسباب کی وجہ نہیں بتاتے، اور وحی اُن أسباب کا بیان دیتی، جیسے اعمالِ صالح سعادت اخروی کا سبب ہیں اور اعمالِ رذیلہ شقاوتِ اخروی کا سبب ہیں۔

پس کسی چیز کا سبب/وجہ معلوم کرنے کے دو ہی راستے ہیں، یا تو (مادی چیزوں) میں تجربات سے اُسکا پتا لگائیں، یا (روحانی چیزوں) میں وحی اُسکا پتا دے۔

بنی نوع انسان میں بت پرستی کا آغاز

بت برستی کا سبب اور اصنام کو اپنانے کی 2 وجہیں ہیں:

ایک ستاروں کی پرستش

دوسرا مُردوں کی عبادت

قدیم لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان خاک کے اندر زندگی رکھتا ہے، جس کے لیے اُسے ان سب چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے جو زندہ انسان کو ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ قبر میں کپڑے، برتن، جنگی آلہ وغیرہ رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اُسے ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے، بلکہ مردے کی پیاس بچھانے کے لیے اُس کی قبر پر شراب گراتے، اور کھانا رکھتے، تاکہ بھوک کی تکلیف سے آرام ملے۔ یہاں تکہ کہ گھوڑوں اور غلاموں کا سرقلم کرکے ان کے ساتھ دفنایا جاتا تھا تاکہ بعد از موت بھی وہ انکی خدمت کریں۔

موت کے بارے میں انسان کا پہلا خیال یہ تھا کہ وہ زیر زمین رہتا ہے اور اس کی روح کبھی بھی اس کے جسم کو نہیں چھوڑے گی اور اسی مٹی میں رہے گی جہاں مرنے والوں کی ہڈیاں دفن ہوتی ہیں۔ اگرچہ وہ زیر زمین رہتے تھے، لیکن وہ سمجھتے تھے کہ وہ اصل فطرت سے اتنے دور نہیں تھے کہ انہیں کھانے کی ضرورت نہ ہو، اور اسی وجہ سے وہ سال کے مخصوص دنوں میں مردوں کے لیے کھانا لاتے تھے۔

مُردوں کی پرستش

مذکورہ بالا عقائد کے فرض ہونے میں زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا، کہ مُردے کے لیے مسلسل کھانا پینا ضروری سمجھا جانے لگا، اور زندہ اس ضرورت کو پورا کرنے کو اپنے فرائض میں سے سمجھتے تھے، اور وہیں سے مردہ کی پوجا کی رسم شروع ہوئی۔

مرنے والے اولیاء میں سے تھے، اور اسلاف نے ان کی طرف بہترین اور اعلیٰ صفات منسوب کیں، وہ مردہ کو نیک، خوبصورت اور خوش نصیب قرار دیتے تھے، اور وہ تمام عزتیں جو لوگ محبوب اور طاقتور خدا کی طرف ظاہر کرتے تھے، ان کی طرف وہ احترام کرتے تھے۔ یہ عظیم لوگوں کے لیے مخصوص نہیں تھا۔

یونانی مردوں کو زیر زمین دیوتا سمجھتے تھے اور ان کی عبادت گاہ مردوں کی قبریں تھیں۔ یہ طریقہ ہندوستان میں بھی عام تھا جیسا کہ روم اور یونان میں، ہندو بھی اپنے مرنے والوں کے لیے سارداس نام کا کھانا تیار کرتے تھے اور ہر گھر والے چاول، دودھ، درختوں کی جڑوں اور پھلوں سے سارداس تیار کرتے تھے تاکہ روحیں

ان پر مہربان ہوں۔ افریقه، ہندوستان اور یونان کے وحشی اپنے مُردوں کو سعادت مند اور سعادت مند معبود سمجھتے تھے، لیکن وہ اپنی خوشی کو زندوں کے صدقه اور وراثت میں ناکامی سے مشروط سمجھتے تھے، اور وہ سمجھتے تھے که اگر مردے کے لیے رسومات تیار نه کی جائیں تو اس کی روح اپنی آرام گاہ چھوڑ دے گی، بھٹک جائے گی اور زندوں کے لیے جھنجھلاہٹ کا باعث بن جائے گی، اس لیے روحوں کی الوہیت اس وقت تک یقینی رہے گی جب تک زنده ان کے بارے میں معمول کے مذہبی رسوم و رواج کی پابندی نه کریں۔

بظاہر مرده کو پوجا کرنے کی رسم بنی نوع انسان کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ پہلے پہل، لوگوں کے مندر اور عبادت گاہیں صرف قبروں کے لیے مخصوص تھیں، جہاں وہ ہر قسم کی عبادت کرتے تھے جیسے منتیں، نذرانے، قربانیاں وغیرہ۔

اسلام نے توحید کی حفاظت کے لیے اور قبر پرستی کی سدِ راہ کرنے کے لیے احکام وضع کیے:

قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا۔

- امر به تسطیح قبور نمود. شهید اول در کتاب ذکري از ابوالهیاج روایت می‌کند که گفت: قال علي عليه السلام «ابعثك على ما بعثني عليه رسول الله ﷺ أن لا تدع قبراً مشرفاً إلاَّ سوّيته ولا تمثالاً إلاَّ طمسته». (مبعوث می‌کنم ترا بر آنچه که پیغمبر مرا مبعوث فرمود: اینکه هر قبری که از زمین بلندتر است تسویه کنی و با سطح زمین برابر سازی، و هر تمثال و صورتی را محو گردانی).
و نیز شهید در ذکری می‌گوید که رسول اکرم ﷺ قبر فرزندش ابراهیم را تسطیح فرمود: و نیز می‌گوید قاسم بن محمد گفت: دیدم قبر نبی اکرم ﷺ و شیخین را که مسطح بود، و نیز می‌گوید: قبر مهاجرین و انصار در مدینه منوره مسطح بود.
(نبی اکرم ﷺ نے ہر قبر جو زمین سے بلند ہو کو ہموار کرنے اور زمین کی سطح سے برابر کرنے، اور ہر تمثال اور صورت کو محو کرنے کے لیے مبعوث کیے گئے-۔ نیز فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کے قبر کی سطح کو ہموار کیا-۔ مزید کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی قبر، شیخین کی قبر مدینه میں مهاجر و انصار کی قبریں ہموار دیکھیں)

2- عن جابر «نهى رسول الله أن يجسّص القبر أو أن يبنى عليه أو أن يقعد عليه». (رسول خدا ﷺ گچکاری و بنای بر قبر یا نشستن بر آن را نهی فرمود).
(رسول الله صلی الله علیه وسلم نے قبر کو پلستر کرنے، اس پر تعمیر کرنے یا اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔)

3- في الفقيه عن الكاظم: «إذ دخلت المقابر فطاء القبور فمن كان مؤمناً ستروح إلى ذلك، و من كان منافقاً وجد ألمه». حضرت کاظم مي فرماید: (هنگامي که در گورستان

داخل شدي زير گام خود قرار دهيد قبور را پس اگر مدفون قبر مومن است لذت و راحت مي‌يابد و اگر منافق است متالم مي‌گردد).
امام کاظمؑ:(جب تم قبرستان میں داخل ہو تو قبروں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھو، پس اگر مدفون مومن کی قبر ہے تو اسے لذت اور سکون ملے گا اور اگر وہ منافق ہے تو غمگین ہو گا)۔

4- علي بن جعفر از موسي بن جعفر روايت مي‌كند كه فرمود «لا يصلح البناء عليه». (صلاحيت ندارد بناي بر قبر).
امام علی رضاؑ: (قبروں پر عمارت میں صلح نہیں ہے)

5- قبري كه خراب شد نبايد تجديد كرد و نيز گچ كاري قبور نبايد بشود چنانكه اصبغ بن نباته از اميرالمومنين ؑ روايت مي‌كند كه فرمود: «من جدد قبراً أو مثل تمثالاً فقد خرج من الإسلام». (كسي كه قبري را تجديد كند يا تصويرى بكشد از اسلام تحقيقاً خارج است).
(اصبغ بن نباته نے امیرالمومنین ؑ سے روایت کی کہ " جس نے قبروں کی تجدید کی یا مجسمه بنایا وہ اسلام سے خارج ہوگیا")

عن الصادق عن النبيّ ﷺ أنّه قال: «لا تبنوا على القبور ولا تصوّروا سقوف البيوت». حضرت صادقؑ از رسول اكرم روايت مى‌كند كه فرمود (بنائى بر گورها نسازيد و سقف خانه‌ها را تصوير نكنيد).

6- اسلام از عبادت و نماز بر قبور نهى فرمود چنانكه در حديث صحيح محقق و مسلم نزد جميع اهل اسلام كه به هيچ‌وجه شک در آن راه نمى‌يابد رسول اكرم ﷺ فرمود: «لا تتّخذوا قبري قبلة و لا مسجدا فإن الله تعالي لعن اليهود اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد». (قبر مرا قبله و مسجد قرار ندهيد خداوند يهود را لعن كرد چون قبور پيغمبران خود را مساجد قرار دادند). و نيز شهيد در ذكرى از حضرت صادقؑ روايت مى‌كند كه فرمود: «لا تجلسوا على القبور ولا تصلّوا إليها». (بر قبور منشينيد و نماز به طرف قبر نخوانيد).
(اسلام قبروں پر عبادت اور نماز سے منع کرتا ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "قبروں کو اپنا قبلہ اور مسجد نہ بنائوکہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت کی ہے کہ جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنایا۔" نیز امام صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا: "قبروں پر مت بھیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف نماز پڑھو۔"

«عن سماعة أنّه سأله عن زيارة القبور وبناء المساجد، قال: زيارة القبور لا بأس بها، ولا يبنى عليها». (از حضرت صادق سؤال كردند از زيارت و بناى بر قبور، فرمود زيارت قبور بأسى در آن نيست[1] اما نبايد بر قبر بنا كرد). اجماع فقها نماز به سوى قبر و بر روى قبر را مكروه مى‌دانند و ابن بابويه نماز بر روى قبر را حرام مى‌داند. محقق ثانى در جامع المقاصد مى‌گويد شيخ مفيد و شيخ طوسى مطلقاً نماز در قبور را مكروه مى‌دانند اگر چه قبر امامؑ باشد.

---

[1] اشكالي ندارد.

زیارت قبور مؤمنین

اوپر جو خبریں آپ کو دی گئی وہ بت پرستی کا سد باب کرنے لیے کی تھی، تاکه انسان قبروں کو عبادت گاہ اور پرستش کی جگه نه بنالے، وگرنه مونین کے قبروں کی زیارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکه زائر خداوند کے نزدیک ماجور (اجرت دیا گیا) ہوتا ہے۔ چناچه بہت احادیث قبروں کی زیارت کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں، خصوصاً مادر پدر کی قبروں کی زیارت کے۔ اسکے دو فائدے ہیں:

ایک تو زائر میت کو سلام کرتا ہے، اس کے لیے اللہ کے حضور مغفرت کی دعا اور درجات کی بلندی کی دعا کرتا ہے، اور یه دعا بمنزله نمازِ میت ہے، جو که شریعت میں جائز ہے۔

اور اسی مناسبت سے اللہ نے منافقین کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع کیا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ۭاِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (توبه، 9:84)

اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا ، کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

پس، قبروں کی زیارت کرنا (نمازِ میت کے مترادف) ان کے لیے مغفرت اور درجات میں بلندی کی دعا کرنا ہے، نه که ان سے حاجات طلبی یا توسل کرنے کے معنیٰ میں۔

دوسرا: قبروں کی زیارت کا فائدہ زائر کے لیے پند و نصیحت ہے که وہ مشاہدہ کرے که اس گورستان میں ، خوبصورت نوجوان، متکبر، مالدار، ظالم لوگ، علماء، فلسفی اور سلاطین سب مدفون ہیں، سب کے اپنے اپنے بڑے بڑے دعوے تھے، پر یہاں سب کے خواب خاک ہوگئے، غنی ہو یا فقیر، عالم ہو یا جاہل، شاہ ہو یا گدا، یہاں خاک نے سب کو برابر کر دیا۔ جب ان کی موجودہ حالت پر غور کریگا تو جان لیگا یه دنیا کسی سے وفا نہیں کرتی۔ اسکا غم دور ہوگا، اس تسلی ملیگی، اسکی خواہشات ختم ہوجائینگی، اور اسکی روح کو تسکین ملیگی۔

مختصر یه که قبروں کی زیارت انسان کے لیے ایک عظیم وعظ ہے۔ : اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا لیکن اب ان کی زیارت کرو کیونکه یه تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم کی پہلی ممانعت یه تھی که لوگوں کو قبروں کی عبادت سے روکا جائے، اور توحید کی حفاظت کی جائے، جب لوگوں کا معلوم ہوا که انہوں نے قبروں سے حاجت مانگنا اور اس کی پرستش کرنا چھوڑ دی ہے اور وہ پوری طرح متحد ہو گئے ہیں تو فرمایا"زوروا القبور فانها تذکرة الموت"۔

بت پرستی کا سبب

وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا

(نوح، 71:23)

اور انہوں نے کہا کہ تم اپنے ان معبودوں کو ہرگز چھوڑ نہ بیٹھنا۔ ہرگز مت چھوڑنا وَد کو سواع کو یغوث کو یعوق کو اور نسر کو۔۔۔۔ (ڈاکٹر اسرار احمد)

علماء سلف نے کہا کہ یہ نوح سے پہلے پانچ صالحین کے نام تھے اور لوگ ان پر پورا یقین رکھتے تھے اور ان کے مرنے کے بعد لکڑی اور پتھر سے ان کے مجسمے بنا کر ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ ان کی عبادت کرنے لگے، اس مبارک آیت سے معلوم ہوا کہ بت پرستی کی اصل مردہ پرستی ہے۔

سنگ‌پرستی

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ وحشی انسان میت کی پرستش کرتے ہوئے اس کو (مٹی کے اندر زندہ سمجھتے ہوئے) اسے طعام بھی پیش کرتا تھا، اور بسا أوقات مردہ کو اپنے گھر میں دفن بھی کرتا تھا اور اس کی پرستش کرتا تھا، جب اُس نے قبر کو پتھروں سے ڈھانپ دیا اور اس پر کھانا ڈالا تو یہ عادت آہستہ آہستہ پتھر کو مقدس بنا دیا۔ یعنی لوگوں نے یہ تصور کرنا شروع کیا کے میت کی خصوصیات اُسکی قبر کے پتھر سے منسوب ہے۔ اس طرح وہ پتھر کے تقدیس کے قائل ہوگئے، اور یہاں سے پتھر کی پرستش پیدا ہوگئی۔ اور منات اور لات دو پتھر تھے جن کی عرب عبادت کرتے تھے۔

درخت پرستي

درختوں کی پوجا بھی اصل میں قبروں کی پوجا تھی۔ چونکہ قدیم انسان زراعت سے واقف نہیں تھا، اس کا ذریعہ معاش صرف مچھلیوں اور جانوروں کو پکڑنے تک محدود تھا، اور وہ فصلیں اور درخت لگانا نہیں جانتا تھا، اور دوسری طرف چونکہ اسے یقین تھا کہ مردے قبر میں بھوکے مریں گے۔ اس کو پھل اور پھلیاں کھلاتا، [کیونکہ] کچھ عرصہ بعد یہ پھلیاں سبز ہو جاتیں اور نکل آتیں، اور یہ سمجھا گیا کہ مردہ کی روح اس سے مطمئن ہے، اور اس کے بدلے میں اس نے زندہ لوگوں کے لیے درخت اور پھل دیے۔ اور اس طرح درخت کی تقدیس اور اس کی عبادت بنی نوع انسان میں پیدا ہوئی۔

((اجداد پرستی))

علم انسان کے ایک مکتبِ فکر کا خیال ہے کہ قدیم مذہب کا آغاز اجداد پرستی سے ہوا اور قبر پہلا معبد بن گئی۔ لوگ اپنے بزرگوں کی قبروں پر جاکر منتیں مانتے تھے اور اڑے وقت میں اُن کی روحوں سے رجوع لاتے تھے۔ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ اُ کے بزرگوں کی أرواح اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اپنے عزیزوں کی مدد کو آتی ہیں۔ آج بھی اہل مذہب اپنے اپنے پُرکھوں کے مزاروں کی زیارت کو آتے ہیں جہاں ہر سال میلے لگتے ہیں اور عُرس (لُغوی معنیٰ شادی) کی تقریبات شان و شوکت سے منائی جاتی ہیں۔ مزاروں کو عرقِ گلاب سے غسل دے کر اُن پر نئی چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔ عقیدت مند نذرانے لاکر پیرزادوں کے سامنے ڈھیر کر دیتے ہیں۔ حاجت مند تعویذ لکھواتے ہیں اور مزار کی جالیاں تھام کر عاجزی کے لہجے میں مرادیں مانگتے ہیں۔

مزاروں پر مجاورں کا طبقہ شروع سے موجود رہا ہے۔ یہ لوگ مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور زائرین سے نذرانے وصول کرتے ہیں۔ کلیسیائے روم والے اپنے اولیاء کے مزاروں پر حاضری دیتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ اکثر اسلام ممالک میں قبہ پرستی کا رواج باقی ہے۔ سندھ کی مثال خاص طور سے قابل ذکر ہے جہاں کی مسجدیں ویران پڑی ہیں اور درگاہوں پر دن رات گھما گھمی کا سماں دکھائی دیتا ہے۔ پرانے وقتوں میں قبروں پر قربانی کرنے کا رواج تھا۔

پُرکھوں کی روحوں کی ضیافت بھی قدیم مذاہب سے یادگار ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ دیوالی پر پُرکھوں کی روحیں اپنے اپنے گھر کا چکر لگاتی ہیں۔ اس لیے اس تہوار پر طرح طرح کے پکوان اور مٹھائیاں بنواکر اُن کی ضافت کی جاتی ہے۔ برہمن منتر پڑھ کر یہ کھانے روحوں کو پہنچاتے ہیں اور پھر خود شکم سیر ہوکرکھاتے ہیں۔ ایران کے مجوسی سیدیا کے ایام میں کھانے پکواکر دخموں اور گھروں کی چھتوں پر رکھتے ہیں تاکہ مُردوں کی روحیں بھوکی پیاسی نہ لوٹ جائیں۔ مسلمان بھی فاتحہ پر روحوں کی ضیافت کا اہتمات کرتے ہیں۔ قِسم قِسم کے کھانے دسترخوان پر چنے جاتے ہیں۔ مُلاجی اور ان کے شاگرد فاتحہ کا ثواب روحوں کو پہنچاتے ہیں اور کھانے خود کھا کر تن تازہ ہوتے ہیں۔

پُرکھوں کی پوجا چین اور منگولیا میں بھی رائج تھی۔ مزاروں پر آئندروز جمکھٹ رہتا تھا۔ روزمرہ کی زندگی میں کسی پر مصیبت آتی تو وہ قبروں پر جاکر پرکھوں سے مدد مانگتا تھا۔ منگول سمجھتے تھے کہ روحیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسیرا کرتی ہیں۔ وہ اپنے پروہتوں کے واسطے سے جنہیں "شمن" کہتے تھے ان روحوں سے رابطہ قائم کرتے تھے۔ **(حوالہ، رسوم اقوام، از علی عباس جلالپوری)**

اسلام نے مجسمہ سازی اور نقاشی کو حرام قرار دیا ہے

اسلام نے جن صنعتوں کو حرام قرار دیا ہے اس میں مجسمہ سازی اور مصوری ہے، جیسا کہ احادیث میں آتا ہے:

«ولا تمثالاً إلاَّ طمسته».

«من مثل تمثالاً فقد خرج من الإسلام».

«أشد الناس عذابا [يوم القيامة] المصورون».

«كل مصور في النار».

اس عمل کی ممانعت کا سبب بت پرستی اور مردہ پرستی کی وجہ سے تھی۔

کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے بت پرستی مردہ پرستی سے ہی شروع ہوئی ہے، کیونکہ پہلے لوگ اپنے مردوں کو mummify (مومیایی) کرتے تھے، تاکہ اسکی مدت باقی رہے، اور اُس کی پرستش کرتے تھے، اب چونکہ مردہ کی ممی بھی ہمیشہ نظروں کے سامنے نہیں رہ سکتی، تو اسکا حل یہ نکالا کہ مردی کی صورت کو کسی پھتر پر تراش دیں، اور اس طرح اس پتھر پرستش کریں اور اس سے تبرک لیں، اور جیسا کہ صائبین کے عقیدہ میں ذکر ہوا ہے کہ وہ اپنے روحانیوں اور ستارگان کی صورت بناتے تھے اور اسکی عبادت کرتے تھے۔

پیغمبر اسلام نے بت پرستی کو روکنے اور توحید و یکاپرستی کی حمایت کے لیے مجسمہ سازی اور مصوری کو ممنوع قرار دیا۔ پس اس عمل کی حرمت ذاتی نہیں ہے بلکہ خدا پرستی کی حمایت کے لیے ہے۔

لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ کسی ایسی ایجاد شدہ تصویر کے لیے برکت مانگتے ہیں جسے وہ کسی مذہبی رہنما سے منسوب کرتے ہیں، یہاں تک کہ کچھ لوگ ان تصاویر کو اپنے کمروں میں لٹکا کر ان کے ساتھ شائستگی سے پیش آتے ہیں۔ اس حقیقت سے ناآشنا کہ یہ بت پرستی ہے، اس سے کوئی فائدہ نہیں، اگر ان تصویروں کے بجائے اگر ہم قرآنی نصیحتوں اور قائد اسلام کی حدیثوں اوراقوال کو اپنے کمرے میں لٹکا دیں۔ ان تصویروں سے بہت برتر ہے اور ہر دیکھنے والا جب ان الفاظ کو دیکھے گا اس کی آنکھوں سے اخلاق کا ایک پردہ گزر جائے گا۔ (ص، 156)

پس پھر ہم میں اور بت پرستوں اور نصرانیوں میں کیا فرق رہا؟ بت پرست لکڑی اور پتھر سے تبرک لیتے ہیں، اور ہم نخل اور سنگِ قدم گاہوں سے، نصاریٰ مسیح اور مریمؑ کی تصویروں سے تبرک لیتے ہیں، اور ہم جعلی بزرگانِ دین کی تصویروں سے۔

رسوائی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تخیل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے چہرے کو کبھی ایک خوبصورت نوجوان، کبھی قلندر، کبھی قدیم عرب، کبھی متعصب شیخ اور دیگر مذہبی پیشواؤں کے روپ میں پیش کیا۔ ایک اور رسوائی جو ہماری حماقت اور جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور سب کے لیے رسوا کن ہے، ذوالفقار جسے وہ علیؑ کے ہاتھوں میں ایک تلوار کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کے سر پر دو بلیڈ ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دو بلیڈوں سے تلوار کا کیا فائدہ؟ کیا جنگ میں اس کا کوئی اثر ہوتا ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ تلوار اپنے غلاف میں کیسے جاتی ہوگی۔ (ذوالفقار عاص بن منبہ کی تلوار تھی جو بدر کی جنگ میں مارے گئے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلوار پکڑ کر امیر المومنین کو دے دی تھی)۔

پروردگارا، یہ لوگ علی کی تلوار کو نہیں جانتے، یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو جانیں، اور دین کے پیغمبر اور اماموں کا مقام جانیں اور دین کی حقیقتوں کو جانیں۔ خدا کیا وہ دن آئے گا جب یہ لوگ قرآن اور سنت نبوی سے واقف ہوں گے، جو لوگ توحید کے بارے میں نہیں جانتے، جو پیغمبر، علی اور ائمہ کو نہیں جانتے، جو قرآن کو نہیں سمجھتے، ان سے انسانیت کے اخلاق و آداب کی توقع کی جا سکتی ہے؟

وصلّی اللہ علی سیّدنا محمّد وآلہ الطاھرین.

توحید فضائل کا مبداء ہے

قال الله تعالی: «كلمة لا إله إلاَّ الله حصني فمن دخل حصني أمن من عذابي».

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کلمہ لاالہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو کوئی بھی میں قلعہ میں داخل ہوا عذاب سے محفوظ رہے گا۔"

جاہلی دور میں لوگوں کے دو گروہ تھے: ایک عام عوام کا گروہ جو کبھی اپنی رائے یا خیالات نہیں رکھتے تھے ۔وہ ہر ہوا کے ساتھ حرکت کرتے تھے، اور ہر پادری اور چالباز کا پورا اثر لیتے تھے۔

دوسرا طبقہ پگوڈوں کے پجاری اور متولی اور یہودی اور عیسائی علماء کا تھا جنھوں نے ہمیشہ مختلف شکلوں اور ناموں سے ہر دور میں عوام کے وہم اور جہالت کا سہارا لیا اور ان کی روزی کا دارومدار عوام کی جہالت اور کمزوری پر تھا جو ان غریبوں کا خون چوستے رہے۔

ابن رشد نے بعد والے طبقے کو جُنات بار عقول نام دیا ہے کہ لوگ مجرموں کو صرف چور، قاتل اور جابر سلطان سمجھتے ہیں، پھر بھی اس گروہ کا جرم پہلی قسم کے جرم کے مقابلے نسبتاً کم ہے۔ یہ گروہ لوگوں کی املاک اور جانوں کے خلاف جرم کرتے ہیں جو کہ ان کے زمانے تک منحصر ہوتا ہے، جب کہ علماء سوء کا جرم لوگوں کے ذہنوں اور روحوں کے خلاف ہے، جو انہیں احمقانہ خیالات اور نظریات کا ٹیکہ لگا کر دنیا سے تنزلی کا باعث بنتے ہیں۔ انسانیت کی یہ جہالت اور حماقت جب اور مستحکم ہوئی اور جڑ پکڑی، تو یہ ان کی اولاد میں وراثت سے پھیل گیا، اس لیے ان کا جرم صرف ان کی دور تک نہیں رہتا بلکہ اگلی صدیوں میں یہ ایک حکم فرما ہوکر جاری و ساری ہوجاتا۔

رسول اکرمﷺ نے ابتداء میں بتوں کے متولیوں اور کاہنوں کو دعوت توحید اور یکاپرستی کی دعوت دی، اور حجت تمام کی۔

جو لاالہ الااللّٰہ کو فضائل کا مبداء نہیں سمجھتا وہ شخص خداوند کریم، رحمٰن و رحیم کو موثر نہیں سمجھتا۔ چونکہ وہ کلمہ طیبہ کو نفس میں سخاوت کا مبداء نہیں سمجھتا، اُس کے لیے اللہ پاک قران میں فرماتا ہے:

ٱلشَّيْطَـٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ

(بقرہ، 2:268)

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزعمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے ۔ ، مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے ۔ اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے ۔

حُنَفَآءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِۦ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِى بِهِ ٱلرِّيحُ فِى مَكَانٍ سَحِيقٍ
(حج، 22:31)
یکسوُ ہوجاؤ اللہ کے لیے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گرپڑا تو اسے پرندے اچک لیں یا ہوا اڑا پھینکے کسی دور دراز جگہ پر

جس شخص کا دماغ مسلسل الجھا ہوا ہے وہ یقیناً اچھا کام نہیں کرے گا، کیونکہ فکر ہی عمل کا ذریعہ ہے، اور چونکہ اعمال کا کوئی پیمانہ نہیں ہے، برے اعمال تب جنم لیتے ہیں جب کوئی کبھی بھی صالح عمل کرے ہی نا، مثلاً وہ عصمت فروشی کا ارتکاب کرتا ہے، مسلمان مُردوں سے التجا کرتا ہے، بتوں کے لیے قربانی اور غیرِ خدا سجدہ کرتا ہے، لوگوں کا مال کھاتا ہے، اور مصلح اسے اس مال کا کچھ حصہ پادری یا بتوں کے محافظوں کو دیتا ہے۔ وہ سود کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کو صحیح کرنے کے لیے سمجھوتہ کا سہاراً لیتا ہے اور اس طرح اپنے تصور کے مطابق اپنے آپ کو گناہ سے پاک کرتا ہے۔

اے مسلمانو جاہلیت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ، شرک اور توہمات کا بوجھ اتار پھینکو، نجات حاصل کرو: قولوا لا إله إلاَّ الله تفلحوا۔

وصلى الله على سيدنا محمد وآله الطاهرين.

اسلام میں شرک اور توہمات کے ظہور کی وجہ

منافقین نے ایک چال چلائی اور وہ چال یہ تھی کہ وہ سابقہ مذاہب میں موجود فاسد مضامین، توہمات اور جھوٹ کو لے آئے، جن میں سے بعض کو انہوں نے خود بنا کر اسلام میں داخل کر دیا اور اسے شریعت کے مقدس علاقے سے منسوب کر دیا۔

منافقین کا اصل مقصد اسلام کو منفی اور غیر معقول بنانا تھا اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے اور اسلام کو دوسرے مذاہب پر جو فوقیت حاصل تھی اسے ختم کر دیا۔

اسلام عقل و منطق اور فطرت کا دین تھا، اسلام توحید و یکاپرستی اور بتوں کو مٹانے کا دین تھا، اسلام نیکی اور اخلاق کا دین تھا، اسلام صبر و شجاعت کا دین تھا، اسلام علم و عمل صالح کا دین تھا، اسلام انسانیت کے قانون کا دین تھا، اسلام نے انسانیت کو آزادی دی، اس نے زندگی، علم اور عقل دی، اسلام نے بنی نوع انسان کو پادریوں کے ظلم سے نجات دلائی، اسلام نے مخلوق اور خالق کے درمیان ثالثی پر یقین نہیں رکھا، اسلام نے قبر پرستی، سنگ پرستی، اور عبات غیر خدا کو ختم کر دیا۔ جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے اور قرآن میں پناہ لیتا ہے تو اسے اپنے اور خدا کے درمیان کسی ثالث کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلام نے اندھی تقلید سے منع کیا، اسلام نے شکوک و شبہات سے منع کیا۔

یہ بات طے ہے کہ ان اعلیٰ تعلیمات سے جن دھوکے بازوں نے مذہب کے نام پر دکان کھول رکھی تھی، ان کی دکان بند کر دی گئی، اور انہیں استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ پر انہیں اپنا پیشہ نہ چھوڑنے کے لیے کام کرنا پڑا، اور اسلام کے ہر مقصد کے مقابلے میں (جعلی) حدیثیں گھڑ ڈالی تاکہ عالم اسلام کو منتشر کیا جا سکے۔ایک گروہ نے یہودیوں، عیسائیوں، صابیوں اور مجوسیوں کے مضامین اسلام میں داخل کیے، جن کو اگر ہم تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو ایک مفصل کتاب بن جائے گی۔ اسلام کے ارادوں اور دین کی سچائیوں کو باطل مذاہب کے ساتھ اس طرح ملایا گیا کہ اسلام کا لازمی استحقاق ختم ہو گیا اور وہ پاک دین ایک دوسرہ شکل میں ظاہر ہوا۔

اب اگر آپ اسے صحیح طور پر دیکھیں تو مسلمان اپنے اعمال اور عقائد میں باطل قوموں سے مختلف نہیں ہیں۔

صابئین ستاروں کو مقدس سمجھتے تھے اور ایام سعد اور نحس کے قائل تھے۔ مسلمانوں میں بھی یہ عقیدہ پختہ طور پر ظاہر ہوتا ہے اور مسلمانوں میں ہر سال کئی کیلنڈر شائع ہوتے ہیں جن میں ایام سعد اور نحس کا تعین کیا جاتا ہے، جو اگر غور سے دیکھیں تو یہ سبین فرقہ کا عملی پیغام ہے۔

عیسائی مسیح اور مریم سے مدد مانگتے ہیں۔ مسلمان بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام سے مدد مانگتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ احبار اور راہبوں کو اپنا رب مان لیا۔ اور مسلمانوں نے ولیوں اور مرشدوں کو اپنا رب بنا لیا۔

مشرکین درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے، مسلمان بھی درختوں اور پتھروں سے برکت مانگتے ہیں۔

منافقین کا ایک اور دشمن جس کا خون بہانا چاہیے تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے کم عقل لوگوں کو دین اسلام سے خارج کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہ السلام کی طرف ضعیف حدیث اور غیر معقول باتیں منسوب کیں۔ انہوں نے اس دشمنی میں کچھ ایسا کیا اور دین اسلام کو اس قدر توہم پرست اور نابود کر دیا کہ اگر کوئی رشد اور تمیز رکھنے والا ہو تو وہ یقیناً پہلی نظر میں ہی اسلام کو رد کر دے گا۔

جیسے، کوئی عورت اگر نبی پر نظر کرتی تھی، اور وہ اُن سے خوش ہوتے تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوجاتی تھی۔

جیسے: زمین گائے کے سینگوں پر ہے اور وہ گائے سمندر میں چلنے والی مچھلی کی پشت پر ہے اور جب گائے سر ہلاتی ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔

اور، نبی کے معجزات میں سے لکھا ہے کہ جب نبی پید اہوئے تو ابوطالب کے پستان سے سات روز تک دودھ پیا، اس وجہ سے وہ اور علی بھائی ہیں۔

((مزید اصل کتاب، صفحہ۔ 167))

ایسی موہوم اور موضوع خبریں، جن راوی حدیث کا کفر اسلام کی دشمنی سے پتا چلتا ہے، ایک اندازہ کے مطابق اگر لکھیں جائیں تو 70 مثنوی کاغذ بن جائیں، اور پڑھنے پر انسان کا سر شرم سے جھک جائے۔ یقیناً ان کا مقصد قرآن اور شریعت سیدالمرسلین کا مذاق اڑانا تھا۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ
(بقرہ، 2:15)
درحقیقت اللہ ان کا مذاق اڑا رہا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دے رہا ہے کہ وہ اپنے عقل کے اندھے پن میں بڑھتے چلے جائیں۔ (اسرار احمد)

اے مسلمان آنکھیں کھولو اور نیند سے بیدار ہو جاؤ! اسلام کے حقیقی دین کو جانیں، اور حق و باطل میں تمیز کریں، تاکہ اسلام ختم نہ ہو، اور اپنی اصل خوشحالی کی طرف لوٹ آئے۔

و صلى الله على سيدنا محمد وآله الطاهرين وختم ميكنيم كتاب را به دعاى شريف صحيفه ملكوتيه سجاديه.

يـا مـن ذكـره شـرف للـذّاكرين، ويـا مـن شـكره فـوز للشّـاكرين، ويـا مـن طاعتـه نجـاة للمطيعين، صلّ على محمّد وآله، واشغل قلوبنا بـذكرك عن كـلّ ذكـر، وألسـنتنا بشكرك عن كل شكر، وجوارحنا بطاعتك عن كلّ طاعة، فإن قدّرت لنـا فراغـاً مـن شـغل فاجعلـه فراغ سلامة، لا تدركنا فيه تبعة، ولا تلحقنا فيه سامة، حتي ينصرف عنّا كتّاب السّيّئات بصحيفة خالية من ذكر سيّئاتنا، ويتولّى كتّاب الحسنات عنّـا مسرورين بمـا كتبـوا مـن حسناتنا، وإذا انقضت أيّام حياتنا وتصرّمت مدد أعمارنا واستحضرتنا دعوتك الّتي لا بـدّ منها ومن إجابتها، فصلّ على محمّد وآلـه واجعل ختـام مـا تحصي علينـا كتبـة أعمالنـا توبة مقبولة لا توقفنا بعدها على ذنب اجترحناه، ولا معصية اقترفناها، ولا تكشـف عنّـا سـتراً سـترته علـى رؤس الأشـهاد يـوم تبلـو أخبـار عبـادك، إنّـك رحـيم بمـن دعـاك، ومستجيب لمن ناداك.

(يہاں حصه دوم ختم ہوا)

Veneration of Saints

☜ یہ بات میں کتاب کے اختتام کے بالکل آخر میں لکھی جا رہی، نیٹ پر براؤزنگ کے دوران جب میں یہ دیکھ رہا تھا کیتھولک اور پروٹیسٹنس میں کیا فرق ہے، تو ایک چیز معلوم ہوئی۔

کیتھولکس میں ایک چیز پائی جاتی جسے۔**Veneration of Saints** یا **Worship of Saints** کہا جاتا۔
یعنی، بالفاظ دیگر، "ولیوں کی عبادت"۔ یہ دونوں لفظ آپ سرچ کر کے دیکھ سکتے یہ کیا چیز ہے:

لکھتے ہیں:

🕮 The Catholic Church also practices the veneration of saints. Dead models of faith, recognized as "saint" by the church through canonization, can be prayed to for help in maintaining faith in God. There are over 4,000 saints. Their remains are considered holy relics which are venerated.
The main differences between Catholics and Protestants – DW – 12/23/2022

✐ یہ بڑی حیران کن بات ہے: شاید ہم مسلمانوں میں بھی یہ سب کچھ: یعنی درگاہوں، پیروں، مرشدوں، اور عرس وغیرہ اور اسی مناسبت سے انبیاء اور اولیائوں کی قبور ، اور انکے وفات کے بعد ان سے تبرکات اور مدد لینے کا کانسیپٹ یہی سے آیا۔

اگر آپ اس ٹاپک پر سرچ کرو گے تو جو باتیں آپ کو ملیں گی۔ آپ حیران رہ جائیں گے، کہ ہم جو کچھ کر رہے، بدقسمتی سے اور کچھ نہیں پر کیتھولک چرچ کی پیروی۔۔۔

🕮 "Remember, anyone who has died and has gone to Heaven is considered a saint. The saints are all those who are now before the throne of God, face-to-face, in a state of perfect happiness. Some of these men and women who are in Heaven are called canonized saints.

Since the saints are in Heaven, seeing God face-to-face, we Catholics believe that they can play two primary roles in our lives.

First, the lives they lived here on earth give us a great example of how to live. The Catholic Church declares certain people to be saints, in part so that we will be able to study their lives and be inspired to live the same lives of virtue that they did. **But we believe they take on a second role also. Since they are in Heaven, seeing God face-to-face, we believe that the saints can pray for us in a very special way.**

Just because the saints are in Heaven doesn't mean that they stop caring about us here on earth. On the contrary, since they are in Heaven, they care about us even more. Their love for us has now become perfected. Therefore, they want to love us and pray for us even more than when they were on earth.
So imagine the power of their prayers!

Here is a very holy person, seeing God face-to-face, asking God to enter our lives and fill us with His grace. It's like you asking your mom, dad, or a good friend to pray for you. Sure, we need to pray for ourselves also, but it certainly doesn't hurt to get all the prayers we can. **That's why we call upon the saints to pray for us.** Their prayers do help us, and God chooses to let their prayers be a reason that He pours even more grace upon us than if we were praying alone.

https://mycatholic.life/catholic-question-and-answer/Worship-of-Saints/

کچھ ترجمہ اگر کردوں توکہہ رہے:

("کچھ لوگ ہوتے ہیں جو "سینٹ" کے رتبہ پر پہنچ جاتے، (یعنی ولی بن جاتے)۔ اور ولیوں کا مرنے کے بعد جنت میں ہونا لازمی ہوتا۔ اب چونکہ وہ جنت میں ہیں تو وہ خدا کے ساتھ ہیں، فیس ٹو فیس ، آمنے سامنے۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھ رہے ہیں تو اس لیے ہمیں یقین ہے کہ وہ ہمارے متعلق خاص انداز سے دعا کرسکتے (سفارش کرسکتے)۔

اب چونکہ وہ مر چکے ہیں پر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انہوں نے ہمارا یہاں زمین پر خیال رکھنا چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ اسکے برخلاف، اب چونکہ وہ جنت میں ہیں تو وہ ہمارا اب زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ انکی محبت ہم سے اور زیادہ پرفیکٹ ہوچکی، اور وہ ہمارے متعلق پرے (عبادت) کرتے ہیں۔

تو آپ ان کی طاقت کا اندازہ لگائیں!

کہ ایک مقدس شخص جو خدا کے سامنے ہے، اور خدا سے ہمارے متعلق اپنی رحمتوں کی دعا کر رہا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے آپ اپنے ماں باپ، یا اچھے دوست کو اپنے متعلق دعا کروانے کو بولو۔ --- اس لیے ہم اپنے سینٹس (ولیوں) کو پکارتے ہیں تاکہ وہ ہمارے متعلق دعا کریں۔")

✐ بہرحال، یہ بالکل بات وہی ہے، جس کو ہم نے بھی اپنایا ہوا ہے۔ پھر ٹوپی ڈرامے کے بجائے کھلم کھلا بولنا چاہیے۔ ہم بھی Venerations of Saints کے قائل ہیں۔ اور اس معاملے میں کیتھولک چرچ کے پیروکار ہیں۔ آپ کے پاس 4000 اولیاء ہیں تو ہمارے پاس بھی گھٹ نہیں۔

(جبکہ اللہ کہتا یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بنائو، مائدہ، آیت 51)

وہ تو پھر بھی یہ کہہ رہے کہ ہم ان کو اس لیے پکارتے کے یہ خدا کے حضور ہمارے لیے دعا کریں۔ --- پر ہم تو ایک قدم آگے۔ ڈاریکٹ کہتے "یا علی مدد" تو ہی مشکل کشا!

انسان کا عروج

✐ پورا قرآن پڑھنے سے یہی بات پتا چلتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو عروج دینا چاہتا، وہ کہتا، نیچے کی ساری چیزیں چھوڑ کر، خالص ہوکر صرف اللہ کی طرف بڑھو، اللہ کو پکڑو، توحید کو پکڑو۔ مخلوقات کو چھوڑ دو، خالق کی طرف آئو۔ اسلام کا درس خالق کہ معرفت دینا ہے، انبیاء کا درس خالق کی طرف دعوت دینا ہے، ائمہ کا درس خالق کو پکارنا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ١٣٨ (بقرہ)

(کہہ دو کہ ہم نے) خدا کا رنگ (اختیار کر لیا ہے) اور خدا سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں

(نیچے سے اوپر کی طرف منزلیں طے کرتے ہوئے)

(1) اللہ کہتا ہے، ان جمادات کو چھوڑ دو، ان بتوں کی پوجا چھوڑ دو، ان پتھروں سے تبرک لینا چھوڑ دو۔ جن ان کو تم اپنے ہاتھوں سے ہی تراشتے ہو۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ٩٥ (صافات)

انہوں نے کہا کہ تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو؟

(2) اسے کے بعد، ان نباتات اور حیوانات کو بھی چھوڑ دو، درخت، پودے، گائے، یا گئوسالے، وغیرہ۔۔۔ ان کی پوجا بھی چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی مخلوق ہیں، اور اللہ نے ان میں سے کئی کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے، جن سے تم فائدہ اٹھاتے ہو۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ٧٩ (غافر)

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنا دیے تاکہ تم سواری کرو ان میں سے بعض پر اور ان میں سے بعض کا تم گوشت بھی کھاتے ہو۔

وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۗ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ٧٣(یٰس)

اور اُن کے اندر اِن کے لیے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں۔ پھر کیا یہ شکر گزار نہیں ہوتے؟

(3) پھر، اللہ کی بڑی آیات، سورج، چاند، ستارے۔۔۔ ان کی پوجا بھی چھوڑ دو۔ یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے، اور اللہ نے انکو انسان کے لیے کام پر لگایا ہے، جس کی وجہ سے دن رات ہوتے، موسم میں تبدیلی ہوتی، سمندروں میں طغیانی ہوتی۔۔۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ‌ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡفُلۡكَ لِتَجۡرِىَ فِى الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ‌ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡاَنۡهٰرَ‌ۚ
۳۲(ابرٰهیم)

"اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا ، پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔ جس نے کشتی کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کیا۔

(4) فرشتوں کو بھی چھوڑ دو۔ (اللہ ان سے اپنے حساب سے کام لیتا)

وَلَا يَأۡمُرَكُمۡ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلۡمَلَـٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرۡبَابًا‌ۗ أَيَأۡمُرُكُم بِٱلۡكُفۡرِ بَعۡدَ إِذۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ (آل عمران، 3:80)

وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو۔

(5) اس کے بعد، اللہ کے ولیوں کو بھی چھوڑ دو۔ یعنی ان کو اس طرح سے پکڑنا کہ بندہ اللہ کو چھوڑ بھیٹے اور صرف انہیں سے لو لگا رکھے، صرف انہیں سے توسل کرے، انہیں کو پکارے، انہیں سے دعا کرے، اور انہیں کا اٹھتے بھیٹتے ذکر کرے۔۔۔

یہ خصوصیات تو صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے اللہ کہتا:

الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۱۹۱ (ال عمران)

جو اٹھتے ، بیٹھتے اور لیٹتے ، ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں

انہوں نے ایک اچھی زندگی گذاری، ان کے نقش قدم پر چلو تو بہت خوب، پر انکو پکارو نہیں، انکو الٰہی مرتبہ مت دو۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ١٣٤ (بقرہ)

وہ کچھ لوگ تھے جو گزرگئے ۔ جو کچھ انہوں نے کمایا ، وہ ان کے لئے ہے اور جو کچھ تم کماؤگے وہ تمہارے لئے ہے ۔ تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔
"

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ١٦٥ (بقرہ، 2:165)
اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں ۔ اور ان کے لئے ایسے گرویدہ ہیں جیسے اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے ۔ کاش ، جو کچھ عذاب سامنے دیکھ کر ، انہیں سوجھنے والا ہے ۔ وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں ۔ اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے ۔

✍ اور آخر میں اللہ، اپنے انبیاء و رسل کے بارے میں بھی یہی طرز رکھتا۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ ٧٩ (آل عمران)

کسی انسان کا کام یہ نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ ' وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو' جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۔ ۞ (بقرہ، 2:272)
(اے محمدﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔

قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (جن، 72:21)
کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۔ (جن، 72:23)
میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچادوں۔

(اس ٹاپک پر زیادہ تفصیل، باب 8 اور باب 9 میں دے دی گئی ہے)

أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُۥ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦ ۚ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ

(زمر، 39:36)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔

-

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ٤٥

(نساء، 4:45)

اللہ ہی ولی کافی ہے، اللہ ہی مددگار کافی ہے۔

-

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

(آل عمران، 3:173)

للہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے

-

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

(انفال، 8:40)

کیا ہی خوب ہے وہ مولیٰ اور کیا ہی خوب ہے وہ مددگار!

مصادر

1- قرآن شریف

2- صحیفه سجادیه

3- نہج البلاغه

4- اصول کافی

5- تفسیر نمونه

6- تفسیر کوثر

7- تفسیر نورالثقلین

8- مشهور دعائیں اور تعقیبات

9- گناہانِ کبیره (آیت الله دستغیب شیرازی)

10- حکایات القرآن (سید محمد صحفی)

11- احسن الحدیث (علامه طالب جوہری)

12- خصال و ثواب العمال (شیخ صدوق)

13- وکی شیعه: https://wikishia.net

14- https://www.duas.org

15- آنلائن مفاتیح الجنان: /https://mafatih.net

16- /https://hadith.academyofislam.com

17- توحید عبادت (یکا پرستی) (آیت الله شریعت سنگلاجی)

Acknowledgements:

میں یہ کتاب لکھنے میں اپنے برادر – اِن – لا عاشر علی کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں،

جس نے مجھے، قرآن کو بالکل غیر جانبدار ہوکر، پڑھنے اور سمجھنے کی طرف اُکسایا، صدیوں سے بندھی ہوئی پٹی کو اتار کر، نئیں زوایہ سے بالکل غیر جانبدار ہوکر پڑھنے اور سمجھنے کی طرف مائل کیا۔ اگرچہ ہم کئی معاملات میں اب بھی آپس میں اختلاف رکھتے ہیں، پر اس معاملہ میں اگر توفیق الٰہی نصیب نہ ہوتی تو میں نہیں سمجھتا کہ میں ایک حرف بھی لکھ سکتا تھا۔

"یا علی مدد" والی بحث میرے لیے کوئی نئیں چیز نہیں تھی، میں خود ساری زندگی "یا علی مدد" بولتا رہا، فخر کرتا رہا، اور مخالفین سے اس بات پر جھگڑتا رہا۔ پر اب کی بار، قرآن کو خالص ہوکر، غیر جانبدار ہوکر پڑھنے سے۔ یہ چیز اتنی شدت سے سامنے آئی، بندہ کو بولنا پڑا: **کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی مددگار نہیں!** (طول میں بھی تو عرض میں بھی)

حدیث "شرک اخفی من دبیب النمل" جو کتاب کے شروع میں مینشن کی گئی ہے، کے مطابق، شیعہ ہو یا سنی، ہم سب گرفتار ہیں۔ ہم "توحید" کا درس بھول چکے ہیں، جو اصل اسلام کا درس ہے، آدمؑ سے لیکے خاتمؐ تک، مولا علیؑ سے لیکر امام مھدی (عج) تک۔ سب نے صرف ایک ہی درس دیا۔ **توحید!**

اگر توحید پر امت مسلمہ اکٹھا ہوجائے، تو سب فرقیواریت ختم ہوجائے، حقیقت میں فرقیوارت جنم ہی تب لیتی جب بندہ توحید سے نکل آتا۔ اور یہی پچھلی امتوں میں ہوئا۔ باقی سب اختلافات بھلا کر، زمانہ حاضر میں توحید کی طرف دعوت دینے کی اشد ضرورت ہے۔

میں بندہ ناچیز و گناہگار یقیناً اس موضوع پر ایک حرف بھی لکھنے سے قاصر ہوں۔ یہ سب بے شک توفیق الٰہی سے ہے، جو کہ میرے لیے بھی ناقابلِ یقین ہے۔ کیونکہ یہ کوئی ناول نہیں ہے، بلکہ ریسرچ ورک ہے، اور ریسرچ ورک میں ایک دلیل کا ملنا بھی بڑی بات ہوتی ہے۔ ایک صفحہ لکھنا بھی بڑی بات ہوتی ہے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ چیزیں میرے سامنے آتی گئی، اور دلیلیں ملتی گئی۔

آخر میں اللہ سے دعا ہے، جو توفیق اُس نے مجھے دی ہے، اسکی بدولت دوسروں کو بھی رہنمائی عطا کرے، اور میری اس چھوٹی کاوش کو اپنی بارگاہ میں مشکور کرے، اور مجھے اور ہم سب کو نیچے والی آیت کا مصداق بنا کر، مغفرت و بخشش عطا کرے، اور اس دنیا سے خالص موحد بن کر اٹھائے!

🤲

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَـٰلِحًا تَرْضَىٰهُ وَأَصْلِحْ لِى فِى ذُرِّيَّتِىٓ ۖ إِنِّى تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّى مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ

(احقاف، 46:15)

یہاں تک کہ جب وہ اپنی پُوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو اُس نے کہا”اے میرے ربّ ، مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تُو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تُو راضی ہو،اور میری اولاد کو بھی نیک بناکر مجھے سُکھ دے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم)بندوں میں سے ہوں۔“

وصلّی اللہ علی سیّدنا محمّد وآلہ الطاھرین.

About Author

Azhar Hussain was born in 1984, and brought from Karachi to Sukkur in his childhood. Growing up, he was fascinated with Islam, Shiism, and Islamic Comparative studies, and this interest led him to Madarsa Babul Hawaij (Old Sukkur) to get his first lessons of Islam, at the age of 13.

Since he was drawn to books and Islamic literature, Molvi Ghulam Mustafa Chandio took his hand, and gave him introduction to Islamic books. He started to read Islamic Books since 1997 (at the age of 13). And soon in his Matric and College life he had already collected many big titles like Tafseer Namoona, Usool Kafi, all Shaikh Sudooq books, Tareekh Tabari, Uyoon Akhbare Raza, and many more.
(Thanks to his mentor Molvi Ghulam Mustafa, may Allah give him long life)

He also took some initial lessons of Farsi and Arabic from Molvi Ali Bux Sajjadi, Madarsa Waliy-al-Asr and later some online courses.
He (unfortunately or fortunately) could not take his Islamic studies to further to some Hauzah, but instead went to B.Sc. B.Ed and MA (English).

.

He has created some blogs for books' excerpts and some research works:

http://fikrism.blogspot.com/

http://qoleimam.blogspot.com/

http://peghamat.blogspot.com/

📖

https://archive.org/details/@abroazhar

إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ لِلنَّاسِ بِٱلْحَقِّ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ

(زمر، 39:41)

ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کردی ہے لوگوں کے لیے حق کے ساتھ تو، **جو کوئی ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کے لیے کرتا ہے اور جو کوئی گمراہی اختیار کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر آئے گا** اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

-

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(زمر، 39:9)

ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہوسکتے ہیں ؟ **نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔**

-

۞ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ

(رعد، 13:19)

بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ شخص جو تمہارے رب کی اس کتاب کو جو اس نے تم پر نازل کی ہے حق جانتا ہے اور وہ شخص جو اس حقیقت کی طرف سے اندھا ہے ، دونوں یکساں ہوجائیں ؟ **نصیحت تو دانشمند لوگ ہی قبول کیا کرتے ہیں۔**

-

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(ص، 38:29)

ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ **یہ لوگ اسکی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں“**